غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (فاتحہ ع)، حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ (انبیاء ع)

ترجمہ:- اے اللہ! ہمیں یہود و نصاریٰ کے رستہ پر نہ چلا (جن سے مسیح دجّال کا تعلق ہے) ہلاک شدہ بستیوں پر حرام ہے کہ وہ رجوع کریں۔ یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر اُونچی جگہ سے دوڑتے ہوئے آئیں گے ــــــ

مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کا ظہور

(انعام یافتہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

مُصنّفہ

محمد اسد اللہ قریشی

(مُربّی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ناشر:- محمد اسد اللہ قریشی نظارت اصلاح و ارشاد پاکستان ربوہ ضلع جھنگ

تعداد :- ایک ہزار

مطبع :- امید پرنٹرز، لاہور

طبع اوّل :- دسمبر ۱۹۷۳ء

قیمت :- دس روپے

طباعت :- آفسٹ

ملنے کا پتہ : الشرکۃ الاسلامیہ دیامین بکڈپو - گولبازار - ربوہ

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدّمہ

قدیم آسمانی صحیفوں خصوصًا قرآن واحادیث میں آخری زمانہ کے تغیّرات وانقلابات سے متعلق جو پیشگوئیاں تواتر سے چلی آرہی تھیں ان میں مسیح دجّال۔ یاجوج و ماجوج اور مصلح آخرالزّمان کی پیشگوئیوں کو خاص اہمیّت حاصل ہے۔ تمام قوموں کے انبیاء اور بزرگ دجال اور یاجوج وماجوج کے فتنوں سے انذار کرتے اور ان کے فتنوں سے پناہ مانگنے کی دعائیں سکھاتے آئے ہیں۔ کیونکہ الہاماتِ الٰہی میں ان کا فتنہ آدمؑ سے لیکر قیامت تک کے تمام فتنوں سے بڑھکر بتایا گیا تھا۔

ہر مذہب اور ہر قوم اور ہر ملک کے قدیم لٹریچر میں مختلف اندازِ بیان کے ساتھ دجّال اور یاجوج و ماجوج کی پیشگوئیاں اور ڈراوے ملتے ہیں۔ ہر زمانہ میں تازہ الہام کے ذریعہ ان کا ذکر دانتباہ ہوتا رہا ہے۔ اقوامِ عالم کا تاریخی و مذہبی لٹریچر نسلاً بعد نسلٍ اور قرنًا بعد قرنٍ ہمارے زمانہ تک ان کی عظمت وشدّت اور انتباہ کی روایات منتقل کرتا چلا آیا ہے۔ خصوصًا اس لئے بھی کہ زمانۂ مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج سے مصلح آخرالزمان کے ظہور کا تعلّق بھی ہے جس کے آنے کے انتظار میں مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی اور تمام اقوام اپنے اپنے اندازوں کے مطابق ماہ و سال اور گھڑیاں گنتے چلے آرہے ہیں۔ اور تمنّا کرتے چلے آئے ہیں کہ کاش! اس مصلح آخرالزمان کا ظہور انہی کے زمانہ میں ہو۔ تاکہ وہ ان کی بیعت کرکے ان کے انصار میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرلیں۔ اس سے متعلقہ پیشگوئیوں اور زمانہ موعود کی اہمیّت وعظمت واضح ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کی علامات و متعلقات سے باخبر رہنا اور مصلح آخرالزمان کو شناخت کرنا کس قدر ضروری ہے۔

جوں جوں آخری زمانہ قریب آتا جارہا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ قرونِ اُولیٰ کے بعد ہر آنیوالا زمانہ آخرزمانہ سمجھا جاتا رہا۔ مصلح آخرالزمان کی انتظار شدّت اختیار کرتی گئی اور مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ متعلقہ پیشگوئیوں کی عظمت و اہمیّت بڑھتی گئی۔ بالآخر ہمارے زمانہ میں ان قدیم پیشگوئیوں کا عملی ظہور ہوا جن کے ظہور کا انتظار بنی آدم کو قرنًا بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ زمانۂ دراز سے چلا آرہا تھا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے ان پیشگوئیوں کو پُورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے بھی ان کے عملی ظہور کے چشم دید گواہ بن رہے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کی نسبت سے ہمارے ایمانوں میں بے انتہاء

اضافہ ہوا ہے جن کے نزدیک یہ پیشگوئیاں ابھی تک پوری نہیں ہوئیں اور انتظار فرداہیں امام وقت کی شناخت اور ایمان سے محروم زندگی گذارتے اور اسی حالت میں اگلے جہان کو سدھار جاتے ہیں مگر ہم خوش ہیں کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھکر اور مصلح آخرالزمان جن کا ظہور ہوچکا ہے۔ کے انصار بن کر نہ صرف خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی صداقت کے عینی گواہ بن گئے ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات کا اس زمانہ میں بھی اسی طرح مشاہدہ کر رہے ہیں جس طرح خود صحابہ کرامؓ حیاتِ نبویؐ میں مشاہدہ کیا کرتے تھے۔

زیر نظر موضوع کی اس خاص نوعیّت و اہمیّت کے پیش نظر درآنحالیکہ ان پیشگوئیوں کے معیّن مصداق کے سلسلے میں تیرہ سو سال سے مختلف حاشیہ آرائیوں اور رجمًا بالغیب فضول اور مبالغہ آمیز یوں نے طرح طرح کی غلط فہمیاں بھی پیدا کردی ہیں، ضرورت اس بات کی تھی کہ قدیم آسمانی صحیفوں خصوصًا قرآن و احادیث اور اسلامی لٹریچر کی روشنی میں مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کی تعیین کی جائے۔ مسئلہ کی نزاکت و اہمیّت کے پیش نظر ہر مذہب کے علماء کا فرض ہے کہ وہ اس اہم مسئلہ کے بارے میں اپنی اپنی تحقیقات پیش کرکے مؤمنین و شائقین کی تسکین و تشفی کی کوشش کریں۔ ہم نے ایک عرصہ کی محنت کے بعد اس مسئلہ پر اپنی تحقیقات کتاب ہذا کی صورت میں پیش کردی ہے۔ اور واضح کردیا ہے کہ مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کا تعلق موجودہ مغربی عیسائی اقوام سے ہے تاکہ لوگ حقائق سے آگاہ ہو کر ان کے فتنوں سے بچ سکیں۔ نیز مصلح آخرالزمان کی تلاش کرسکیں جن کا زمانۂ ظہور وہی بتلایا گیا ہے جو مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کے خروج کا بتلایا گیا ہے۔ مصلح آخرالزمان کو شناخت کرنا مسلم و غیر مسلم سب کی الہامی کتب میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ احادیث نبویہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے امام مہدی یعنی مصلح آخرالزمان کو مانا اس نے مجھ کو مانا اور جس نے اس کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا۔ نیز مشہور حدیث ہے کہ جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا۔ وُہ جاہلیت اور کفر کی موت مرگیا۔

علاوہ اس کے عیسائی یہودی اور دوسری مذہبی دنیا پر بھی واضح کرنا ضروری تھا کہ مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج جن کے خروج کی وہ بائیبل اور اپنی الہامی کتب کی پیشگوئیوں کی رُو سے انتظار رکھتے ہیں ان کا تعلق خود بگڑے عیسائیوں اور یہودیوں سے ہے۔ نیز جس مسیح موعود کی وُہ انتظار رکھتے ہیں اس کا ظہور دراصل مسلمانوں میں سے ہونیوالا تھا اور انہیں میں سے وہ ظاہر بھی ہوچکے ہیں۔ ان حالات میں جبکہ ان پیشگوئیوں کا تعلق امام موعود یعنی تمام قوموں کے مصلح آخرالزمان کے

ظہور سے ہے اور اسے شناخت نہ کرنا کفر کی موت قرار دیا گیا ہے۔ اور مسیح دجال اور یاجوج وماجوج کے فتنوں سے بچنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ خاکسار نے لوگوں کی بھلائی اور اُخروی نجات کے پیش نظر اس مضمون کو محنت سے مرتب کیا اور اس پر کئی بار نظر ڈالی۔ اور کئی بار اس کی تدوین و ترتیب کی تجدید کی یہاں تک کہ مضمون اس قابل ہو گیا کہ خاکسار نے اسے فضل عمر فاؤنڈیشن کے انعامی مقابلہ تصانیف برائے ۱۹۶۹ء میں پیش کر دیا۔ فاؤنڈیشن کے متعدد منصفین نے اس کا جائزہ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے محنت قبول فرمائی۔ منصفین نے بالاتفاق مضمون کو سراہا اور ایسی اچھی آراء کا اظہار کر دیا کہ انعام کا فیصلہ کرنے والے متعلقہ بورڈ نے خاکسار مؤلف کتاب ہذا کو مستحق انعام قرار دے دیا فالحمد للہ علیٰ ذالک

جو لوگ اس مضمون کو غور سے پڑھیں گے وہ اس میں اپنے لئے تسکین و تشفی کے بہت سے سامان پائیں گے اور محسوس کرینگے کہ زیر نظر موضوع پر یہ واحد جامع کتاب ہے جس میں متعلقہ پیشگوئیوں کا مہدی موعود کی الہامی راہنمائی کی روشنی میں اپنے مقدر وقت پر پورا ہونا اور حالات اور واقعات سے ان کی تطابقت دکھلا کر مسیح دجال اور یاجوج وماجوج کی نشاندہی کی گئی ہے کہ وہ کون ہیں؟ جن کے فتنوں کو آدم سے لے کر قیامت تک کے فتنوں میں سے سب سے بڑھ کر بتلایا گیا تھا اور دُنیا کے خدا ترس اور نیک دل لوگوں کو اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ انہیں موعود مصلح آخر الزمان کی سچی تلاش کرنی چاہیئے۔ جس کے ظہور کے لئے مسیح دجال اور یاجوج وماجوج کے خروج کی اہم علامات کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

منصفین کی آراء

اس جگہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے منصفین کی اُن آراء کا درج کرنا بھی ضروری ہے، جن کا اوپر ذکر ہوا۔ جن کے قیمتی مشوروں کے مطابق اس کتاب کو بہتر بنانے میں خاص مدد ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے۔ آمین۔

منصفین جن کے نام صیغہ راز میں رکھے جاتے ہیں میں سے ایک منصف نے لکھا:۔

”مقالہ نگار نے تحقیق اور محنت کی ہے اور اس عنوان پر یقیناً مفید مواد اکٹھا کر دیا ہے۔ زبان معیاری ہے اور نفس مضمون سے مطابقت رکھتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کتاب یقیناً سلسلہ کے لٹریچر میں ایک مزید اضافہ ہوگا۔ فاضل مقالہ نگار نے اس مضمون پر مناسب اور ضروری محنت کی ہے اور مفید مواد فراہم کر دیا ہے۔ بے شک اس میں بعض جگہ پر اجتہاد کیا ہے۔ لیکن اس کی بنیاد مقالہ نگار نے یا لُغت پر رکھی ہے یا منقولات پر“ ۱۷/۷/۷۲

دوسرے منصف نے لکھا:۔

”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ محنت بہت کی گئی ہے۔ انداز بیان میں ضرور دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اور موجودہ حالات زمانہ اور دنیا کے کوائف حاضرہ کو سمو کر پڑھنے والے کے لئے دلچسپ بھی بنایا گیا ہے۔ یہ مضمون اس درجہ کا ضرور ہو گیا ہے کہ جماعتی، علمی اور تحقیقی وقعت سے مطابقت رکھتا ہے۔ علمی حلقوں میں نمائندہ تصنیف کے طور پر پیش ہو سکتی ہے۔“

تیسرے منصف نے لکھا:۔

”مضمون جماعت احمدیہ کی علمی اور تحقیقی شہرت اور وقعت سے مطابقت رکھتا ہے۔ اسے علمی حلقوں میں جماعت احمدیہ کی نمائندہ تصنیف کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔“

کتاب میں بعض ضروری نقشے و فوٹو بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ کتب ماخذ کی فہرست بھی علیحدہ ساتھ لگا دی گئی ہے اور کتاب کو زود فہم اور آسان بنانے کے لئے بارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تاہم سہو و خطا اور ہر عیب سے پاک کامل ہستی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ انسان سے سہو و خطا ہو جانا فطری امر ہے۔ قارئین کرام سے امید ہے کہ وہ خاکسار کے لئے دُعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ستاری و غفاری کے پیش نظر ہم سب کی پردہ پوشی کرتے ہوئے اس کتاب کو اپنے خاص فضل و کرم سے شرفِ قبولیّت بخشے، اُسے عوام و خواص کے لئے نافع اور باعث ہدایت اور خاکسار راقم الحروف کے لئے بھی موجب مغفرت اور باعث برکت و ثواب بنائے۔ آمین یا ربّ العالمین؛

۲۹ر مارچ ۱۹۷۳ء

محمد اسد اللہ قریشی
مُربّی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ـــ ؛ ـــ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بابُ اوّل

موجُودہ زمانہ کی اہمیّت وعظمت

واضح ہو کہ جس زمانہ سے ہم گذر رہے ہیں اپنی بے شمار خصوصیات کی وجہ سے نہایت اہم اور پُرعظمت زمانہ ہے اس کی خصوصیات اور عظیم تغیرات گواہی دے رہی ہیں۔ کہ یہ وُہی آخری زمانہ ہے جس کی بابت نہ صرف قرآن واحادیث میں پیشگوئیاں چلی آ رہی تھیں بلکہ عیسائیوں۔ یہودیوں۔ زرتشتیوں۔ بُدھوں اور ہندوؤں کے لٹریچر میں بھی پیشگوئیاں چلی آ رہی تھیں اس لئے سب اقوام اس زمانہ کی منتظر تھیں۔ جس کی بابت خبر دی گئی تھی کہ اس میں کثرت سے فتنوں اور بُرائیوں کا ظہور ہوگا۔ مسیح دجّال خروج کرے گا یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں گے دَابَّۃُ الْاَرْض نکلے گا اور ایک عظیم الشان مصلح بھی مبعُوث ہوگا۔ سو یہ وُہی زمانہ ہے جس میں یہ سب پیشگوئیاں اور آخر زمانہ کی علامات پوری ہوگئیں اور پُوری ہو رہی ہیں۔

جس کثرت اور وسعت سے اس زمانہ میں بدیاں۔ فتنے اور شرک والحاد پھیلا ہے اور اسی طرح دیگر سیاسی اور تمدّنی انقلابات آئے ہیں اس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ ان مذہبی وسیاسی فتنوں اور انقلابات کی اصل محرک موجودہ مغربی مسیحی اقوام ہیں جن کی سائنسی ترقی، صنّاعی اور ایجادات اور تسخیرِ قمر نے دنیا والوں کو حیران کر دیا ہے اور متاثر بھی، جن کی نمائندگی اس وقت دُنیا کی دو بڑی طاقتیں امریکہ اور رُوس کر رہی ہیں۔ اور ان دو طاقتوں کے ساتھ ان کے اور بھی ایجنٹ اور مددگار ممالک ہیں اور ہر ایک ایک دوسرے پر غالب ہونے کا متمنّی ہے۔ ان کی باہمی کشمکش سے عالمی امن برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ یاجوج وماجوج کی مبیّنہ علامات ایک ایک کرکے اور ٹھیک ٹھیک طور پر ان اقوام پر منطبق ہو رہی ہیں۔ مسیح دجّال کی مبیّنہ علامات ان سیاسی طاقتوں کی پیشوائی کرنے والے فلاسفروں سائنسدانوں اور پادریوں کے گروہ پر چسپاں ہوتی ہیں۔

ان کی مصنوعات اور ایجادات میں تو کوئی خرابی نہیں وہ تو دنیا کے لئے مفید ہیں مگر ان کے فلاسفروں نے جود ہریّت اور الحاد پھیلایا اور رُوحانیت کو نظر انداز کرکے خالص مادیّت کا پہلو

اختیار کرلیا۔ اس نے بنی نوع انسان کا باہمی امن و ذہنی سکون غارت کر کے رکھ دیا ہے وہ آپس میں ہی دو عظیم جنگیں لڑ چکے ہیں اور تیسری کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں اور ساری دُنیا ان کی جنگی تیاریوں اور ایک دوسرے کے خلاف کارروائیوں کی لپیٹ میں آچکی ہے جتنا وہ امن امن پکار رہے ہیں بدامنی ہی بدامنی اور فساد اور لڑائیاں ہی پھیل رہی ہیں۔

دوسری طرف ان کے پادریوں کا ٹڈی دل لشکر ہے جو دُنیا کے قریبًا ہر ملک میں تبلیغی مراکز کھولے ہوئے یسوع مسیح کو خدا کے مقابلہ میں دُوسرا خدا اور اس کا بیٹا بنانے کی دعوت دے کر دُنیا کو گمراہ کر رہے ہیں اور ان کے فلاسفر عالمگیر دہریت اور الحاد پھیلانے میں مصروف ہیں۔ تمام مسلم ممالک میں روس و امریکہ سے مقابلہ کی طاقت نہیں وہ آج ان عیسائی قوموں کے سامنے اسی طرح صید زبوں کی مانند ہیں جس طرح ماضی میں خود عیسائی قومیں مسلمانوں کے سامنے صید زبوں کی مانند تھیں اور انہیں مسلمانوں کے سامنے دم مارنے کی طاقت نہیں تھی آج مٹھی بھر یہود فلسطین اور بیت المقدس پر قبضہ کر چکے ہیں۔ اور ان کا مقابلہ کرنے کی بھی مسلم ملکوں میں طاقت نہیں۔ مسلمان متحدہ مرکزیت سے محروم ہیں ان کی صفوں میں اختلاف و انتشار ہے۔ مغربی استعمار نے قومیت اور وطنیت کے بھوت ہر جگہ کھڑے کر کے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔ مسلمان خود بھی مذہب سے دور ہو چکے ہیں ان کی شامتِ اعمال نے یاجوج و ماجوج اور دجّال کو موقعہ دے دیا ہے کہ وہ ان کو ان کی غفلتوں اور بداعمالیوں کا تھوڑا سا مزہ چکھا دیں۔ آدم سے لے کر اس زمانہ تک نظر ڈال کر دیکھو تو کبھی بھی کسی قوم اور مذہب پر ایسا خطرناک زمانہ نہیں آیا جیسا اس زمانہ میں ہر قوم اور ہر مذہب پر آچکا ہے۔ ان حالات میں اس زمانہ کی اہمیّت اور شدّت ظاہر ہے۔

آئیے اب ان احادیث پر نظر ڈال لیں جن میں مسیح دجّال کے فتنوں کو دُنیا کے سب سے بڑے فتنے قرار دیا گیا ہے اور جن سے تمام اُمّتوں کو اپنے اپنے انبیاء آغازِ دُنیا ہی سے ڈراتے اور ان کے فتنوں سے پناہ مانگتے رہنے کی دُعا سکھاتے آئے ہیں۔

فتنۂ مسیح دجّال کی شدّت

احادیثِ نبویّہ اور قرآن مجید میں مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کے فتنوں کی شدّت متعدد طریقوں سے خاص طور پر بیان کی گئی ہے

احادیثِ نبویّہ میں مسیح دجّال کے نام سے اور قرآن مجید میں یاجوج و ماجوج کے نام سے ان کے مذہبی و سیاسی فتنوں کی شدّت و مذمت بیان کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فتنے ایک ہی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مذہبی فتنوں کی وجہ سے ان کا نام مسیح دجّال رکھا گیا ہے اور سیاسی فتنوں

کی وجہ سے ان کا نام یاجوج و ماجوج رکھا گیا ہے۔ یاجوج و ماجوج کا ذکر تو اس کتاب کے دوسرے حصّے میں آئے گا۔ مسیح دجّال کے فتنوں کی شدّت کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عائشہؓ، اور ابنِ عباسؓ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درجِ ذیل دُعا پڑھتے اور اسے صحابہؓ کو بھی اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی کوئی سُورۃ سکھاتے تھے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ[1]۔ یعنی اے اللہ! میں مسیح دجّال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ امام بخاریؒ نے عبد اللہ ابنِ عمرؓ سے اور ابنِ ابی شیبہ نے سفینہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال پر خطبہ دیا اور فرمایا :۔

اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِیٌّ اِلَّا حَذَّرَ الدَّجَّالَ اُمَّتَهٗ الخ[2] یعنی کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے مسیح دجّال سے اپنی امّت کو خبردار نہ کیا ہو۔

امام مسلم نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ[3]۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کوئی فتنہ دجّال کے فتنہ سے بڑھ کر نہیں۔ ایک دعا ان الفاظ میں ہے کہ اے اللہ! مجھے غلبۂ دجّال سے محفوظ رکھ۔ سُنن نسائی کے حاشیہ میں مولانا احمد سورتی نے غلبۂ دجّال سے عوام کا جبری تسلّط مراد لیا ہے[4]۔ جو آخر زمانہ میں ہونے والا تھا شاید موجودہ مزدوروں کی حکومتوں یا اس ڈکٹیٹر شپ کی طرف اشارہ ہے جو روس، چین وغیرہ اشتراکی ممالک میں آجکل قائم ہے۔ جو دہریت پھیلا رہے ہیں۔ علّامہ سفارینی حنبلی لکھتے ہیں کہ ہر عالم کو چاہیئے کہ وہ دجال کی احادیث کو اپنی اولاد اپنی عورتوں اور مردوں میں پھیلائے۔ کیونکہ دجال کے خروج کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ منبروں پر اس کا ذکر کرنا بھول جائے گا[5]۔

قرآن و احادیث کی رُو سے مسلّم ہے کہ مسیح دجال، یاجوج و ماجوج اور مسیح موعود کے ظہور کا ایک ہی زمانہ ہوگا۔ نہ صرف مسلمان بلکہ عیسائی اور یہودی بھی مانتے ہیں کہ تینوں کا ظہور ایک ہی زمانہ میں ہوگا جو آخر زمانہ کہلاتا ہے۔ قرائن و حالات بتلا رہے ہیں کہ یہی وہ آخر زمانہ ہے جس کی بابت تمام انبیاء سابق اور کتبِ سماوی کی پیشگوئیاں چلی آرہی تھیں۔ اس لئے اسے شناخت کرنا،

---

[1] بخاری باب ذکر الدجال کتاب الفتن و تفسیر دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۳۵۴ [2] بخاری و تفسیر دُرِّ منثور ایضًا و مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۵۱۶ مطبوعہ مصر و ابو یعلی و بزاز۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال۔ [4] سنن نسائی حاشیہ صفحہ ۵۰۸ مطبع نظامی کانپور مطبوعہ ۱۲۹۹ھ۔ [5] لوائح الانوار باب دجّال۔

اس کی اہمیت سمجھنا اور اپنی وہ ذمہ داریاں پوری کرنا جو ان پیشگوئیوں اور مذہبی صداقتوں پر ایمان لانے کی حیثیت سے ہم پر عائد ہوتی ہیں انتہائی ضروری قرار پاتا ہے۔ کیونکہ تمام بنی آدم اپنے اپنے پیغمبروں۔ بزرگوں اور اپنی اپنی مذہبی کتب کی پیشگوئیوں کی رُو سے موجودہ آخری زمانہ کے منتظر چلے آ رہے تھے اور خوش قسمتی سے ہم اسی زمانہ میں سے گذر رہے ہیں جس میں مصلح آخرالزمان بھی مبعُوث ہوچکا ہے۔ ان مختصر سطور کو پڑھ کر ہر ذہن میں لازمًا چند سوالات پیدا ہوں گے جن کا جواب دینا ہر مذہب کے علماء کے لئے ضروری ہے۔

۱۔ اوّل یہ کہ کیا موعود آخری زمانہ واقعی یہی ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ اور کیا اسی کی بابت پیشگوئیاں چلی آ رہی تھیں اور کیا ساری علامات پوری ہوچکی ہیں جو آخری زمانہ کے بارہ میں آئی ہیں ان کے پورے ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

۲۔ دوسرا یہ کہ پیشگوئیوں میں خاص طور پر کسی زمانہ کی تعیین نہیں اور ان کے الفاظ وعبارات میں کئی معانی ومرادات کا احتمال ہوتا ہے سو یہ کیسے سمجھا جائے کہ ان پیشگوئیوں کا مصداق یہی ہمارا زمانہ ہے نہ کوئی دوسرا زمانہ؟

۳۔ تیسرا یہ کہ مسیح دجال۔ یاجوج وماجوج اور مصلح آخرالزمان کون ہیں اور باقی علامات ماثورہ کی حقیقت کیا ہے اور کیا ان علامات کا ظہور ہوچکا ہے یا نہیں۔ قرآن واحادیث اور مسلّمات شرع کے لحاظ سے ان باتوں کا ثبوت ملنا چاہیئے۔

سو ہم ترتیب وار ان سوالات کا جواب دیں گے اور قرآن واحادیث اور عربی لُغت اور تاریخی روایات سے ثابت کریں گے کہ مسیح دجال اور یاجوج وماجوج کون ہیں؟ کیا ان کا ظہور ہوچکا ہے اور کیا باقی علامات بھی پوری ہوچکی ہیں؟ نیز واضح کریں گے کہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے اصول کیا ہیں اور کس طرح ہمارا موجودہ زمانہ ان کا مصداق قرار پاتا ہے؟

ہم یہاں اپنی تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔ باقی مذاہب کے علماء کا بھی فرض ہے کہ وہ اس بارے میں اپنے اپنے مذہبی معتقدات کی روشنی میں تحقیقات پیش کرکے سائلین کو مطمئن کریں۔ اگر نہیں۔ تو کم سے کم ہماری پیش کردہ تحقیقات پر ٹھنڈے دل سے غور کرلیں۔ غور کرنے کے بعد اگر وہ اس نتیجہ پر پہنچیں کہ یہ تحقیقات درست ہے تو اسے سلیم قلب کے ساتھ تسلیم کرلیں اور مصلح آخرالزمان کی شناخت سے محروم نہ رہیں۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی بدنصیبی نہیں ہوگی کہ جس الٰہی مصلح کی انتظار قرونِ اولیٰ ہی سے کی جارہی تھی اس کی شناخت سے انسان محروم ہوجائے اور امامِ وقت کی شناخت سے

محرومی کی حالت میں موت واقع ہوجائے جو حدیث مَنْ مَاتَ ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ۔[۱] کی رُو سے جاہلیّت اور کفر کی موت ہے اللہ تعالیٰ اس سے سب کو محفوظ رکھے اور ایمان پر خاتمہ کرے۔ آمین۔

آخر زمانہ کی تعیین

اب ہم پہلے سوال کو لیتے ہیں جو آخر زمانہ کی تعیین کے بارے میں ہے۔ قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابتداء پیدائش سے لے کر آخر تک نوع انسانی کے زمانہ کو چار مختلف حالتوں اور مختلف زمانوں پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) پہلے اس حالت اور اس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب صرف ایک انسان اپنے قلیل کنبہ یا چند افراد کے ساتھ دنیا میں موجود تھا۔ اور ان کو ایک طرح کی قومی وحدت حاصل تھی اور ایک ہی دین تھا جیسا کہ فرمایا۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔[۲]

(۲) دوسری اس حالت اور اس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب لوگ مجتمع نہ رہے بلکہ متفرق ہوگئے اور نسل انسانی جسے ایک قومی وحدت حاصل تھی مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں میں بٹ گئی اور تمام دنیا میں پھیل گئی اور دنیا کے ایسے ایسے کونوں اور اطراف واکناف میں جا بسی کہ ایک دوسرے کے حالات سے بے خبر ہوگئی ایک قوم سے ہزاروں قومیں بن گئیں اور ایک مذہب سے ہزاروں مذہب نکل آئے جیسا فرمایا۔ وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔[۳] یعنی امتِ واحدہ ہونے کے بعد ہم نے تم کو مختلف شاخوں اور قبیلوں میں پھیلا دیا تاکہ تم باہمی متعارف ہو۔

(۳) تیسری اس حالت اور اس زمانہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب پھر کچھ کچھ باہمی تعارف اور ایک مُلک سے دُوسرے مُلک تک جانے کے کچھ کچھ سامان ہونے لگے اور بہت سی سفری مشقتیں اٹھا کر اور دُور دراز سفر کرکے باہمی ملاقاتوں کی راہ کھل گئی اور مختلف قوموں کے باہمی تعلقات بھی پیدا ہونے لگے۔ اور ایک قوم دوسری قوم کے مذہب کو اختیار کرنے لگی مگر بہت کم۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں تمام قوموں کو پھر ایک مذہب پر لانے کے لئے پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اُن پر قرآن مجید ایسی کتاب نازل ہوئی جس میں قیامت تک کے بنی نوع انسان کے لئے راہنمائی اور پیشگوئیاں موجود ہیں۔

(۴) چوتھے بطور پیشگوئی یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ جب سفر کرنے کی بہت

---

[۱] بحار الانوار جلد ۱۳ مطبوعہ تہران۔ [۲] سورۃ بقرہ رکوع ۲۶۔ [۳] سورۃ حجرات ع ۲۔ اسی طرح دیکھو نساء ع ۱۔ بقرہ ع ۲۰ و ع ۲۶ و یونس ع ۳ وغیرہ آیات۔

سی سہولتیں پیدا ہوں گی اور اونٹنی جیسی سواریوں کی حاجت نہیں رہے گی۔ بلکہ ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد کی جائیں گی کہ ایک حصّہ دنیا کو دوسرے حصّہ دنیا سے ملا دیں گی اور ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ملک کے لوگوں سے جمع کر دیں گی۔ اسی زمانہ کی طرف ان آیات میں اشارہ فرمایا تھا۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۔ یعنی وہ زمانہ آتا ہے کہ اونٹنیاں بیکار کر دی جائینگی اور نفوس انسانی باہم ملا دیئے جائیں گے۔ عرب کی تجارت اور سفر کا دار و مدار اونٹنیوں پر ہے اس لئے اونٹوں کا ہی ذکر کیا اور اس زمانہ میں خبر دی کہ وہ زمانہ آتا ہے جب لوگ اونٹنیوں کی سواریوں سے مستغنی ہو جائیں گے اور ان کی بجائے ایسی تیز رفتار سواریاں نکل آئیں گی کہ ان سے بہتر ہوں گی جیسا حدیث میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی خبر دی وَيُتْرَكُ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا۔ یعنی اونٹنیاں بیکار چھوڑ دی جائیں گی اور دوڑنے کے لئے ان پر کوئی سواری نہیں کرے گا۔ "عِشَارٌ" حمل دار اونٹنی کو کہتے ہیں اس سے اشارہ ہے کہ یہ قیامتِ کبریٰ کی علامات کا ذکر نہیں بلکہ زمانہ مسیح موعود یا زمانہ مسیح دجال کی علامات ہیں کیونکہ قیامت کے دن حمل دار اونٹنیاں نہیں ہوں گی۔

دوسرے ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ بچھڑے ہوئے لوگ باہم ملا دیئے جائینگے اور باہمی ملاقاتوں اور میل جول کی کثرت سے سہولتیں میسر آئیں گی گویا مختلف ملکوں کے لوگ ایک ہی ملک کے باشندے ہیں سو یہ پیشگوئی ہمارے زمانہ میں پوری ہو گئی جس سے ایک عالمگیر انقلاب ظہور میں آیا۔ ریل گاڑی۔ ہوائی جہاز اور دیگر تیز رفتار سواریوں نے باہمی مختلف قوموں کو ملا دیا اور آمدورفت کی ایسی سہولتیں میسر ہوئیں کہ مشرق و مغرب اور جنوب و شمال یا افتادہ بلکہ مکڑی کے جالے کی طرح باہم پیوست نظر آنے لگے اور وہ سب روکیں دور ہو گئیں جو پہاڑوں کی مانند حائل تھیں۔ برّی۔ بحری اور ہوائی ہر قسم کے راستے کھُل گئے گویا ساری زمین ناپ کر مٹھی میں کر دی گئی۔

یہ زمانہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے شروع ہو چکا ہے آخری زمانہ کہلاتا ہے۔

اور اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر آخر الزمان کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

ہر سلیم الفطرت انسان اور الہامی مذاہب اور الہامی کلام کو ماننے والا تسلیم کریگا کہ الہامی کتب میں خصوصًا قرآن مجید میں موجودہ زمانہ کی بابت پیشگوئیاں موجود تھیں جو اب پوری ہو رہی ہیں۔

قرآن مجید کی جو پیشگوئیاں ہیں وہ زمانہ نزول سے قیامت تک بنی نوع انسان کی راہنمائی اور ان کے ازدیاد ایمان کے لئے موجود ہیں۔ قرآن مجید کی پیشگوئیاں چودہ سو سال سے ہر صدی

اور ہر زمانہ میں پوری ہوتی چلی آئی ہیں موجودہ زمانہ کی عظمت و اہمیّت کسی سے پوشیدہ نہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایسے اہم زمانہ کے متعلق قرآن مجید میں کوئی پیشگوئی موجود نہ ہو۔ اس زمانہ کی اہمیّت اور عظمت تو تقاضا کرتی ہے کہ اس زمانہ کے متعلق بھی قرآن مجید میں پیشگوئیاں موجود ہوں بلکہ بڑھ چڑھ کر موجود ہوں کیونکہ یہ زمانہ تمام سابق زمانوں سے ممتاز اور اہم ہے اگر یوں کہا جائے کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ آدم سے لے کر اب تک ایسا انقلابی زمانہ پہلے کبھی نہیں گذرا تو بجا ہے۔ اس زمانہ کے تغیرات انقلابات اور غیر معمولی حالات نے اسے تمام سابق زمانوں پر فوقیّت و اہمیّت دے دی ہے موجودہ زمانہ میں یورپ کی عیسائی اقوام کا عالمگیر غلبہ اور زمین و آسمان تک کو فتح کرنے اور تسخیر چاند اور دیگر سیارات کی تسخیر کے منصوبے اور بے مثال ایجادات و مصنوعات۔ رسل و رسائل اور آمدورفت کی سہولتیں دیکھ کر ایک مومن کو وہ پیشگوئیاں یاد آ جاتی ہیں جو قرآن مجید اور احادیثِ نبویّہ میں یاجوج و ماجوج کے غلبہ اور مسیح دجال کے خروج کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

سو کیا تعجّب ہے کہ موجودہ یورپین اقوام ہی سے مسیح دجال کا تعلق ہو اور یاجوج و ماجوج یہی اقوام ہوں بلکہ جب ہم تمام پیشگوئیوں کو مجموعی رنگ میں بنظرِ غور دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تمام صفات و علامات جو پیشگوئیوں اور الہامی کتب میں یاجوج و ماجوج اور مسیح دجال کے بارے میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال قبل سے موجود چلی آ رہی ہیں وہ احسن رنگ میں انہی موجودہ عیسائی اقوام پر حرف بحرف منطبق ہو رہی ہیں اور ایک سلیم الفطرت انسان یہ گواہی دینے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہی یورپین اقوام یاجوج و ماجوج ہیں اور ان کے فلاسفروں اور پادریوں کا گروہ مسیح دجال کے صفاتی نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آخری زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور زمانۂ نزولِ قرآن سے شروع ہو چکا ہے اور ہم آخری زمانہ کے دَور سے گذر رہے ہیں اس وقت تک چودہ سو سال کے قریب اس آخری زمانہ سے بھی گذر چکا ہے سو اگر مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کا زمانہ یہی ہو جس میں سے ہم گذر رہے ہیں تو اس میں تعجّب اور حیرانی کی کونسی بات ہے بلکہ ایک مومن کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چودہ سو سال پہلے کی پیشگوئیاں ہمارے زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں۔ اور ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اپنی آنکھوں کے سامنے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں اور ان پیشگوئیوں کو انہی مغربی عیسائی اقوام کے سامنے قرآن اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے طور پر پیش کر سکتے ہیں کہ اے عیسائیو! اے

فلاسفرو! اور اے پادریو اور اے تمام وہ لوگو جو قرآن اور اسلام کو نہیں مانتے آؤ ہم تمہیں وہ پیشگوئیاں دکھلادیں جو تمہارے ذریعہ اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں جن کی خبر آج سے پونے چودہ سو سال پیشتر ہمارے قرآن اور پیغمبرِ اسلام نے دی تھی جب ہم قرآن و احادیث سے آج سے چودہ سو سال پیشتر کی پیشگوئیاں اور ان کا پورا ہونا ان اقوام کے سامنے ثابت کر دیں تو ضرور ہے کہ ان میں سے سلیم الفطرت لوگ اسلام قبول کرنے پر تیار ہو جائیں گے کیونکہ یہ پیشگوئیاں اس وقت کی گئی تھیں جبکہ موجودہ اقوام کے عروج و غلبہ۔ ان کی موجودہ ایجادات و مصنوعات۔ تیز رفتار سواریاں۔ جہاز۔ ایٹم بم مشینیں۔ آلات کا نام و نشان نہ تھا نہ آج سے تیرہ سو سال قبل کسی کے وہم و گمان میں یہ ایجادات آ سکتی تھیں۔ سو جب بھی کوئی سلیم الفطرت انسان سینکڑوں سال قبل کی ان پیشگوئیوں اور ان کے حرف بحرف اور ہُو بہُو ظہور پر غور کرے گا تو صداقت اسلام پر ایمان لائے بغیر نہیں رہے گا۔

اُمّتِ محمدیّہ کے لئے عصر سے مغرب تک کا وقت

بخاری میں ابنِ عمر سے حدیث مروی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

انما اجلکم فی اجل من خلا من الامم ما بین صلٰوۃ العصر الی مغرب الشمس[1] الخ

یعنی یاد رکھو تمہارا زمانہ تم سے سابق امتوں کے زمانہ کے مقابلہ میں نماز عصر اور مغرب کے درمیان میں ہے۔ تمہاری اور یہود و نصارٰی کی مثال ایسے شخص کی مانند ہے جس نے ایک مزدور کام پر لگایا۔ اس نے کہا کون دوپہر تک میرا کام ایک قیراط پر کرے گا۔ تو یہود نے دوپہر تک قیراط قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا کون میرے لئے دوپہر سے عصر تک قیراط قیراط پر کام کرے گا۔ تو نصارٰی نے عصر تک کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ کون میرے لئے دو دو قیراط پر عصر سے مغرب تک کام کرے گا۔ سو تم وہ امّت ہو کہ عصر سے مغرب تک کام کرو گے یاد رکھو تمہارے لئے دوہرا اجر ہے"۔

اس حدیث کے مطابق امّتِ محمدیّہ کے لئے دنیا میں کام کرنے کا وہ زمانہ مقرر کیا گیا ہے جو مثلاً نماز عصر سے سورج غروب ہونے تک کا بالکل آخری زمانہ ہے۔ جس پر دورِ آدم کا جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا ہے خاتمہ ہے اور اس کے بعد قیامت کبریٰ قائم ہوگی تمام نبیوں کی کتابوں اور ایسے ہی قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس مقرر کی ہے۔ لیکن یہ عمر اس آدم کے زمانہ سے ہے جس کی ہم اولاد ہیں۔ خدا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی دنیا تھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوگ کون تھے اور کس قسم کے تھے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کا ایک دَور سات ہزار

[1] بخاری بحوالہ مشکوٰۃ باب ثواب ھٰذہ الامّۃ۔

برس میں ختم ہوتا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا میں اس طرح سے کتنے دَور گذر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آچکے ہیں۔ صلحاء اور اولیاء نے حضرت آدم سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پانچ ہزار سال کی عمر قرار دی ہے۔ آپ کے زمانہ سے بھی پونے چودہ سو برس گذر چکے ہیں۔ اس حساب سے انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار سے بھی زائد برس گذر چکے ہیں اور ایک ہزار برس سے بھی کم باقی ہیں[1]۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پَونے چودہ سو سال گذرنے کے باوجود جبکہ اب بہت تھوڑا زمانہ باقی رہتا ہے اگر یاجوج و ماجوج اور مسیح دجّال اور مسیح موعود ظاہر نہ ہوں تو پھر اور کونسا زمانہ ہوگا جس میں وُہ ظاہر ہوں گے جبکہ مسیح موعود نے آکر تمام دنیا میں اشاعتِ اسلام کا کام کرنا ہے اور اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دُنیا میں آئے ہوئے قریبًا چودہ سو سال گذر چکے مگر دینِ اسلام غالب نہ ہو سکا۔ بلکہ ابھی کافروں کا ہی دنیا میں غلبہ ہے۔ تو اس حساب سے مسیح موعُود کے لئے دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے تو چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ چاہیئے کیونکہ وہ بہرحال آپ کے اُمّتی اور غلام ہی ہوں گے۔ ان کے لئے تو کم سے کم چودہ سو سال سے دوگنا عرصہ چاہیئے۔ تاکہ وہ دنیا میں تبلیغ اسلام کر کے اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر سکیں مگر حساب کی رُو سے اتنا عرصہ دنیا کی عمر سے باقی کہاں رہا؟ بلکہ ایک ہزار سے بھی کم دُنیا کی عمر باقی رہتی ہے۔ پس جو لوگ مسیح موعود مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کے لئے جو مقدر وقت پر ظاہر ہو چکے ہیں اب بھی کسی اگلے زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں بلکہ یقین کرنا چاہیئے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں قیامت صغریٰ کی تمام علامات پوری ہو چکی ہیں جو قیامتِ کبریٰ کے لئے نمونہ ہیں اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں مسیح دجّال، یاجوج و ماجوج اور مسیح موعود کا ظہور ہونا چاہیئے تھا۔ جس کی تفصیلات اس مضمون میں اپنے اپنے مقامات پر درج ہوں گی۔

مسیح دجّال اور یاجُوج وماجُوج کے ظہور کا زمانہ

اب اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہے تو یہ آخری زمانہ ہی، جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر قیامت تک ممتد ہے اور ہم آخر زمانہ کے دَور سے گذر رہے ہیں مگر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہی یاجوج و ماجوج اور مسیح دجّال کے ظہور کا زمانہ ہے۔ بلکہ ہو سکتا ہے

[1] ان تصریحات کے لئے دیکھئے لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۸-۳۹ اور تحفہ گولڑویہ۔ تفسیر کبیر جلد پنجم حصّہ اوّل صفحہ ۳۸-۳۹ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔

کہ وہ ابھی ظاہر نہ ہوئے ہوں اور آئندہ کسی زمانہ میں ظاہر ہوں اس شبہ کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر موجودہ یورپین اقوام ان پیشگوئیوں کی مصداق نہیں تو پھر قرآن و حدیث میں وہ پیشگوئیاں دکھلا دی جائیں جن میں ان عظیم طاقتور اقوام اور موجودہ ایجادات اور اہم تغیرات اور بے مثال انقلابات کی خبر دی گئی ہو جو اس زمانہ میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ اور انہیں ان اقوام پر اسی طرح چسپاں کر کے دکھا دی جائیں جس طرح ہم اس کتاب میں تمام متعلقہ پیشگوئیوں کو ان اقوام پر ہُو بہُو چسپاں کر کے دکھلا رہے ہیں۔

نیز اگر تسلیم کر لیں کہ مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج ابھی ظاہر نہیں ہُوئے بلکہ کسی اگلے زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ تو اس اگلے زمانہ کی بابت بھی تو شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ شاید یہ زمانہ بھی ان کے ظہور کا نہ ہو بلکہ کسی اگلے زمانہ میں ان کا ظہور ہو گا۔ ایسے شبہات کرنے والے تو ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں مگر کیا شبہات کی بناء پر حق سے اعراض کرنا درست ہو گا؟ کیا ایسے شبہات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بابت آج تک یہود و نصاریٰ پیش نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ابھی تک نہ آخری زمانہ آیا نہ وہ موعود نبی آخر الزمان آیا۔ یہود کہتے ہیں کہ ان کا مسیح موعود بھی ابھی تک نہیں آیا حالانکہ انیس سو سال ہُوئے ان کا مسیح موعود آ چکا اور قرآن نے ان کی تصدیق کی۔ اسی طرح پیغمبر آخر الزمان بھی آج سے پونے چودہ سو سال قبل مبعوث ہو چکے۔ کیا اب ان بے بنیاد شکوک و شبہات کی بناء پر جو ہر زمانہ میں حق کے مقابلہ میں پیش ہُوا ہی کرتے ہیں حق کا انکار کرنا جائز ہو گا؟ ایک سلیم الفطرت انسان ماثور علامات۔ حالات۔ قرائن اور مطابقت زمانہ دیکھ کر زیر بحث امر میں بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے۔

قرآن و احادیث پر پوری طرح غور کر کے ہماری فطرت تو یہی گواہی دیتی ہے کہ ہمارا موجودہ زمانہ ہی وہ منتظر و موعود زمانہ ہے جس میں یاجوج و ماجوج اور مسیح دجّال اور مسیح موعود کے ظہور کی خبر دی گئی تھی اور تمام ماثورہ علامات موجودہ یورپین اقوام پر پوری طرح منطبق ہو رہی ہیں۔ جن سے ایک مومن اور سلیم الفطرت انسان شرح صدر حاصل کر سکتا ہے کہ موجودہ یورپین اقوام ہی یاجوج و ماجوج ہیں اور انہی کے پادریوں اور فلاسفروں کے گروہ کا نام مسیح دجال ہے۔ یاجوج و ماجوج اور مسیح دجّال جو ان کے دو نام رکھے گئے ہیں وہ ان کی دو حیثیتوں کی بناء پر رکھے گئے ہیں۔ یاجوج و ماجوج ان کی زبردست سیاسی قوت و غلبہ کی وجہ سے ان کا نام رکھا گیا ہے اور مسیح دجّال ان کے مذہبی دجل و فریب اور مذہبی فتنوں کی وجہ سے ان کا نام رکھا گیا ہے اور اس نام کا مصداق ان کے پادریوں اور فلاسفروں کا گروہ ہے۔ تفصیلات اگلے ابواب میں اپنے اپنے

مقام پر آئیں گی۔

ہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں وہ کونسے قرائن و اشارات و علامات ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ ہی یاجوج و ماجوج۔ مسیح دجّال اور مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہے اور ان کا زمانہ موجودہ زمانہ سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سوال کے جواب میں یہ پوری کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ جو شخص ٹھنڈے دل و دماغ سے بغور اس کا مطالعہ کرے گا اُسے اس امر پر شرح صدر حاصل ہو جائے گا کہ موجودہ زمانہ ہی موعود زمانہ ہے اور اس زمانہ سے یاجوج و ماجوج اور مسیح دجال کا زمانہ متجاوز نہیں ہو سکتا۔

زمانۂ یاجُوج وماجُوج و مسیح دجّال کی تعیین

ہم زمانۂ موعود کی تعیین کے سلسلے میں اس جگہ بھی چند اشارات درج کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں یاجوج و ماجوج کا ذکر سُورۂ کہف اور سُورۂ انبیاء میں کیا گیا ہے سُورۂ کہف میں ذوالقرنین کے دیوار یاجوج و ماجوج بنائے جانے کا ذکر یُوں آتا ہے کہ جب اُس نے وُہ دیوار بنا دی تو ساتھ ہی اس نے کہا کہ

اِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا۔ (سُورۂ کہف ع۱۱)

کہ جب میرے رب کا وعدہ آئیگا تو اُسے گرا دیگا اور میرے رب کا وعدہ سچّا ہے۔

سُورۂ انبیاء میں اس وعدہ کے قریب آنے کا یُوں ذکر فرمایا۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ۔ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ۔ (سُورۂ انبیاء ع۷)

یعنی یہانتک کہ یاجوج و ماجوج کھولدیئے جائینگے اور وہ ہر بلند سے تیزی سے دوڑتے آئیں گے اور وہ وعدہ حق (یعنی ان کے کھولے جانے کا) قریب آ چکا۔

اس وقت جبکہ اس فرمان پر بھی پونے چودہ سو سال کا لمبا زمانہ گذر چکا ہے تو کیا اب بھی وُہ "وعدہ حق" پورے ہونے کا وقت نہیں آیا جس کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ قریب آ چکا ہے۔

سورۂ سبا آیت ۳۱ میں مکذّبین کے عذاب کے لئے ایک یوم کی میعاد مقرر کر دی تھی اور فرمایا تھا قُلْ لَّكُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ۔ یعنی تمہارے عذاب کے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے نہ تم اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے نہ آگے بڑھ سکو گے۔ اس آیت میں مکذّبین کے عذاب کے لئے جو ایک یوم کی میعاد مقرر بتلاتی ہے۔ دوسری جگہ اس کی تشریح یوں کی ہے کہ ایک یوم خدا کے نزدیک ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ فرمایا۔ اے پیغمبر! یہ لوگ جلدی تجھ سے عذاب مانگتے ہیں، اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ سے

ہرگز تخلّف نہیں کرے گا اور یاد رکھو کہ تیرے رب کے نزدیک ایک یوم ایک ہزار سال کے برابر ہے جن کو تم شمار کرتے ہو۔[۱]

بائبل میں بھی ہے کہ خدا کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے[۲]۔ نیز یہ کہ ایک ہزار برس کے بعد شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور وہ یاجوج و ماجوج کا آلہ کار بنا کر دنیا کو گمراہ کرے گا۔[۳]

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مکذّبین کے عذاب کے لئے ایک ہزار سال کی مہلت تھی۔ سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کے بعد ایک ہزار سال گذرنے پر وعدہ حق یعنی یاجوج و ماجوج کے نکلنے کا وعدہ پورا ہو جانا چاہیئے تھا۔ اب جبکہ زمانۂ بعثت نبوی سے ایک ہزار سال ہی نہیں بلکہ پونے چودہ سو سال گذر چکے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ یہ وعدہ آج سے پونے چار سو سال قبل پورا ہو چکا ہے، یعنی دیوار یاجوج و ماجوج گر چکی ہے اور یاجوج و ماجوج کا خروج ہو چکا ہے اور مغربی اقوام کے عروج کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں کہ ایسا ہی وقوع میں آچکا ہے۔ جیسا خبر دی گئی تھی۔

یاد رہے کہ تمیم داری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیح دجال کو ایک جزیرہ میں جکڑا ہُوا دیکھا تھا اور اس نے کہا تھا۔ اُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ۔ یعنی قریب ہے کہ مجھے خروج کرنے کی اجازت دی جائے گی گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے آخری ایام میں ہی جو قریب آرہے تھے، مسیح دجّال نے خروج کرنا تھا۔ اور ایک ہزار برس تک ان کے عالمگیر خروج کی ممانعت تھی اس کے بعد اسے خروج کی اجازت مل جانی تھی سو ایسا ہی ہُوا۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار برس گذر چکے تو یاجوج و ماجوج اور مسیح دجّال جو یورپین اقوام بشمول امریکہ کے سیاسی و مذہبی گروہوں کے غلبہ سے عبارت ہے کا خروج ہُوا۔ تمیم داریؓ نے مسیح دجّال کو مغرب کی جانب ایک جزیرہ کے گرجا میں جکڑا ہُوا دیکھا تھا سو مغربی ممالک کے گرجاؤں سے ہی عیسائی پادریوں، تاجروں اور فلاسفروں کا گروہ نکل آیا اور مشرقی ممالک میں جاسوسوں کی طرح نفوذ حاصل کر گیا جو رفتہ رفتہ ان کے سیاسی غلبہ کا باعث بن گیا۔ کہیں دجل سے کہیں قتل و خونریزی سے اور کہیں دیگر ممکن ذرائع سے انہوں نے پرانی صلیبی لڑائیوں میں شکست کا انتقام لے لیا بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ بدلی ہوئی صورت میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے صلیبی لڑائیاں آج تک جاری رکھی ہوئی ہیں۔ یہ ایک ہزار سال اگر یوحنا عارف کے مکاشفہ کے زمانہ سے جو ۹۶ء کا زمانہ ہے (جیسا حاشیہ مکاشفات پر سنہ درج کیا گیا ہے) لیا جائے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ ۹۶

[۱] سورۃ حج۔ [۲] ۲ پطرس باب ۳۔ آیت ۸/۹۔ [۳] مکاشفہ یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۱ تا ۴ و ۷ تا ۱۰۔

میں ہزار جمع کیا جائے تو ایک ہزار چھیانوے (۱۰۹۶ء) بنتے ہیں۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جب عیسائی یورپین اقوام نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگیں شروع کر دیں اور ان اقوام نے ان جنگوں میں بے پناہ جوش و خروش دکھلایا اور یوحنا عارف کا مکاشفہ پورا کر دیا کہ "جب ہزار سال ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا تاکہ قوموں کو فریب دے کر انہیں لڑائی کے لئے جمع کر دے"۔

۴۸۰ھ میں دجّال کا خروج

ایک حدیث میں وارد ہے کہ دجال بار بار نکلنے کی کوشش کرے گا۔ اور بالآخر چار سو اسی ویں (۴۸۰) سال نکل آئے گا۔

وروی برد عن مکحول عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الدجال فی الثمانین فان لم یخرج ففی ثمانین ومأتین فان لم یخرج ففی ثلاثمأۃ وثمانین فان لم یخرج ففی اربعمأۃ وثمانین۔[۱]

یعنی برد نے مکحول سے اور اس نے ابی ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال اسی (۸۰) ویں سال نکلے گا اگر نہ نکلا تو پھر دو سو اسی ویں سال نکلے گا اگر نہ نکلا تو تین سو اسی (۳۸۰) ویں سال نکلے گا پس اگر نہ نکلا تو چار سو اسی (۴۸۰) ویں سال نکلے گا۔

اس حدیث کی رُو سے چار سو اسی (۴۸۰) ویں سال تو بہرحال دجال کو نکلنا تھا۔ سوال یہ ہے کہ جو لوگ اب تک دجال کے خروج کے منتظر ہیں اور اسے ایک عجیب خارق عادت مخلوق قرار دیتے ہیں وہ بتلائیں کہ چار سو اسی (۴۸۰) ویں سال نکلنے والا وہ دجّال کون سا تھا اور کہاں گیا جبکہ دجّال کا وقت جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے گذر چکا ہے اس حدیث سے قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ دجّال کے بارے میں لوگوں کے وہ خیالات درست نہیں جن میں وہ دجّال کو فرد واحد اور خارق عادت مخلوق قرار دیتے اور اس سے خارق عادت امور منسوب کرتے ہیں کیونکہ چار سو اسی (۴۸۰) ویں سال ایسا کوئی مسیح دجال ظاہر نہیں ہُوا اور جو مسیح دجال ظاہر ہو چکا اس کا تعلق مسیحی قوم سے ہے اور وہ کوئی فرد واحد نہیں۔ بلکہ پادریوں اور ان کے حمایتیوں اور مددگاروں کا وہ گروہ تھا جس نے صلیبی جنگوں کے نام سے مسلمانوں پر چار سو اسی (۴۸۰) ویں سال ہی حملوں کا طوفان اُٹھایا اور بیت المقدس مسلمانوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا تھا تاریخ شاہد ہے کہ ۱۰۹۷ء میں متعدد پادریوں کے اشتعال انگیز وعظوں اور تحریک سے تمام یورپین طاقتیں اُٹھ کھڑی ہوئیں اور مسلمانوں سے صلیبی جنگیں شروع ہو گئیں جو ۱۲۹۱ء یعنی دو سو سال تک جاری رہیں اور ۱۰۹۷ء مطابق ۴۷۴ھ ہے اگر ہجرت سے شمار کیا جاوے اور مطابق ۴۸۷ھ ہے،

[۱] اعلام النبوۃ از علی بن محمد الماوردی طبع مصر صفحہ ۳۵۔

اگر زمانۂ بعثت سے شمار کیا جائے چونکہ حضور نے بعثت کے چند سال بعد یہ ارشاد فرمایا کہ چار سو اسی[۴۸۰] ویں سال دجال خروج کرے گا اس فرق کو ملحوظ رکھکر دیکھا جائے تو عین چار سو اسی[۴۸۰] ویں سال صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا جو پادریوں کی اشتعال انگیزیوں کے سبب تلوار و طاقت کی بناء پر وقوع پذیر ہوئیں۔ لیکن دو سو سال یہ جنگیں جاری رہنے کے بعد دوبارہ بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور صلیبی لڑاکوں یا مسیح دجال کے لشکر کو کچھ عرصہ کے لئے ناکام ہونا پڑا[۱]۔ لیکن اس کے بعد جب وہ میعاد پوری ہو گئی جو ان کے دنیا میں عالمگیر غلبہ حاصل کرنے کے بارہ میں مقرر تھی اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار سال کی تھی تو پھر وہ تلوار لے کر نہیں بلکہ تجارت، مشنریوں اور پُرامن منصوبوں سے مسلح ہو کر مشرقی اقوام میں گھس آئے۔ تلوار سے تو وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بار بار ناکامی کا منہ دیکھ چکے تھے۔ کیونکہ ابتداء اسلام ہی سے انہوں نے مسلمانوں سے جو لڑائیاں کیں ان میں وہ بار بار تجربہ کرنے کے باوجود ناکام ہو چکے تھے اس لئے انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں تلوار و طاقت سے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب مسلمانوں نے پندرھویں صدی عیسوی کے وسط میں عیسائیوں کا آخری مرکز قسطنطنیہ بھی فتح کر لیا تو اس کے بعد عیسائیوں نے مقابلہ کے لئے پہلو بدل لیا۔ اور مشنریوں، تجارت، ہسپتالوں کے قیام اور دیگر پُرامن منصوبہ بندیوں کے ذریعہ مشرقی ملکوں میں خروج کیا جس میں بالآخروہ کامیاب ہو گئے۔

ایک ہزار سال بعد مسلمانوں پر قیامتِ صغریٰ کی تقدیر قرآنِ مجید اور احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امتِ محمدیہ پر متعدد قیامتیں آنے والی تھیں جن میں سے دو تباہ کن قیامتوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ ایک اس قیامت کا جو ہلاکو خان تاتاری کے ذریعہ مسلمانوں پر آنے والی تھی۔ دوسری اس قیامت کا جو یاجوج و ماجوج اور مسیح دجال کے ذریعہ مسلمانوں پر آنے والی تھی یہ دونوں قیامتیں مسلمانوں پر آگئیں ۶۵۶ھ میں پہلی قیامت پر مسلمانوں کی خلافت اور مرکزیت کا خاتمہ ہوا۔ اور مسلمانوں پر زبردست تباہی آئی۔ مگر اس کے بعد ترکوں کے ذریعہ پھر خلافت قائم ہو گئی۔ دوسری قیامت مسلمانوں پر یاجوج و ماجوج یعنی یورپین اقوام کے خروج کے ذریعہ آئی جس سے مسلمانوں کی رہی سہی خلافت کا خاتمہ ہو گیا اور کئی مسلم حکومتوں پر اقوامِ یورپ کا تصرف قائم ہو گیا۔ اقوامِ یورپ نے مسلمانوں کے علی الرغم فلسطین میں یہودیوں کی حکومت قائم کر دی اور بیت المقدس پر بھی یہودیوں کا قبضہ ہو گیا۔

---

[۱] مکاشفہ باب ۲۰ میں جس کا حوالہ اوپر گذر چکا ہے یہی پیشگوئی تھی کہ پہلے دجال تھوڑے عرصہ کیلئے چھوڑ دیا جائیگا۔ سو دو سو سال تک بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے سے یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔

عربی میں قیامت کا اطلاق ہر اہم انقلاب پر ہوتا ہے جو دُور رس اثرات کا حامل ہو مذکورہ دونوں اہم انقلابات پر بھی احادیث نبویہ میں "الساعۃ" یعنے قیامت کا اطلاق آیا ہے بخاری و مسلم میں حدیث ہے۔

لاتقوم الساعۃ حتّٰی تقاتلوا قومًا	یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب
نعالھم الشّعر و حتّٰی تقاتلوا الترك	تک تم اس قوم سے لڑائی نہ کرو جن کی جوتیاں
وجوھم المجان المطرقۃ[۱]	بالوں والے چمڑے کی ہوں گی اور یہاں تک

کہ تم ترکوں سے لڑائی نہ کرو جن کے منہ کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح گول اور چپٹے ہوں گے۔

امام شاہ ولی اللہ اور کئی دیگر علماء نے اس حدیث کو ہلاکو خان تاتاری کے حملہ پر چسپاں کیا ہے کیونکہ مبیّنہ حلیہ تاتاری ترکوں پر ہی منطبق ہوتا ہے اور اس پر قیامت کا اطلاق کیا گیا ہے[۲]۔

اسی طرح یاجوج و ماجوج یعنی رومی عیسائیوں کے خروج و غلبہ پر بھی قیامت کا اطلاق کیا گیا ہے فرمایا۔ تقوم السَّاعۃُ والرُّوم اکثرُ النّاسِ[۳]۔ یعنی قیامت قائم ہو گی اور اس وقت رُوم یعنے عیسائی سب لوگوں سے کثرت میں ہوں گے۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قیامتِ کبریٰ ہے اور ایک قیامتِ صغریٰ۔ قیامتِ کبریٰ تو وہ بڑی قیامت ہے جب مُردے اُٹھائے جائیں گے اور قیامتِ صغریٰ یاجوج و ماجوج اور مسیح موعود کے ظہور پر قائم ہو گی تاکہ وہ قیامت کبریٰ پر نمونہ اور دلیل ہو قرآن مجید کی جو یہ آیت ہے:۔

اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ	یعنی قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے جس
یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَۃٍ	دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی
عَمَّا ارضعت وتضع كُلُّ ذات حمل	عورت جس کو دودھ پلا رہی ہو گی اسے بھول
حملها۔ الخ[۴]	جائیگی اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی۔

اس میں "زلزلہ ساعۃ" سے مراد بہت سے مفسرین و محدثین نے قیامتِ کبریٰ سے پہلے قیامتِ صغریٰ یا "زلزلۂ دنیا" مراد لیا ہے جس پر حمل والی اور دودھ پلانے والی عورتوں کے الفاظ خاص قرینہ ہیں۔ کیونکہ قیامتِ کبریٰ میں دودھ پلانے والی اور حمل والی عورتیں نہیں ہوں گی۔ بعض نے اس سے طلوع شمس من المغرب کا زمانہ مراد لیا ہے۔ اور بعض نے یاجوج و ماجوج اور مسیح دجال کے ظہور کا

---

[۱] بخاری باب قتال الترک و مسلم کتاب الفتن۔ [۲] دیکھو حجۃ اللہ البالغہ کتاب الفتن از شاہ ولی اللہ مطبوعہ مصر۔ [۴] سورۃ حج ع ۱۔ [۳] دیکھو کتب احادیث بخاری۔ مسلم وغیرہ کے ابواب الفتن و علامات الساعۃ۔

زمانہ مراد لیا ہے جسے حدیثوں میں آدم سے لے کر قیامت تک کے تمام فتنوں میں بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ صاحبِ تفسیر جمل اپنی تفسیر فتوحات الٰہیہ میں اور صاحبِ تفسیر بیضاوی نے وہ انقلابِ عظیم مراد لیا ہے جو آخر زمانہ میں ہوگا جس کے بعد مغرب سے سورج طلوع ہوگا۔[1]

علامہ ابنِ کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اسے زمانہ آخری کا انقلاب قرار دیا ہے پھر ابن جریر سے بھی روایات نقل کی ہیں جن میں نفخِ صُور کا ذکر ہے اور بیان کیا ہے کہ آخر زمانہ میں تین نفخ ہوں گے (۱) نفخ فزع (۲) نفخ صعق (۳) نفخ قیام۔ تینوں نفخ "زلزلہ ساعۃ" سے جو دنیا ہی کا زلزلہ ہوگا تعلق رکھتے ہیں"۔[2]

یعنی آخر زمانہ میں مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کے خروج سے پہلے "نفخ فزع" ہوگی جس سے عالمگیر گھبراہٹ لوگوں پر طاری ہوگی۔ پھر "نفخ صعق" جس سے متواتر مصائب اور گھبراہٹوں سے لوگوں پر سستی اور رُوحانی مدہوشی طاری ہوگی اس کے بعد مسیح موعود کے ذریعہ "نفخ قیام" ہوگا جس سے لوگ دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ان میں ایمانی روح پھونکی جائے گی جس سے نئی زندگی کا آغاز ہوگا۔

عوام و خواص۔ زن و مرد۔ بوڑھے اور بچوں تک جانتے ہیں۔ کہ موجودہ زمانہ میں مغربی اقوام کے خروج اور عالمگیر غلبہ کے نتیجہ میں جو تغیرات اور عظیم انقلابات مسلسل کثرت سے وقوع میں آئے پہلے کبھی وقوع میں نہیں آئے اور عملاً تینوں نفخ بھی ہو چکے جن سے لوگوں پر گھبراہٹ طاری ہوئی دو عظیم جنگیں ہوئیں اور لوگوں پر سستی و مدہوشی طاری ہوگئی پھر مسیح موعود کے ذریعہ ایک جماعت ایمانی روح پھونکے جانے کی وجہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی ہے جو مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کر رہی ہے اب کون ہے جو اس زمانہ کے قیامت صغریٰ ہونے سے انکار کرے۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ لوگ اُسے قیامتِ کبریٰ بھی کہہ رہے ہیں۔

تفاسیر و احادیث میں ہے کہ جب یاجوج و ماجوج ظاہر ہوں گے تو ان کے معاً بعد ہی قیامت آجائیگی آیت وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ (سورۃ انبیاء) یعنی آیت یاجوج و ماجوج کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر روح البیان لکھتے ہیں:۔

وفی الأیۃ دلالۃ علی ان قیام	یعنی یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ خروج
الساعۃ لایتأخر عن خروج یاجوج	یاجوج و ماجوج سے قیامت مؤخر نہ ہوگی جیسا کہ
وماجوج کما روی عن حذیفۃ رضی	حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر
اللہ عنہ انہٗ قال لو ان رجلاً	ایک شخص خروج یاجوج و ماجوج کے بعد

[1] تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۶۷ معہ حاشیہ جلالین طبع مصر۔ [2] تفسیر ابن کثیرؒ جلد ۳ صفحہ ۲۰۳/۲۰۴ طبع مصر۔

اقتنی فلوا بعد خروج یاجوج و	گھوڑے کے ایک بچے کی پرورش کرے تو وہ
ماجوج لم یرکبہ حتی تقوم الساعۃ	اس پر سوار نہ ہوگا کہ قیامت قائم
(والفلوا المھر ای ولد الفرس)[1]	ہو جائے گی۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ قیامت قائم ہونے سے مراد زمانہ عیسےٰ علیہ السلام ہے اور زمانہ دجال بھی مراد لیا گیا ہے۔[2]

اہل سنّت والجماعت کے کئی محققین نے یاجوج و ماجوج کے ذریعہ قیامت صغریٰ کا قیام تسلیم کیا ہے، حکیم محمد حسن امروہوی جو اہل سنّت کے بہت بڑے محقق گذرے ہیں اپنی کتاب "کواکب دُرّیہ" میں امتِ محمدیہ پر متعدد قیامتوں کی آمد کا ذکر کرتے ہیں۔ جن میں سے فتنۂ تاتار کی قیامت اور یاجوج و ماجوج یعنی رُوس و یورپ کے ذریعہ قیامت بھی ہے۔ بعثت نبوی۔ موت اور فتنۂ تاتار کی تین قیامتوں کے ذکر کے بعد چوتھی قیامت کے بیان میں لکھتے ہیں:۔

"چوتھی قیامت حسب حدیث ہزار سال بعد اہل اسلام کے مقرر تھی وہ حسب فصل ۲۰۰ مکاشفات کے یاجوج والی رشیاء و ماجوج اہل یورپ میں زور پیدا ہونا تھا جو ہو گیا یہ وہ قیامت ہے جو رسالہ الکشف سیوطی میں اس کی نسبت احادیث صحاح و حسن و ضعیف منقول ہیں"۔[3]

امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے الیواقیت میں تقی الدین بن ابی المنصور سے نقل کیا ہے کہ نزول مہدی و عیسیٰ۔ دجال۔ خروج دابۃ الارض۔ مغرب سے سورج چڑھنا۔ رفع قرآن اور ظہور یاجوج و ماجوج وغیرہ سب علامات زمانہ کی آخری صدی میں وقوع پذیر ہوں گی جو اس یوم موعود کی آخری صدی ہوگی جس کا وعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو دیا ہے۔ جس میں فرمایا۔

اِنْ صَلَحَتْ اُمَّتِیْ فَلَهَا یَوْمٌ وَ	یعنی اگر میری امت درست رہی تو اس کیلئے
اِنْ فَسَدَتْ فَلَهَا نِصْفُ یَوْمٍ۔	ایک دن کی میعاد ہے اور اگر خراب ہوگئی تو
	اس کے لئے نصف دن کی میعاد ہے۔

یعنی خدا تعالےٰ کے دنوں میں سے ایک دن کی یا نصف دن کی میعاد۔ اور خدا تعالےٰ کا ایک دن ایک ہزار سال کا ہے۔ جیسا قرآن میں اشارہ ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

[1] تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۲۳۔ [2] مرقاۃ صفحہ ۱۴۲ جلد ۵۔ [3] کواکب دُرّیہ صفحہ ۹۰ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ مطبع المطابع امروہہ ضلع مراد آباد۔ [4] الیواقیت والجواہر (ترجمہ عربی) جلد ۲ صفحہ ۱۴۲/۱۴۳ طبع مصر

تَعُدُّوْنَ۔ یعنی ایک دن تیرے رب کے نزدیک ایک ہزار سال کے برابر ہے جنہیں تم شمار کرتے ہو۔

باب دوم

فصلِ اوّل

"دجّال" اور عربی لُغت

ہر زبان کی لُغت ہی اس زبان کی مشکلات کو حل کرتی ہے۔ قرآن مجید۔ حدیث اور عربی زبان کے مضامین اور دقیق الفاظ حل کرنے کا بہترین ذریعہ بھی عربی لغت ہے اس لئے ہم دیکھیں گے کہ لفظ "دجّال" کے متعلق ہمیں عربی لُغت کیا بتاتی ہے۔

پھرنے والے تاجر گروہ کا نام دجّال ہے

تاج العروس عربی کی مشہور اور ضخیم لُغت ہے اس میں "دجال" کے متعلق لکھا ہے۔ اَلدَّجَّالُ مِنَ الدَّجَّالَةِ طَائِفَةٌ عَظِيْمَةٌ تَحْمِلُ الْمَتَاعَ لِلتِّجَارَةِ۔[1] یعنی لفظ "دجّال" دَجَّالَة سے ہے جس کے معنے ہیں۔ ایک عظیم گروہ جو سامان کو تجارت کے لئے لیے پھرتا ہو۔ اقرب الموارد بھی ایک ضخیم اور مشہور عربی لغت ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ اَلدَّجَّالُ الرُّفْقَةُ الْعَظِيْمَةُ اَلدَّجَّالَةُ الرُّفْقَةُ الْعَظِيْمَةُ تَقْطَعُ الْاَرْضَ۔ یعنی دجّال عظیم گروہ کو کہتے ہیں۔ دجّالہ ایسے عظیم گروہ کو کہتے ہیں جو زمین طے کرے گا۔

زمین کے اطراف و اکناف میں سفر کریگا

عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ:۔ قَالَ اَبُو الْعَبَّاسِ سُمِّيَ دَجَّالًا لِضَرْبِهِ فِي الْاَرْضِ وَ قَطْعِهِ اَكْثَرَ نَوَاحِيْهَا۔[2] یعنی مسیح دجّال کا نام اس لئے مسیح دجّال ہے کہ وہ کرۂ زمین میں سیاحت کرے گا اور اس کے اکثر حصوں کو طے کرے گا۔

مسیح دجال سے متعلق عربی لغت کی ان تصریحات سے ہُوبہُو تاریخی واقعات کی مطابقت ہو جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی ملکوں سے زور شور سے سب سے پہلے مسیحی قوم تجارتی کمپنی کی حیثیت سے

[1] تاج العروس طبع مصر ۱۳۰۷ھ۔ [2] عمدۃ القاری شرح بخاری طبع مصر ملّا علی قاری حنفی۔

تجارتی سامان اُٹھا کر مشرقی ملکوں میں داخل ہوئی اور رفتہ رفتہ سیاسی اثر و نفوذ حاصل کیا۔ اور مشرقی ملکوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ عربی کا "رفقۂ عظیمہ" اور "حامِل متاعِ تجارت" کے الفاظ "ڈچ کمپنی" اور "ایسٹ انڈیا کمپنی" پر ہُوبہُو صادق آتے ہیں جو تجارت کی غرض سے مشرقی ممالک میں گھس آئیں۔

جہاں تک دجّال کے ان معنوں کا تعلق ہے کہ دجّال زمین کو ناپ ڈالے گا یا یہ کہ وہ اطراف و اکنافِ زمین کا سفر کرے گا ان معنوں کی رُو سے بھی مسیحی قوم ہی سے مسیح دجال کا خروج ثابت ہوتا ہے کیونکہ سفر تین قسم کے ہو سکتے ہیں۔ (۱) خشکی کا سفر (۲) بحری سفر اور (۳) ہوائی سفر۔ ان تینوں سفروں کے لئے ایجادات میں سے جو سبقت اور کمال موجودہ مسیحی اقوام نے حاصل کیا ہے وہ آدم سے لے کر اب تک کسی قوم نے حاصل نہیں کیا تھا اور انہی ذرائع کی وجہ سے مسیحی اقوام تمام دنیا پر چھا گئیں۔

واقعات یوں ہیں کہ پندرھویں صدی عیسوی تک یورپ۔ افریقہ اور ایشیا کے درمیان خشکی اور تری دونوں راستوں سے تجارت کا سب سے بڑا ذریعہ عرب مسلمان تھے ان ہی کے جہاز بحیرۂ روم اوقیانوس، بحیرۂ قلزم، بحیرۂ عرب، بحرِ ہند اور بحر الکاہل میں چکر لگاتے تھے تینوں براعظموں میں خشکی کے راستے بھی تجارت عربوں کے پاس تھی۔

اس اثنا میں یورپ میں جب احیاءِ علوم اور صنعتی ترقی کا دَور آیا اور یورپ کے مسیحیوں نے دُنیا پر حریصانہ نظریں جمانا اور مشرقی ملکوں میں تجارتی مال کھپانا اور نئی نئی منڈیوں کو تلاش کرنا شروع کیا تو پرتگیزی اور ہسپانوی مسیحیوں کو نئے بحری راستے کی بہت زیادہ تلاش تھی۔ پرتگال کے ایک شہزادے ہنری (۱۳۹۴ء۔ ۱۴۶۰ء) کو بحری دریافتوں سے گہری دلچسپی تھی اس نے منچلے ملّاحوں اور بحر پیماؤں کی سرپرستی اختیار کر لی اور اس طرح پرتگیزی ملّاح افریقہ کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ جنوبی سمت بڑھنے لگے۔ ۱۴۸۶ء میں ایک ملاح بارٹولومیو ڈیاس افریقہ کے جنوبی و مغربی حصہ میں پہنچ گیا۔ پھر سمندر میں اچانک طوفان آنے کی وجہ سے اس کا بحری جہاز بحرِ ہند کی طرف آ لگا اور اس طرح اہلِ یورپ نے پہلی دفعہ اس مقام کا چکّر کاٹا جسے ہم "راس امید" کہتے ہیں اور وہ ہندوستان کے راستہ کی دریافت میں ایک حد تک کامیاب ہو گئے اور پادریوں کے گروہ در گروہ بھی ہندوستان آ کر عیسائیت پھیلانے لگے۔ ۱۴۹۷ء میں واسکوڈے گاما کی سرکردگی میں ایک اور مہم روانہ ہوئی۔ وہ ۱۴۹۸ء میں ہندوستان پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اس سے چھ سال قبل کولمبس ہندوستان کے بحری راستہ کی تلاش میں نکلا تھا اور امریکہ پہنچ گیا تھا۔ امریکہ پہنچ کر اس نے سمجھا تھا کہ مَیں نے ہندوستان دریافت کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اور اسی لئے اس نے ان امریکنوں کا نام سُرخ ہندوستانی

(Red Indians)، رکھ لیا تھا۔ ہندوستان کا راستہ دریافت کرکے پرتگالیوں کو بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے ہندوستان سے فوراً تجارت شروع کردی۔ وہ عرب تاجروں سے لڑے بھڑے۔ اور بہتر سامان جنگ ہونے کی وجہ سے عربوں کو پیچھے ہٹانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس لحاظ سے واسکوڈے گاما کا یہ سفر یورپ اور ہندوستان دونوں کی تاریخ میں ایک بہت بڑا واقعہ تھا۔

جب پرتگالیوں کے قدم جم گئے اور ان کی تجارت اور سمندری طاقت بھی زور و شور سے بڑھنے لگی تو ان کے پادریوں نے گوا میں تلوار کے زور سے عیسائیت پھیلانی شروع کی اور مسلمانوں پر بڑے مظالم ڈھانے لگے۔ پرتگالیوں نے رفتہ رفتہ کئی اہم بندرگاہوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ سولھویں صدی مسیحی میں ہندوستان کی ساری دولت کھینچ کر پرتگال پہنچنے لگی اور پرتگالی اتنے خوشحال ہو گئے جتنے پہلے کبھی بھی نہ تھے۔

یہ حالات دیکھکر ہالینڈ کے مسیحیوں کو جنہیں ولندیزی مسیحی بھی کہتے ہیں حسد پیدا ہوا۔ انہوں نے بھی ہندوستان سے تجارت کرنی شروع کی۔ کیونکہ یہ لوگ ہندوستان کو "سونے کی چڑیا" کہتے تھے اب پرتگالیوں سے ولندیزیوں کی کشمکش شروع ہو گئی۔ ولندیزی اس کشمکش میں غالب آنے لگے اور ہندوستان کے بہت سے حصوں کی تجارت پر قبضہ کر لیا۔ پرتگالی مذہبی تعصب اور جبراً عیسائیت پھیلانے کی وجہ سے نامقبول اور مغلوب ہوتے گئے اور تجارت رفتہ رفتہ ولندیزی مسیحیوں کے پاس چلی گئی۔ انہی دنوں امریکہ میں برازیل کا علاقہ بھی دریافت ہوا تھا۔ اس لئے پرتگالیوں کی توجہ برازیل سے تجارت کی طرف بھی ہو چکی تھی اس لئے ہندوستان میں ان کی جگہ ولندیزی مسیحیوں نے لے لی۔

برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی انگریزوں اور ولندیزیوں کو پرتگالیوں کی تجارت اور خوشحالی پر بہت ہی رشک آتا تھا۔ ایک دفعہ پرتگالیوں کا ایک جہاز انگریزوں کے ہاتھ لگا اس سے بڑا جہاز انگلستان والوں نے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس میں سونے۔ ریشم گرم مسالے۔ موتیوں۔ چینی کے برتنوں۔ دوائیوں۔ آبنوس وغیرہ کو دیکھکر انگریزوں کے دل میں ہندوستان سے تجارت کرنے کے لئے دن رات مروڑا ٹھنے لگے۔ انگریز تاجروں نے ایک کمپنی بنائی جس کا نام "برٹش انڈیا کمپنی" (برطانوی ہند تجارتی کمپنی) رکھا۔ ملکہ الزبتھ نے اُسے شاہی فرمان عطا کیا۔ پہلے پہل اس نے ہندوستان میں مغل حکومت سے اجازت لے کر تجارت شروع کی پھر انگریز رفتہ رفتہ اتنے مالدار ہو گئے کہ وہ مغل شاہی حکومت میں دخل انداز ہونے لگے چونکہ مغل بادشاہ بھی رفتہ رفتہ عیش پرستیوں میں مبتلا ہو کر رُو بزوال ہو رہے تھے اور انگریز کمپنیوں سے بھاری بھاری قرضے لے کر

کاروبارِ سلطنت چلا رہے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بالآخر انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں موقعہ پاکر ہندوستان کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں نے کچھ مقابلہ بھی کیا مگر ناکام ہو گئے۔ مغلوں کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو قید کرکے رنگون بھیج دیا گیا جہاں اس نے غربت میں وفات پائی اور بہادر شاہ ظفر کے دو لڑکوں کو اس کے سامنے گولی مار دی گئی تھی اسی طرح دیگر لڑنے والوں کو بھی وحشتناک سزائیں دی گئیں اور انگلستان کے پادریوں کے لشکر اطراف و اکناف میں پھیل کر مسیحیت کی تبلیغ کرکے لوگوں کو گمراہ کرنے لگے۔

حق و باطل میں ملاوٹ کرنے والا مکار، دھوکہ باز اور جھوٹا عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ اَلدَّجَّالُ عَلٰی وَزْنِ فَعَّالٍ فَقَالَ الدَّجْلُ وَهُوَ الْكَذِبُ وَالتَّمْوِيْهُ وَخَلْطُ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ وَهُوَ كَذَّابٌ مُّمَوِّهٌ خَلَّاطٌ۔[1] یعنی دجّال فعّال کے وزن پر ہے لفظ "دجل" سے نکلا ہے جس کے معنے جھوٹ اور فریب اور حق کو جھوٹ کے ساتھ ملا کر مشتبہ بنانے کے ہیں۔ پس دجّال کذّاب کو کہتے ہیں جو طرح طرح کی ملاوٹیں اور فریب کرتا ہو۔ پادریوں کی قوم سے بڑھ کر کسی نے حق کو جھوٹ کے ساتھ ملانے کی کوشش نہیں کی ان کا "تثلیث فی التوحید" کا عقیدہ حق کو باطل کے ساتھ ملانے کی روشن مثال ہے۔

جمعِ کثیر کے ساتھ زمین کو ڈھانپ دیگا ابنِ درید نے کہا ہے کہ اس کا نام مسیح دجّال اس لئے ہے کہ يُغَطِّي الْاَرْضَ بِالْجَمْعِ الْكَثِيْرِ مِثْلَ دِجْلَةَ تُغَطِّي الْاَرْضَ بِمَآئِهَا یعنی وہ کثیر جماعت کے ساتھ اسی طرح زمین کو ڈھانپ دے گا جس طرح کہ دریائے دِجلہ اپنے پانی سے زمین کو ڈھانپتا ہے۔[2] ابنِ درید کا یہ قول زرقانی اور مواہبِ لدنیہ میں بھی نقل کیا گیا ہے۔[3]

سونے سے ملمّع کرنیوالا امام ثعلبؒ نے کہا۔ اَلدَّجَّالُ الْمُمَوِّهُ يُقَالُ مُدَجَّلٌ اِذَا طُلِيَ بِذَهَبٍ۔[3] یعنی دجّال ملمّع کرنے والے کو کہتے ہیں اور مدجّل اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ کسی چیز پر سونے کا ملمّع کیا جائے۔ گویا دجّال کھوٹی اور ردّی اشیاء کو سونے کا ملمّع کرکے دھوکہ دے گا۔ چنانچہ مسیحی پادری اور فلاسفر باطل تعلیمات اور ملحدانہ نظریات کو مزین کرکے پیش کر رہے ہیں۔ اور عالمگیر گمراہی پھیلا رہے ہیں۔

---

[1] عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۴۸۶۔ [2] عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۴۸۶

[3] زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۲۵ و شرح مواہبِ لدنیہ۔

سونے چاندی کا طمع دینے والا ہوگا

تفسیر "لوامع التنزیل" میں لکھا ہے کہ :۔ "چونکہ آں ملعون بدنیا میگردد وکنوزِ طلا ونقرہ را با خود نمودار میگرداند"۔ یعنی اس کا نام دجّال اس لئے ہے کہ وہ ملعون دنیا میں پھرے گا اور سونے چاندی کے خزانے اپنے ساتھ رکھکر لوگوں کو دکھلاتا پھرے گا۔ گویا وہ اپنے باطل عقائد منوانے کے لئے لوگوں کو سونا چاندی دینے اور ان کو مالدار بنانے کا لالچ دے گا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام نے ایک نکتہ بیان فرمایا ہے۔ جو یہاں قابلِ ذکر ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"انگریزی میں سونے کو گولڈ کہتے ہیں جس کے لکھنے میں انگریزی حروف ج ۔ د ۔ ل استعمال ہوتے ہیں۔ یہ عربی لفظ دجال کا مقلوب ہے۔ عربی میں دجّال سونے کو کہتے ہیں۔"[1]

دُودھ پانی کی نہریں ساتھ ہونگی

تفسیر "لوامع التنزیل" میں علاوہ دیگر معنوں کے لکھا ہے کہ یا یہ لفظ دَجَّالُ الْمَاءُ" سے نکلا ہے۔ دجال چونکہ پانی سے کثرت سے کام لے کر عجیب کام کرے گا اس لئے اُسے دجال کہتے ہیں۔ لکھا ہے۔ "چونکہ آں ملعون بکمال سحر خود با خود چشمہائے آب وشیر وعسل میگرداند لہذا بدجّال نامیدند"[2]۔ یعنی چونکہ وہ ملعون اپنے جادو کے کمال سے اپنے ساتھ پانی۔ دودھ اور شہد کے چشمے لئے پھرے گا اس لئے دجّال نام رکھا گیا۔

مذکورہ دونوں معنی بطریق اتم موجودہ مسیحی پادریوں اور فلاسفروں میں پائے جاتے ہیں جو عیسائی ہوجانے کے لئے ہر طرح کا لالچ دیتے ہیں اور امریکہ سے ملی ہوئی گندم۔ دودھ کے ڈبے گھی اور مٹھائیاں وغیرہ بھی تقسیم کرتے ہیں۔ پادری عیسائیت کی تبلیغ کے لئے نکلتے ہیں تو مٹھائیاں ہمراہ لے جاتے ہیں عوام اور بچوں میں تقسیم کرکے انہیں عیسائیت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پانی سے مسیحی فلاسفروں کے ذریعہ عیسائیوں کے کارخانے اور گاڑیاں چلتی ہیں۔ اسی سے بجلی پیدا کرکے دنیا میں روشنی کا جال بچھا دیا ہے اور دریاؤں سے نہریں نکال کر ویران اور غیر آباد زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے نظامِ آبپاشی کو بے انتہا ترقی دی ہے اور دو نہریں تو عالمی اہمیّت کی حامل ہیں۔ نہر سویز[1] اور نہر پانامہ[2]۔ جنہوں نے دنیا کے بڑے بڑے سمندروں کو باہم ملا دیا ہے[3]۔ اور اس طرح دنیا والوں کے لئے بحری راستوں کے ذریعہ آمد و رفت کی آسانیاں مہیا کی گئی ہیں۔

---

[1] ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام جلد ہفتم صفحہ ۳۶۶ [2] تفسیر لوامع التنزیل جلد ۳ صفحہ ۳۶۴
[3] اس کا ذکر سورۂ رحمٰن میں بھی بطور پیشگوئی کیا گیا تھا (رحمٰن ع ۱ آیت ۲۰ تا ۲۵)

خیر و برکت چھینے جانے کی وجہ سے اس کا نام مسیح دجّال ہے

حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے کہ "علامہ تورپشتی نے فرمایا کہ دجال کو مسیح کہنے کی وجوہات میں سے سب سے پسندیدہ وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ خیر اس سے مسح کی گئی ہے (یعنی خیر اس سے ہٹائی گئی ہے) پس وہ "مسیح الضلالت" ہے جس طرح کہ شر مسیح ہدایت سے مسح یعنی دُور کی گئی ہے۔[1]

یاد رہے کہ ایک مسیحِ ضلالت ہے جو مسیح دجال ہے اور اس کے مقابلہ میں ایک مسیح ہدایت ہے جو مسیح موعودؑ ہے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مسیحِ ضلالت نحوست و شرارت پھیلائے گا اور مسیح موعود خیر و برکت کے ساتھ ظہور کرے گا۔

طالبِ دنیا اور طالبِ ریاست دجال ہے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔ وَاعْلَمْ اَنَّ مَنْ رَغِبَ فِیْ طَلَبِ الدُّنْیَا وَ اَقْبَلَ عَلَی الرِّیَاسَۃِ وَاَعْرَضَ عَنِ الْاٰخِرَۃِ فَھُوَ دَجَّالٌ (اربعین فی اصول الدین از امام غزالیؒ طبع مصر) یعنی جان لے کہ جو طلبِ دنیا کی طرف جھک جائے اور ریاست وحکومت پر گر جائے اور آخرت سے اعراض کرے تو وہ دجّال ہے۔

بعض کتب میں مسیح کی جگہ مسیخ خاء منقوطہ اور س کی شد کے ساتھ بھی آیا ہے[2]۔ جس کے معنی ہیں مسخ شدہ و مسخ کنندہ۔ یعنی خود بھی اس کا دل و دماغ مسخ ہو چکا ہوگا اور دوسروں کے دل و دماغ کو بھی مسخ کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہی حال موجودہ مسخ شدہ عیسائی پادریوں کا ہے۔ خود بھی بگڑے ہیں اور دوسروں کو بھی بگاڑ رہے ہیں ❊

باب سوم

قرآنِ مجید کی رُو سے مسیح دجّال اور اس کا ظہور

زمانۂ دجال کی تعیین اور عربی لغت کی رُو سے مسیح دجال کی تشریح و توضیح کے بعد اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی رُو سے واضح کر دیں کہ مسیح دجّال کون ہے اس کی

---

[1] حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۶ مطبع اسلامی لاہور و مرقاۃ۔ [2] فتح الباری جلد ۱۳ باب ذکر الدجّال صفحہ ۹

صفات وعلامات اور عقائد کیا ہیں۔ پھر احادیثِ نبویہؐ کی رُو سے روشنی ڈالیں گے اور ساتھ ساتھ واضح کرتے جائیں گے کہ مسیح دجّال کا ظہور ہو چکا ہے۔

مسیح دجّال کا تعلق عیسائیت سے

قرآن مجید میں گو نام لے کر مسیح دجّال کا ذکر نہیں کیا گیا مگر اس کی صفات وعلامات اور عقائد کا اکثر مقامات میں ذکر کر دیا گیا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح ارشادات میں صاف آچکا ہے کہ ــــ سورۂ کہف اور سورۃ فاتحہ کا تعلق فتنۂ مسیح دجال سے ہے چونکہ سورۂ کہف اور سورۂ فاتحہ دونوں میں نصارٰی کے فتنوں کا ذکر ہے اس لئے ظاہر ہے کہ مسیح دجال کا تعلق بھی نصارٰی سے ہے۔ سورۂ کہف میں یاجوج وماجوج اور سدِّ ذوالقرنین کے مقررہ وقت پر ٹوٹنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا (کہف ع۱۱) جس میں یاجوج وماجوج کے باہمی حملوں اور لڑائیوں نیز ان کی سیاسی وصنعتی ترقیوں کی پیشگوئی کر کے نفخ صور کے بعد ان کو ہلاک کئے جانے کا بھی ذکر موجود ہے جس سے ایک روحانی آنکھ رکھنے والا خود اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مسیح دجال کا تعلق بھی یاجوج وماجوج سے ہے سورۂ کہف کی فضیلت میں یہ مشہور حدیث صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی اور تفاسیر میں وارد ہوتی ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی وآخری آیات پڑھے گا وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔ مسلم میں نواس بن سمعانؓ سے دجال کے بارے میں ایک لمبی حدیث درج ہے جس میں دجّال کے فتنوں کی شدت بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَءْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِّنْ فِتْنَتِهٖ۔[1]

یعنی جو شخص تم میں سے اُسے (مسیح دجال کو۔ ناقل) پالے تو اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ یقیناً اس کے فتنہ سے محفوظ رکھیں گی۔ جب ہم سورۂ کہف کی ابتدائی آیات کو دیکھتے ہیں۔ تو ان میں خدا کا بیٹا بنانے والوں کو انذار کیا گیا ہے اور انہیں عذاب کا انتباہ کرتے ہوئے ان کے عقیدۂ ولدیتِ مسیح کی مذمّت کی گئی ہے جس کے صاف معنی یہی ہیں کہ جو لوگ خدا کا بیٹا بناتے ہیں وہی ہیں۔ جنہیں آسمان میں المسیح الدجّال کے صفاتی نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ گو وہ پہلے بھی موجود تھے مگر آخر زمانہ میں چونکہ انہیں زبردست سیاسی وصنعتی غلبہ ملنے والا تھا اور طرح طرح کے مکر وفریب اور دجل وکذب بیانیوں سے انہوں نے خدا کا بیٹا بنانے کا عقیدہ اور دہریت پھیلا کر دنیا کو گمراہ کرنا

[1] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجّال۔

تھا اس لئے ان کے ان فتنوں سے ڈرایا گیا اور حضور نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات یاد رکھے گا وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔

قرآن مجید چونکہ کوئی جنتر منتر کی کتاب نہیں کہ صرف زبان سے ان آیات کے پڑھنے سے فتنہ نصارٰی سے نجات ہو جاتی تھی بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جو شخص ردّ عیسائیت پر مشتمل ان آیات کو یاد رکھے گا۔ وہ بیدار رہے گا اور سمجھ لے گا کہ المسیح الدجال کا تعلق اس گروہ سے ہوگا۔ جو خدا کا بیٹا تجویز کرنے والے اور عالمگیر سیاسی اور صنعتی غلبہ حاصل کرنے والے ہوں گے وہ ان کو ان آیات کی روشنی میں شناخت کر لے گا اور ان کے سیاسی ومذہبی فتنوں کا مقابلہ کر سکے گا اگر ان آیات میں مسیح دجال کا ذکر نہ ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی یہ نہ فرماتے کہ جو ان آیات کو پڑھے گا فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا اور آپ کا ایسا فرمانا مہمل ہوتا مگر نبیوں کی کلام مہمل نہیں ہوتی بلکہ بامعنی اور وسیع معانی واسرار پر مشتمل ہوتی ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سورۂ کہف پڑھنے والے کو جس میں فتنۂ نصارٰی کا ذکر ہے یہ ضمانت دینا کہ وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ یہ مطلب رکھتا تھا کہ فتنہ دجال اور فتنہ یاجوج وماجوج کا تعلق بگڑی ہوئی عیسائیت سے ہے جو مذہبی لحاظ سے شرک ودہریت اور سیاسی لحاظ سے عالمگیر غلبہ حاصل کر کے لوگوں کے ایمانوں کو متزلزل کرنے والے ہیں جو اس نکتہ کو سمجھ لے وہ ان کے سیاسی اور مذہبی فتنوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ سنن نسائی، سنن ابوداؤد[1]۔ مسند احمد بن حنبل۔ ترمذی۔ سنن دارمی[2] کے علاوہ یہ حدیث شیعہ تفاسیر[3] واحادیث میں بھی وارد ہوتی ہے۔

بذل المجہود لحل ابوداؤد کے مصنف مولانا خلیل احمد ناظم مدرسہ سہارنپور نے ابی الدرداء سے فواتح وخواتیم سورۂ کہف کی دونوں روایات ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ کہا گیا ہے کہ یہ خصائص اس تمام سُورۃ کی ہیں کیونکہ یہ بھی مروی ہے مَنْ حَفِظَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ ثُمَّ اَدْرَكَهُ الدَّجَّالُ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ جو پوری سورۃ کہف کو یاد رکھے پھر دجّال کو پالے تو وہ اس پر غلبہ حاصل نہ کر سکے گا اس بناء پر ساری روایات جمع ہو جاتی ہیں جن میں پہلی دس اور آخری دس آیات کا ذکر ہے۔[4]

[1] باب خروج الدجال۔ [2] دارمی ص۴۲۵ جلد۲ مطبوعہ دمشق۔ [3] تفسیر مجمع البیان جلد۳ ص۷۱
[4] بذل المجہود ولحل ابوداؤد برحاشیہ ابوداؤد باب خروج الدجال ص۲۳۸ اس لحاظ سے سورہ کہف کی تفسیر اس انداز سے ہونی چاہیئے کہ مسیح دجال اور اس کے عجائب کاموں پر منطبق ہو سکے۔ ایسی تفسیر اس زمانہ میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (امام جماعت احمدیہ) نے لکھی ہے اس موقع پر اسے دیکھنا مفید ہوگا۔

کنز العمال میں ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ حاکم اور ضیاء نے ابی امامہ سے ایک لمبی روایت دجال کے بارے میں نقل کی ہے اس میں دجال کے نار اور جنّت کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو دجّال کی آگ سے آزمایا جائے۔ فَلْيَسْتَغِثْ بِاللّٰهِ یعنی وہ خدا سے فریاد کرے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔[1]

اس حدیث سے ایک تو معلوم ہوتا ہے کہ دجال کی آگ سے نجات صرف دعا اور خدا کی مدد سے ہوگی نہ تلوار و طاقت کے ذریعہ۔ دوسرا یہ کہ سورۂ کہف کے مضمون پر ایمان و استقامت ہو جیسے اصحاب کہف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ظالم بادشاہوں کی آگ کے مقابلہ میں ایمان و استقامت اور دعا و استغاثہ سے کام لیا تھا اور مخالفین کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو جمعہ کے دن سورۂ کہف کو پڑھتا رہے تو وہ اس کے اور خانہ کعبہ کے مابین روشنی کا ذریعہ ہوگا۔[2] اس میں اشارہ ہے کہ روحانی تاریکی کے زمانہ میں یہ سورۃ اسلام کی عمارت کے لئے جب اس پر چاروں طرف سے چوروں کی طرح حملے ہوں گے تو یہ سورۃ نور کا کام دے گی اور یہ بھی مروی ہے کہ اگر دجال نکلے تو اس سے بچایا جائے گا۔[3] اس سے ان حملوں کی طرف اشارہ ہے جو آخر زمانہ میں اسلام کی عمارت پر مسیح دجال کے ذریعہ ہونے والے تھے۔ کیونکہ بخاری میں مسیح دجال کے طوافِ کعبہ کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جو رؤیا درج ہے۔ اس کی بھی بزرگانِ سلف نے یہی تعبیر کی ہے جیسا آگے آئے گا کہ دجال آخر زمانہ میں اسلام کی عمارت میں نقب زنی کے لئے اس کے گرد چکر لگائے گا۔ اور مسیح موعود اس کی حفاظت کے لئے اسلام کے گرد طواف کرے گا۔

سورۂ کہف سے متعلق ان احادیث سے یہ امر اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک فتنہ دجال اور فتنہ یاجوج و ماجوج کا تعلق برگشتہ عیسائیت سے ہے جسے قرآن مجید نے زمین و آسمان کے پھٹ جانے کے مترادف خطرناک عقیدہ قرار دیا ہے جیسا آگے آئیگا۔ سورۂ فاتحہ سے فتنہ نصارٰی کے تعلق کا ذکر آگے آئیگا۔ پہلے ہم یہاں سورۂ کہف کی ابتدائی اور بعض دیگر آیات مع تشریح درج کریں گے تاکہ مسیح دجال اور عیسائیت کے تعلق کے بارے میں قارئین خود بخود رائے قائم کر سکیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۞

---

[1] کنز العمال جلد ۷، ص۱۹۳۔ [2] تفسیر ابنِ کثیر عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ علی جلد ۳ زیر آیت مذکور۔ [3] شوریٰ ع

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۞ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۞ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۞ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۞ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۞ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۞ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۞

ترجمہ:۔ ہر تعریف کا اللہ تعالےٰ ہی مستحق ہے جس نے یہ کتاب اپنے بندہ پر اتاری ہے اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی اور اس نے اسے سچ سے معمور اور صحیح راہنمائی کرنے والی بنا کر اتارا ہے تاکہ وہ لوگوں کو اس کی (یعنی اللہ تعالےٰ کی) طرف سے (آنے والے) ایک سخت عذاب سے آگاہ کرے اور ایمان لانے والوں کو جو نیک (اور ایمان کے مناسب حال) کام کرتے ہیں بشارت دے کہ ان کے لئے (خدا تعالےٰ کی طرف سے) اچھا اجر (مقدر) ہے وہ اس اجر کے مقام میں ہمیشہ رہیں گے اور (نیز اس نے اسے اس لئے اتارا ہے کہ) تا وہ ان لوگوں کو (آنے والے عذاب سے) آگاہ کرے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے (فلاں شخص کو) بیٹا بنا لیا ہے انہیں اس بارہ میں کچھ بھی تو علم (حاصل) نہیں اور نہ ان کے بڑوں کو (اس بارہ میں کچھ علم تھا) یہ بہت بڑی خطرناک بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ (بلکہ) وہ محض جھوٹ بول رہے ہیں۔ کیا اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تُو ان کے غم میں شدّتِ افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ جو کچھ رُوئے زمین پر موجود ہے اسے یقیناً ہم نے اس کی زینت (کا موجب) بنایا ہے تاکہ ہم ان کا (یعنی زمین کے باشندوں کا) امتحان لیں (کہ) ان میں سے سب سے اچھا کام کرنے والا کون ہے اور جو کچھ اس (زمین) پر (موجود) ہے اسے ہم یقیناً ایک دن مٹا کر ویران سطح بنا دیں گے۔

اس سورۃ کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے شروع کر کے پہلے ہی بشارت دی ہے کہ قرآنی تعلیمات دجّالی تعلیمات پر غالب آجائیں گی۔ پس تمھیں خدا کی حمد اور تعریف و تمجید کے گیت گاتے رہنا چاہیئے۔ کہ انجام کار دجال کے مقابلہ میں تمھیں فتح ہوگی۔ پھر وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا میں دجّال کی راہ اعوجاج کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا راستہ اور اس کی تعلیمات میں کجی ہوگی مگر قرآن کی تعلیمات میں کوئی کجی نہیں اسلام کی راہ انجام کار مستقیم ثابت ہو جائے گی اس میں کسی قسم کی کجی نہ ہوگی جیسے دجال شبہات و وساوس

ڈال کر ثابت کرنا چاہے گا بلکہ یہ تعلیم سب کتب الٰہی کی نگران اور قائم رکھنے والی ثابت ہو گی۔ اس کے بعد مومنوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو بشارت دی ہے کہ وہ دجال سے مقابلہ کرنے میں کامیاب ہوں گے اور بالآخر اسے شکست دیں گے اور مَاکِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا میں ان کے لئے دائمی اجر حسن کا وعدہ دیا ہے کہ وہی آسمانی بادشاہت کے ابدی وارث ہوں گے۔ پھر وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا میں بیٹا بنانے والوں کو انذار کیا ہے کہ وہ چونکہ خالق السموات والارض کے مقابلہ میں مریم کے پیٹ سے پیدا شدہ ایک عاجز بندہ کو خدا کا بیٹا اور کامل خدا بنا رہے ہیں اس لئے وہ بأس شدید میں مبتلا ہوں گے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ یہ ایسے خطرناک شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں اور ایسے مذموم عقیدہ "ابنیتِ مسیح" کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں کہ ان کے پاس اس عقیدہ کے لئے عقل و علم کی کوئی دلیل نہیں نہ ان کے باپ دادا کے پاس کوئی ایسی علمی دلیل تھی اور فرمایا کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے دجل ہے اور کچھ نہیں۔ "کتاب قیّم" کا ذکر کر کے اشارہ کیا کہ یہ لوگ اس قرآن پر بھی جس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں زبردست حملے کرنے والے اور خدا کے راستہ میں روک بننے والے ہیں۔ خود عیسائیوں نے بھی "ابنیتِ مسیح" اور "الوہیتِ مسیح" کے عقیدہ کو عقل و علم سے دور سمجھا ہے کیونکہ اس مذہب کے پادریوں اور مبلغوں سے کفارہ اور الوہیتِ مسیح کے علمی دلائل پوچھو تو وہ یہی جواب دیں گے کہ مان لو گے تو پھر اس کی صداقت معلوم ہو جائے گی اور یہ صاف الفاظ میں اعتراف ہے کہ عیسائی عقائد کے لئے کوئی علمی و عقلی دلائل موجود نہیں اور نہ صرف موجودہ عیسائیوں کے پاس نہیں بلکہ جب سے یہ عقیدہ ایجاد ہوا کبھی اس عقیدہ پر علمی و عقلی دلائل پیش نہیں کئے گئے اسی لئے بزرگانِ سلف جیسے علامہ ابن تیمیہؒ۔ علامہ ابن قیمؒ اور فخر الدین رازیؒ نے اپنی اپنی کتب میں عیسائی عقائد کی لغویت واضح کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس جیسا کمزور مذہب تمام مذاہب عالم میں موجود نہیں اور علامہ ابن قیمؒ نے "الوہیتِ مسیح" کے مدعی کو دجّال اور کذّاب قرار دیا ہے۔ ان بزرگوں کے مفصّل اقوال ہم آگے بیان کریں گے۔

سورۂ کہف کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ لفظ یُنْذِرَ لا کر لطیف رنگ میں یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ مسلمان پہلے عیسائیوں پر غالب آجائیں گے اور ایک لمبے عرصہ تک یہ غلبہ جاری رہیگا مگر اس کے بعد جب مسلمان رفتہ رفتہ کمزور ہونا شروع ہو جائیں گے تو عیسائی دوبارہ طاقت پکڑنا شروع کریں گے اور یکدم مسلم ممالک پر خروج کریں گے۔ ایسا معلوم ہو گا کہ پہلے گویا وہ کنارہ کش ہو چکے تھے اب وہ جوش و خروش اور سُرعت سے دنیا میں غلبہ حاصل کرنے کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔ جیسے ٹڈی دَل پہلے کہیں پہاڑی گوشہ میں ہوتا ہے اور اچانک خروج کرتا اور لوگوں کی فصلوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ دوسری بار جو یُنْذِرَ کا لفظ آیا ہے اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ عیسائی غالب آجانے کے بعد آخر کار بأس شدید سے تباہ کئے جائیں گے یُنْذِرَ کے دو دفعہ لانے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مسیحی اقوام کو دو دفعہ انذار کرنا مقدر تھا چنانچہ پہلا انذار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوا۔ اور دوسرا انذار آپ کی بعثتِ ثانیہ کے زمانہ میں مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہونے والا تھا۔

الوہیّتِ مسیح وابنیّتِ مسیح کے عقیدہ کی شدّت و مذمّت

عیسائیوں کو دو دفعہ انذار کی وجہ یہ ہے کہ وہ "ابنیت والوہیّتِ مسیح" کے خطرناک عقیدہ میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اور حق اور دین اسلام سے اعراض کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (سورۃ المائدہ ع ۳) یعنی ضرور ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔

عقیدۂ تثلیث کی شدّت

سورۂ مائدہ میں ہی ایک اور مقام پر فرمایا کہ عیسائیوں نے تین خدا بنا کر کفر کیا ہے جیسا فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۃ المائدہ ع ۱۰) یعنی ضرور ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ خدا ضرور تین میں سے تیسرا ہے حالانکہ سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ مسیحی قوم مسیح کو خدا بنا کر اور تین خداؤں کا عقیدہ رکھ کر کفر صریح کی مرتکب ہو رہی ہے۔ عیسائیوں کے تین خداؤں میں سے ایک تو اللہ تعالیٰ ہے جسے وہ خدا باپ کہتے ہیں دوسرا خدا مسیح ہے جسے خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور تیسرا خدا روح القدس مانا جاتا ہے۔ ان عقائد کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ (نساء ع ۲۳) یعنی تین خدا مت کہو اس سے باز آجاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تو بس اکیلا ہی معبود ہے۔ وہ اس بات سے پاک ہے کہ اُس کا کوئی بیٹا ہو۔

خدا کا بیٹا بنانے سے زمین و آسمان اور پہاڑ کانپتے ہیں

سورۂ مریم میں جس میں عیسائیوں پر اتمام حجت کیا گیا ہے۔ خدا کا بیٹا بنانے کے عقیدہ کو انتہائی خطرناک عقیدہ قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایسا عقیدہ زمین و آسمان کے پھٹ جانے اور پہاڑوں کے گرنے کے برابر ہے گویا نظامِ عالم کو درہم برہم کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ

تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۔ وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ (سورۂ مریم ع ۶)

ترجمہ :۔ اور انہوں (نصاریٰ) نے کہا کہ رحمٰن نے بیٹا اختیار کر لیا ہے (اے نصاریٰ) یقیناً یقیناً تم نے بڑی بُری بات کی۔ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جاویں بوجہ اس کے کہ انہوں نے (نصاریٰ نے) رحمان کے لئے بیٹا پکارا۔ حالانکہ رحمان کے لئے لائق نہیں کہ وہ بیٹا بناوے ہر شخص جو زمین و آسمان میں ہے وہ رحمان کے پاس بندہ ہو کر آئے گا (یعنی سارے انسان اور یسوع مسیح بھی جسے عیسائی خدا کے برابر بنا رہے ہیں خدا کے سامنے عاجز بندے ہو کر پیش ہوں گے)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا بیٹا بنانا نظامِ کائنات کو درہم برہم کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (سورۂ بنی اسرائیل ع ۵) یعنی کائنات کی کوئی چیز نہیں جو خدا کو نقائص وعیوب سے پاک نہ بیان کرتی ہو۔ اور اس کی حمد نہ کرتی ہو۔ اور یہ قوم اس کے خلاف کہتی ہے۔ یہ کہنا کہ خدا کا بیٹا ہے یا یہ کہ مسیح کامل خدا تھے خدا کی تسبیح وتحمید کے خلاف ہے۔ تمام کائنات خدا کے سامنے سجدہ ریز ہے مگر یہ قوم خدا کی بندگی سے استکبار کرتی ہے اور خدا کے مقابلہ میں مسیح کو اِلٰہ بناتی ہے پس تمام کائنات تو خدا کی تسبیح وتحمید بیان کرتی ہے اور اس کی مطیع اور اسی کے لئے سجدہ ریز ہے اور یہ عیسائی قوم ان کے مقابلہ میں اس کو گالیاں دیتی ہے اور اسے بیٹوں کا محتاج گردانتی ہے اور خدا کی باغی اور سرکش ہے سو یہ تمام نظامِ کائنات کے خلاف اعلانِ جنگ ہے اسی لئے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ عیسائیوں کے اس قول سے آسمان پھٹ جائیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں۔ اس میں مسیحی قوم کی بالآخر تباہی کیطرف بھی اشارہ ہے۔

پس عیسائی پادری دراصل خدا کے غضب کو شدید طور پر بھڑکاتے ہیں۔ کیونکہ کوئی قوم آج تک ایسی نہیں گذری جس نے خدا کو اس کثرت سے دنیا میں نکل کر گالیاں دی ہوں جس کثرت سے اس قوم نے اس زمانہ میں نکل کر دی ہیں اور جس طرح جھوٹ اور افتراء اور دجل و فریب کی باتوں کے ساتھ اس قوم نے مُنہ کھولا ہے کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی لئے مسیح دجال کے فتنہ کی بابت سابق نوشتوں میں کہا گیا تھا۔ کہ اس کے فتنہ سے بڑھ کر آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کوئی بڑا فتنہ نہیں ہوگا جیسا کہ احادیث میں اس کی تفصیل گزر چکی۔

جس حدیث میں آیا ہے کہ خدا کا بیٹا بنانا خدا کو گالیاں دینا ہے وہ بخاریؒ۔ احمدؒ۔ ترمذیؒ۔

اور نسائیؒ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَتَمَنِيْ عَبْدِيْ ابْنُ اٰدَمَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّشْتِمَنِيْ وَكَذَّبَنِيْ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يُّكَذِّبَنِيْ اَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ اِنَّ لِيْ وَلَدًا وَاَنَا اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا اَحَدٌ وَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لَيْسَ يُعِيْدُنِيْ كَمَا بَدَأَنِيْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ[۱]

ترجمہ :۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ابنِ آدم مجھے گالیاں دیتا ہے اور اسے مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے گالیاں دے اور وہ مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اسے مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے جھٹلاتا۔ اس کا مجھے گالیاں دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا بیٹا ہے حالانکہ مَیں اللہ ایک ہوں بے نیاز ہوں نہ مَیں نے کسی کو جنا اور نہ میں کسی سے جنا گیا اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔ اور اس کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے، کہ وہ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسا شروع میں اس نے مجھے پیدا کیا تھا۔ حالانکہ مخلوق کا اعادہ کرنا ابتدائے آفرینش کی بہ نسبت میرے لئے بہت زیادہ آسان ہے۔

یہود و نصاریٰ کا خدا کو گالیاں دینا

سورۂ توبہ میں یہود و نصاریٰ دونوں کا خدا کیلئے بیٹا بنانا مذکور ہوا ہے کہ عیسائی مسیح کو اور یہود عُزیر کو خدا کا بیٹا بناتے ہیں۔ خدا کا بیٹا بنانا خدا کو گالیاں دینا ہے جیسا حدیث گذر گئی۔ اللہ تعالےٰ ان کی ہلاکت کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ۔ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۔ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ ع ۵)

ترجمہ :۔ اور یہود نے کہا کہ عُزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ ان کی

[۱] بخاری کتاب بدء الخلق و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۷ و مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۱۳

یہ باتیں ان کے مونہوں کی ہیں وہ اُن لوگوں کی بات سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ جو اس سے پہلے کافر ہوئے اللہ انہیں ہلاک کرے وہ کہاں اُلٹائے جاتے ہیں انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی (انہوں نے رب بنالیا) حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک ہی الٰہ کی بندگی کریں۔ اس کے سوا کوئی بھی بندگی کے لائق نہیں وُہ ان معبُودوں سے پاک ہے جن کو وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ انکار کرتا ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنے نور کو پورا کردے اگرچہ کافر ناخوش ہی کیوں نہ ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالٰے نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ یہود و نصارٰی خدا کے نور یعنی اسلام کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کریں گے۔ جس سے اشارہ ہے کہ وہ اپنے مونہوں اور زبانوں سے اسلام کے خلاف عالمگیر تاریکی پھیلائیں گے" تاکہ اسلام کو مٹا کر اپنے باطل مذہب کو رائج کردیں مگر اللہ تعالٰے ان کی کوششوں کو ناکام کردے گا۔ اور ان کا پورا زور لگانے کے باوجود ان کے علی الرغم نور اسلام کو کامل کردے گا۔ گویا وہ "اطفاءِ نور" چاہیں گے اور اللہ اتمامِ نور چاہے گا۔ بالآخر اللہ تعالٰے کا چاہنا پورا ہوگا۔

المسیح الکذّاب اور موجُودہ پادریوں کا گروہ

احادیث اور اسلامی لٹریچر میں مسیح دجال کے کئی نام آئے ہیں ان میں سے "اعور الکذّاب" اور "المسیح الکذّاب" بھی ہے جیسا بخاری و مسلم نے حضرت انسؓ کی حدیث اور مسلم نے ابی سعید خُدری کی حدیث میں روایت کیا ہے[1]۔

عربی لُغت کی سے کذّاب کو دجّال کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ جھوٹ سے حق پر پردہ ڈال دیتا ہے اور دجّال کے یہی معنی ہیں کہ حق پر پردہ ڈالنے والا۔ سورۂ کہف میں جسے مسیح دجّال کے فتنوں کا علاج قرار دیا گیا ہے۔ نصارٰی کو کذّاب کہا گیا ہے۔ اور اسی طرح قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر نصارٰی کے "عقیدۂ ابنیت والوہیّت مسیح" کی تردید کرکے انہیں کذّاب اور مفتری قرار دیا گیا ہے فرمایا اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا۔ یعنی وہ محض جھوٹ بولتے ہیں۔ پس گو سورۂ کہف میں مسیح دجال کے الفاظ نہیں آئے مگر اس کے ہم معنی الفاظ آگئے ہیں گویا لفظاً تو اس کا ذکر نہیں معناً اس کا ذکر موجود ہے۔ خدا پر افتراء کرنا۔ کفارۂ مسیح کو ذریعۂ نجات سمجھنا۔ صادق مسیح کو لعنتی اور شریعت کو

[1] بخاری و مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال۔

لعنت قرار دینا۔ خدا کا بیٹا یا مسیح کو کامل خدا بنانا بلکہ تین خداؤں کا عقیدہ رکھنا اور اپنے عالموں اور درویشوں کو الٰہ بنانا نہ صرف جھوٹ بلکہ سب سے بڑا جھوٹ ہے جو آج تک کسی اور قوم نے نہیں پھیلایا اور یہ جھوٹ عیسائیوں نے اس کثرت سے پھیلایا کہ خدا کے کلام میں ایک اور جگہ انہیں کَاذِبُوۡن اور مُفۡتَرِی قرار دیا گیا ہے فرمایا اَلَاۤ اِنَّهُمۡ مِّنۡ اِفۡكِهِمۡ لَيَقُوۡلُوۡنَ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ (صافات ع ۵) یعنی آگاہ ہو جاؤ یقیناً وہ اپنے افتراء سے کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

سرتاپا جھُوٹی مسیحیّت

ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں کثرت سے ایسی آیات ہیں جن میں "عُقیدہ ابنیّت مسیح" کی شدّت و مذمت بیان کی گئی ہے اور اسے بڑا جھوٹ اور افتراء قرار دیا گیا ہے عیسائیوں کے بعض سلیم الفطرت علماء خود موجودہ عیسائیّت کو "گمراہ مسیحیّت۔ بگڑی ہوئی مسیحیّت۔ مسخ شدہ عیسائیت۔ مدعی الوہیّت مسیحیّت۔ برگشتہ مسیحیّت۔ خلافِ مسیح مسیحیّت" اور سرتاپا جھوٹی مسیحیّت قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک بھی مسیح کے خلاف جو مسیحیّت ہو۔ وہی مسیح دجّال ہے اس لئے وہ دجّال کو مخالف مسیح (Christ Enmity) کے صفاتی نام سے موسوم کرتے ہیں ایسے عیسائی جو عیسائیوں کے قدیم کیتھولک فرقہ سے مذکورہ جھوٹے عقائد کی بناء پر بیزار ہوئے اور ان سے علیحدگی اختیار کی۔ کیتھولک فرقہ کو مخالف مسیح اور پوپ اور ان کے ماتحت پادریوں کے سلسلہ کو مسیح دجال قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک عیسائی محقق سی۔ بی ہائمز بائیل کی آخری زمانہ سے متعلق پشگوئیوں کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"اس بات کو جانتے اور پہچانتے ہوئے کہ مسیحی دنیا کی تواریخی کلیسیا اور بائیبل کے ابتدائی ایمان سے بڑی بُری طرح گمراہ ہوگئی[1]۔ اس لئے یہ اصلاح کا پیغام ہے ان دنوں میں انسان کو بڑے بڑے مراتب اور مناصب دیئے گئے خدا کو حقیر سمجھا گیا . . . . . سائنس میں الٰہی تقرب کی سچائی کی جگہ ارتقاء کی غلط تھیوری ایجاد کی گئی[2]۔ انسان کی خدا کے ہاتھوں تخلیق کی بجائے انسان کا آغاز حیوانات سے منسوب کیا گیا۔ تیرا پیغام مسیح کی انجیل کا بحال کرنا ہے یہ موجودہ زمانہ کے شایاں ہے اور اس کے لئے مجوزہ بھی تھا۔ کلیسیاؤں میں موجود پھیلی ہوئی برگشتگی کے خلاف یہ ایک پُرزور احتجاج ہے اس میں تمام نسل انسانی کو بلاہرٹ دی جاتی ہے کہ وہ اپنی غلط اور جھوٹی عبادت کی بجائے سچے خالق کی عبادت

[1] قرآن مجید نے نصارٰی کو اسی لئے "ضَآلِّیۡن" (گمراہ لوگ) کہا ہے۔ [2] ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کی طرف اشارہ ہے۔

کرنا شروع کر دیں۔

اس میں موجودہ برائے نام مسیحی دنیا میں گڑبڑی۔ برگشتگی اور بد اخلاقی کے خلاف آگاہی اور ملامت اور پہچان پائی جاتی ہے۔ اس پیغام میں بابل یا گمراہ مسیحیت کا اعلان ہے (مکاشفہ ۱۴-۸) اس میں خدا کے لوگوں کو گمراہ کلیسیاؤں میں سے نکل آنے کی دعوت ہے۔ اس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ روحانی بدکاری یا مسیح سے بے وفائی اور دنیا کے ساتھ دوستی کرنے سے کلیسیائیں گمراہ ہو کر بابل بن گئی ہیں۔ اس میں مشہور کلیسیاؤں کے رُوحانی زوال کو ظاہر کرنے کے مشکل اور ناخوشگوار کا بیان پایا جاتا ہے اور مسیح کی خوشخبری کو تہرے پیغام کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

اس میں حیوان کی پرستش۔ اس کے بت اور اس کی چھاپ لینے کے خلاف آگاہی دی گئی ہے۔ حیوان مکاشفہ کی کتاب کے تیرھویں باب میں مذکور نمیندوا ہے جو پوپی کلیسیا کی علامت ہے پس یہ تہرا پیغام رومن کیتھولک کے خلاف ایک آگاہی ہے۔ رومن کاتھولک مذہب مسیح کی سچی انجیل کی بگڑی ہوئی اور مسخ شدہ شکل ہے اس میں ایک جھوٹا معبود۔ ایک جھوٹا منجی اور ایک جھوٹی نجات۔ ایک جھوٹی بنیاد۔ ایک جھوٹا مقدس۔ ایک جھوٹا مذبح۔ جھوٹی کہانت۔ جھوٹی معافی۔ جھوٹی خدمت۔ جھوٹی عبادت۔ جھوٹی شریعت۔ جھوٹا بپتسمہ۔ جھوٹا سبت اور ایک جھوٹی لاخطائی پائی جاتی ہے لیکن تہرے پیغام میں ان سب کے مقابلہ میں حقیقت اور اصلیت پائی جاتی ہے۔ حیوان کا بُت جھوٹا۔ برگشتہ اور گمراہ پروٹسٹنٹ مذہب ہے۔ اپنی ماں رومن کیتھولک مذہب کی طرح بڑی پروٹسٹنٹ تحریک نے بھی اصلی ایمان سے گمراہ ہو کر خدا کے کلام کے عوض روایت کو قائم کیا ہے۔ مسیح سے گمراہ ہو کر اور اپنے مضبوط عقیدہ "بائیبل اور صرف بائیبل" کو چھوڑ دیا ہے تہرا پیغام گمراہ "پروٹسٹنٹ" مسیحیت سے علیحدہ کھڑا ہو کر خدا کے لوگوں کو ان گمراہ کلیسیاؤں میں سے یسوع کے سچے ایمان کی طرف دعوت دیتا ہے۔"[1]

یہ طویل اقتباس ہم نے اس لئے نقل کیا ہے تا کہ خود بعض عیسائی محققین کی زبانی حقیقت ظاہر ہو جیسے ہم مسیح دجال کے بارے میں یہاں پیش کر رہے ہیں اور یہ کہ مسیح کذاب کے بارے میں جو کچھ قرآن و احادیث کے بارے میں آیا ہے اُسے موجودہ زمانہ کے بعض سمجھدار عیسائی خود بھی اپنے طور پر

[1] موجودہ سچائی سلسلہ ۳۵ ہمارے زمانہ کے لئے خاص پیغام از سی۔ بی ہائنز صفحہ ۳-۴

محسوس کر رہے بلکہ علانیہ اس سرتاپا جھوٹی عیسائیت سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے خالص توحید اور سچائی کی منادی کر رہے ہیں۔

کلامِ الٰہی سمجھنے میں کج فہم اور کج رو فرقہ

کج فہمی اور کج روی انتہائی خطرناک امور ہیں۔ کوئی کج فہم اور کج رو شخص کسی بھی کام میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کامیابی تک پہنچنے کے لئے راست فہمی اور راست روی ضروری ہے راست روی کے لئے راست فہمی شرط ہے اگر کسی چیز کو ابتداء ہی سے صحیح اور سیدھے طریق سے نہ سمجھا جائے تو اس پر سیدھا چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی تعمیر کی بنیادی اینٹ ہی ٹیڑھی ہو تو اس پر جو عمارت چڑھے گی خواہ اُسے آسمان تک چڑھا لیا جائے اس کی دیواریں ٹیڑھی ہی ہوں گی سورۂ کہف میں وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا میں فرقہ نصارٰی کی کج فہمی اور کج روی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بطور پیشگوئی فرمایا ہے کہ دجال قرآن کی تعلیمات میں کجی ثابت کرنے کی کوشش کرے گا مگر خود اسی کی تعلیمات میں کجی ثابت ہو گی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے سُورۃ کو شروع کر کے بشارت دی ہے کہ برگشتہ فرقہ نصارٰی یا مسیح دجال پورا زور لگانے کے باوجود قرآن کی کجی ثابت کرنے میں ناکام رہے گا اور مومنین جو اس کا مقابلہ کریں گے کامیاب ہوں گے اس لئے انہیں خدا کی حمد و ثنا کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ بالآخر ان کی سچائی ثابت ہو جائے گی۔

دجال کے طوافِ کعبہ کے مکاشفۂ نبوی کی حدیث میں فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ابو داؤد میں بھی ہے اور عبادہ بن صامت کی حدیث بھی اس کے موافق ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ رجل قصیر افحج[1] ۔ کہ حضور نے دجال کو ایسے آدمی کی شکل میں دیکھا جس کی چال میں اعوجاج یعنی کجی تھی۔ ابن حجر لکھتے ہیں افحج فحج سے ہے اور وہ پنڈلیوں یا رانوں کے درمیان دُوری ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے تدانی صدور القدمین مع تباعد العقبین وقیل ھوالّذی فی رجلہ اعوجاج[2]۔

یعنی وہ دو قدموں کے اگلے حصّوں کا قریب ہونا اور دو ایڑیوں کے درمیان بُعد کا ہونا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فحج وہ شخص ہے جس کے پَیروں میں اعوجاج یعنی کجی ہو۔ کشف یا خواب میں کسی شخص کے پَیروں یا پنڈلیوں یا رانوں میں اعوجاج یعنی کجی دیکھنا روحانی اعوجاج پر دلالت کرتا ہے۔ پس دجال کو اس حالت میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہوئی کہ اس کی تعلیمات یا اس کی رُوحانیت

[1، 2] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ کتاب الفتن باب ذکر الدجال صفحہ ۸۲

اور دین میں اعوجاج ہوگا یعنی وہ دینی و رُوحانی لحاظ سے کج رَو ہوگا اور لوگوں کو بھی کجروی کی دعوت دیگا۔

اور قرآن مجید میں" اِعوجاج "اہل کتاب کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس سے اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ خود بھی کج رَو ہوں گے اور اسلام کو بھی کج ثابت کرنے پر بڑا زور لگا کر بندگانِ خدا کو گمراہ کریں گے جس سے ظاہر ہے کہ مسیح دجال اور گمراہ فرقہ یہود و نصاریٰ ایک ہی گروہ کے دو نام ہیں۔

چنانچہ سورۂ آلِ عمران میں خاص طور پر" اِعوِجاج "یعنی کجی "تلاش کرنے کو اہلِ کتاب کی طرف منسُوب کرکے اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ اسلام و قرآن کے متعلق کجی "تلاش کرتے رہینگے جیسا فرمایا۔

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ (آل عمران ع۱)

یعنی اے پیغمبر! کہدے اے اہل کتاب! تم کیوں اللہ کے راستہ سے ایمان والوں کو روکتے ہو۔ اس میں کجی "تلاش کرتے ہو اور تم گمراہ ہو اور اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کے تین معنی ہیں (۱) تم اس راہ کے لئے کجی چاہتے ہو (۲) تم اس راہ کی کجی تلاش کرتے رہتے ہو (۳) تم اس راہ کو ٹیڑھا کرکے دکھانا چاہتے ہو۔

پس آیت میں اشارہ ہے کہ اہل کتاب قرآن و اسلام کے صراطِ مستقیم میں کجی تلاش کرنے اور دنیا میں اسے کج ثابت کرنے کے لئے انتہائی زور لگائیں گے۔

شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اپنے فارسی ترجمہ میں تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

"یعنی بہ شبہات ثابت کنند کہ کج است" کہ وہ شبہات پیدا کرکے ثابت کریں گے کہ (یہ راستہ) کج ہے احادیث نبویہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ مسیح دجال دین و ایمان میں شکوک و شبہات پیدا کرے گا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قسم بخدا! انسان دجال کے پاس اس حال میں جائے گا کہ وہ گمان کرتا ہوگا کہ مَیں مومن ہوں مگر وہاں اس کی تابعداری کریگا کیونکہ وہ اس کے دل میں اسلام کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرے گا۔[1]

سورۂ ابراہیم کی ابتداء میں بھی کافروں کے لئے سخت عذاب کی خبر دی ہے کہ وہ خدا کے راستہ سے روکتے اور اس میں" عِوَج "(کجی) تلاش کرتے ہیں۔ اس آیت میں ان کافروں کی یہ صفت بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ (سورۂ ابراہیم ع۱)

یہ صفت آجکل عیسائی قوم میں کامل طور پر موجود ہے بعض اور بزرگوں نے بھی لکھا ہے کہ سُورۂ

[1] کنز العمال جلد ۷ ص ۱۹۵

کہف میں لفظ عِوَجً سے دجّال کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ اواخر سورۂ کہف میں یاجوج و ماجوج یعنی روس و انگریز کا ذکر ہے چنانچہ حکیم سیّد محمد حسن امروہوی اپنی کتاب" کواکبِ دُرّیہ" میں لکھتے ہیں :۔

"اور اوائل سورۂ کہف میں لفظ عِوَجً میں اشارہ بطرف دجال ہے۔ پس جو اوائل سورۂ کہف کے دس آیات یا تین پڑھے وہ بے شک فتنۂ دجال سے نجات پاوے جیسے اواخر سورۂ کہف کا واقف جو حالات یاجوج و ماجوج والیٔ روس و ماجوج انگریز سے ہو اُن کے دھوکے میں نہ آوے اور تہسلٹی و تنصر سے باز رہے۔[1]

سانپ کی طرح مسیح دجّال کی کجروی

ایسا ہی کتابِ مذکور کے ص ۱۵۷ پر بھی حکیم موصوف نے وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا کا ترجمہ کیا ہے کہ" یعنی اے پیغمبر! اس کتاب کے لئے خدا نے کجی نہیں بنائی جیسے دجّال کے لئے ہے۔" حکیم سیّد محمد حسن امروہوی کے نزدیک بھی سورۂ کہف کی ابتدا میں لفظ عِوَجً میں دجّال کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے پیغمبر کے بتائے ہوئے راستہ میں کوئی کجی نہیں جیسا کہ مسیح دجال کے راستہ میں کجی ہے بلکہ قرآن مجید کی تعلیم تمام پہلی تعلیموں کی متمّم اور نگران ہے۔

کجی فطری طور پر سانپ کے وجود میں ہے اس کی چال ڈھال پیچدار ہوتی ہے جہاں بھی چلیگا ٹیڑھا چلے گا۔ سیدھا نہیں چل سکتا۔ بیٹھے گا تو کنڈل مار کر بیٹھے گا ہاں جب اپنی بل میں داخل ہوتا ہے اس وقت اسے مجبوراً سیدھا ہوکر داخل ہونا پڑتا ہے اسی طرح کجی شیطان کے وجود میں بھی ہے اسی لئے سانپ کو شیطان کہتے ہیں۔ سو کجی شیطان اور سانپ دونوں میں مشترک ہے۔ اسی لئے سانپ الہامی کتب میں شیطان سے تعبیر ہوتا ہے۔ بائیبل میں ہے کہ حضرت حوّا کو جنّت میں سانپ نے بھسلایا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے" تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔"[2]

شیطان اور ہمیشہ کی زندگی کی تحریص

یہاں اس عبارت میں" سانپ" سے مراد شیطان ہے ورنہ سانپ تو اپنی ذات میں کسی کو بہکانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ قرآن مجید بتاتا ہے کہ شیطان نے آدم و حوّا سے قسم کھاکر یہ بھی کہا تھا کہ تم جب یہ پھل کھاؤ گے تَکُوْنَا مِنَ الْخَالِدِیْنَ (اعراف ع۲) تم ہمیشہ کی زندگی حاصل کروگے اور یہ بھی کہا

[1] کواکبِ دُرّیہ ص ۱۰۸ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ۔ [2] پیدائش باب ۳- آیت ۴، ۵

کہ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ہ (طٰہٰ ع)

سو اوّل و آخر زمانہ میں یہ عجیب مشابہت ہے کہ ابتدائی زمانہ میں آدمؑ و حوّاؑ کو شیطان نے ہمیشہ کی زندگی اور ہمیشہ کی بادشاہت کا لالچ دے کر اور جھوٹی قسم سے دھوکہ دے کر شجرۂ ممنوعہ کھانے پر رضامند کر لیا تھا اسی طرح ہمارے اس آخری زمانہ میں بھی وہی پرانا سانپ المسیح الدجال جس نے عیسائی قوم کے پادریوں اور فلاسفروں کو اپنا مظہر بنایا ہے ابناء آدم و حوّا کو ہمیشہ کی زندگی اور ہمیشہ کی بادشاہت کا لالچ دے کر اپنے دین سے برگشتہ کر رہا ہے اور انہیں سیدھے راستہ سے ہٹا کر ٹیڑھے راستہ پر چلا کر ہلاک کرنا چاہتا ہے گویا جنت سے نکال کر دوزخ میں ڈالنا اور ابناء آدم سے پرانا انتقام لینا چاہتا ہے۔

آج کل عیسائی پادری جگہ جگہ یہی کہتے پھرتے ہیں کہ تم یسوع مسیح کو کامل خدا اور خدا کا بیٹا مانو تو تم ہمیشہ کی زندگی حاصل کرو گے اور ان کے لٹریچر میں بھی بار بار یہی لکھا ہوتا ہے کہ "یسوع مسیح کو نجات دہندہ اور خدا کا بیٹا مانو تو ہمیشہ کی زندگی ملے گی"۔ یسوع مسیح کے کفارہ پر جو ایمان لائے گا وہ نجات پائے گا اور ہمیشہ کی زندگی پائے گا یہی عیسائیوں کے عقائد ہیں جن کی طرف وہ ساری دنیا کو دعوت دیتے ہیں۔ مذہبی دجل و فریب کے علاوہ ان کے فلاسفروں کا گروہ الحاد و دہریت پھیلا رہا ہے اور اباحتی زندگی کی طرف لوگوں کو لے جا رہا ہے اور اس طرح شجرۂ ممنوعہ (بدی کا درخت) حلال کئے بیٹھے ہیں اور اخلاقی اور شرعی قیود کو توڑ کر آزادانہ اور ملحدانہ زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے ملحدانہ علوم و فنون پھیلا کر دنیا کو بھی گمراہ اور برگشتہ کر رہے ہیں اور المسیح الدجال جو دراصل شیطان کا نام ہے کے پورے پورے مظہر و مصداق بن رہے ہیں پس المسیح الدجال وہی پرانا سانپ یا شیطان ہے جس نے ابتداء میں آدم و حوّا پر حملہ کیا تھا اور اب وہ آخری زمانہ میں ابناء آدم پر حملہ کرنے کے لئے نکلا ہے اور پورا زور خرچ کر رہا ہے کہ ابناء آدم کو ہلاک کروں یہی وہ خنّاس ہے جسے عبرانی میں نحاش کہا گیا ہے اور جس کی بابت قرآن میں ہے کہ یہ لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ۔ یہ سانپ پہلے آدمؑ پر کامیاب ہوا تھا مگر اب کی بار آخری آدمؑ پر جو کہ مسیح موعودؑ ہے یہ سانپ کامیاب نہ ہو گا بلکہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس کا ہلاک ہونا مقدر ہے۔

برگشتہ عیسائی اور ان کے بڑے بڑے بول

سورۂ کہف میں عیسائیوں کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ

یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا۔ یعنی بہت بڑی بات ہے جو اُن کے مونہوں سے نکلتی ہے وہ محض جھوٹ بولتے ہیں بائیبل میں آخری زمانہ کے بگڑے ہوئے عیسائیوں کے بارے میں بھی یہ لکھا ہے کہ وہ بڑے بول بولیں گے اور ایسے دعوے کریں گے جو خدا کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ وہ فخر و تکبّر کرنے والے زبان درازیاں کرنے والے۔ مبالغہ آمیزیاں اور ملمّع سازیاں کرنے والے اور کثرت سے جھوٹ بولنے اور پھیلانے والے ہوں گے تیسرے یہ کہ جو کچھ وہ مونہوں سے نکالیں گے وہ سخت خطرناک، فساد پیدا کرنے والا اور قوموں میں جنگوں کی آگ بھڑکانے والا ہو گا۔[1]

پس اس سورۃ میں مومنین کو انتباہ کیا گیا ہے کہ جو کچھ عیسائی قوم کے پادری اور فلاسفر کہیں گے۔ دعوے کریں گے۔ وعدے کریں گے۔ لکھیں گے اور شائع کریں گے وہ سب دجل و فریب ملمع سازی۔ مکاری اور جھوٹ محض کے سوا اور کچھ نہ ہو گا اس پر کبھی اعتبار نہ کرنا تاکہ تم اس کے دجل و فریب سے محفوظ رہ سکو۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَنْ لَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ اور اگلی آیات میں اشارہ کیا ہے کہ پیغمبرِ اسلام اور ان کی امت کے لوگ ان گمراہ لوگوں کو ایمان و اسلام کی طرف دعوت دیکر ہلاکت سے بچانے کی انتہائی جدوجہد کریں گے گویا اپنی جانوں کو ہلاک کریں گے کہ وہ ایمان لائیں مگر اکثر انکار کر دیں گے اور مومنوں کی محبت و شفقت اور ہمدردی کے مقابلہ میں اسلام سے سخت دشمنی کریں گے اور دنیوی زینت و ترقی میں ایسے مست و مغرور ہوں گے کہ حق کی شناخت سے اندھے ہی رہیں گے۔ تب تمام ترقیات و کمالات سمیت ہم ان کو ہلاک کر دیں گے۔

خواتیم سورۂ کہف میں فتنہ اہل کتاب کا ذکر

حضرت علیؓ کے نزدیک خواتیم سورۂ کہف میں بھی اہل کتاب نصاریٰ کے فتنوں کا ذکر ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیت وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا کی بابت عیاشی سے یوں روایت ہے کہ

وَرَوَی الْعَیَاشِی بِاَسْنَادِہٖ قَالَ قَامَ ابْنُ الْکَوِیْ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَأَلَہٗ عَنْ اَھْلِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ اَھْلُ الْکِتَابِ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ وَابْتَدَعُوْا فِیْ دِیْنِھِمْ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ۔[2]

یعنی عیاشی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ابن کوی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے

[1] یہودا۔ آیت ۱۴/۲۔ [2] (تفسیر مجمع البیان ص ۱۹۱ جلد ۳)

سامنے کھڑے ہوئے اور ان سے پوچھا کہ اس آیت میں کن لوگوں کا ذکر ہے تو آپ نے فرمایا یہ اہل کتاب ہیں جنہوں نے اپنے رب کی ناشکری کی اور اپنے دین میں بدعتیں جاری کیں۔ پس ان کے اعمال اکارت جائیں گے۔ اسی طرح تفسیر صافی میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا کی آیت میں عیسائیوں اور ان کے پادریوں اور ان مسلمانوں اور بدعتیوں کا ذکر ہے جو خواہشات و شبہات کی پیروی کرنے والے ہوں گے چنانچہ لکھا ہے۔

وَعَنِ الْبَاقِرِ هُمُ النَّصَارٰی وَالْقِسِّيْسُوْنَ وَالرُّهْبَانُ وَاَهْلُ الشُّبُهَاتِ وَالْاَهْوَآءِ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَاَهْلُ الْبِدَعِ وَفِي الْاِحْتِجَاجِ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَقَالَ كَفَرَةُ اَهْلِ الْكِتَابِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَقَدْ كَانُوْا عَلَی الْحَقِّ فَابْتَدَعُوْا فِيْ اَدْيَانِهِمْ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (تفسیر صافی زیر آیت مذکورہ ص۱۱۱)

ترجمہ:- امام باقرؒ سے روایت ہے کہ وہ نصاریٰ اور ان کے پادری اور علماء ہیں اور اہل قبلہ (یعنی مسلمانوں) سے وہ لوگ جو شبہات و خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں اور بدعتی بھی اور احتجاج میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو فرمایا اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے کفار۔ وہ پہلے حق پر تھے پس اپنے دین میں انہوں نے بدعتیں جاری کیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کرنے والے ہیں یا صنعت کے لحاظ سے بہتر ہیں۔

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر صافی کی ان دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت امام باقرؒ کے نزدیک سورۂ کہف کی ان آخری آیات میں عیسائیوں۔ ان کے علماء اور ان کے پادریوں کے علاوہ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو نصاریٰ کے پھیلائے ہوئے شبہات اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں عیسائیوں میں شامل ہیں گویا یہ سب مل کر دجال ہیں اور اہل کتاب کے پیرو کار مسلمانوں اور اہل بدعت کو مسیح دجال میں شامل کرنا قابلِ تعجب نہیں بلکہ حدیث کے مطابق ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ[1] یعنی جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

اَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا سے مراد اہلِ کلیسیا ہیں

امام بخاریؒ نے سورۂ کہف کی تفسیر میں "هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا" پر الگ باب قائم کیا ہے۔

[1] احمد و ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ کتاب اللباس ص۳۷۵ مطبع اسلامی لاہور۔

اور محمد بن بشّار سے اسناد کے ساتھ مصعب سے روایت کی ہے کہ مصعب نے کہا میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ کیا یہ (اعمال میں خسارہ پانے والے) حُرور یہ ہیں؟ کہا نہیں بلکہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔

علّامہ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی شرح میں نقل کیا ہے کہ حاکم نے یہود و نصاریٰ کی جگہ یہ الفاظ لائے ہیں کہ "نہیں وہ اہلِ کلیسیا ہیں"۔ اور ابن ابی حاتم نے ہلال بن یساف کے طریق سے مصعب سے بیان کیا ہے کہ وہ اہل کلیسیا یعنی گرجا والے ہیں اور ابن ابی حاتم نے دوسری روایت ابی حمیصہ کے طریق سے جس کا نام عبید اللہ بن قیس ہے بیان کی ہے کہ وہ راہب لوگ ہیں جو اپنے نفسوں کو گرجا کے کھمبوں میں محبوس رکھتے ہیں ایک اور روایت ابن ابی حاتم سے عمرو بن مرہ کے طریق سے مصعب سے یہ ہے کہ نصاریٰ سے مراد نصاریٰ کے صوفی اور راہب لوگ ہیں۔ علّامہ ابن جوزی نے یہود و نصاریٰ کے خسران کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ اُلٹے طریق پر عبادت کرتے ہیں پس انہوں نے بدعات نکالیں۔ اور اپنی عمروں کو بھی خسارہ میں ڈال دیا اور اپنے عملوں کو بھی[1]

علّامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر دُرِّ منثور میں آیت اَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا الخ کے تحت لکھا ہے کہ عبد الرزاق۔ بخاری۔ نسائی۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم۔ حاکم اور ابنِ مردویہ نے مصعب بن سعد سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ کیا وہ حروریہ ہیں تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں اور یہ بھی آیا ہے کہ انہوں نے کہا نہیں۔ وَلٰكِنَّهُمْ اَصْحَابُ الصَّوَامِعِ یعنی وہ کلیسیا سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔[2]

علامہ قرطبی نے بھی آیت مذکورہ کے تحت ایسا ہی لکھا ہے[3] حضرت علیؓ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ عیسائی پادریوں کا گروہ ہے۔[4]

اہل جہل و ضلال نصاریٰ کے سائنسی علوم دنیوی اعمال و صنائع سب اکارت جائینگے

بعض علماء سلف نے اواخر سورۂ کہف کی آیات کے بارے میں لکھا ہے کہ ان میں ایسے اہلِ جہل و ضلال کا ذکر ہے جو اپنے علوم و صنعت گری پر ناز رکھتے اور اظہار فخر و کبر کرتے ہوں گے مگر وہ جھوٹے لوگ ہوں گے اور بالآخر ان کے علوم و اعمال اور ان کی کاریگریاں سب اکارت جائیں گی۔ چنانچہ علّامہ ابن قیم جوزیؒ (متوفی ۷۵۱ھ) نے اپنی کتاب "جیوش اسلامیہ" نامی میں لکھا ہے کہ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا۔

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۸ مطبوعہ مصر ص۳۴۴ [2] تفسیر دُرِّ منثور جلد ۴ ص۲۵۳۔
[3] تفسیر قرطبی جلد ۱۱ ص۶۶ مصر۔ [4] تفسیر دُرِّ منثور ایضاً

کی آیت میں ایسے جہل وضلال کا ذکر ہے۔ کہ جو گمان رکھتے ہوں گے کہ صرف وہی علم و ہدایت پر ہیں حالانکہ وہ اہلِ جہل وضلال اور اہل جہل مرکب ہوں گے جو کہ اہل حق سے دشمنی رکھیں گے اور اہلِ باطل کہیں گے خبردار رہو! یہی جھوٹے لوگ ہوں گے ان کی مثال اس پیاسے شخص کی طرح ہے جو سَراب کو پانی خیال کرتا ہے مگر جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو وہاں کچھ بھی نہیں پاتا۔ گویا ان کے علوم سَراب ہیں جنہیں یہ لوگ پانی خیال کرتے ہیں پس جو علوم وحی الٰہی وسنتِ رسول سے ماخوذ نہ ہوں انہیں سَراب سے تشبیہ دی گئی ہے جسے شدید گرمی کی وجہ سے پیاسا انسان پانی خیال کر کے اس کے پاس آجاتا ہے تو اسے شعلہ والی آگ (نَارًا تَلَظّٰی) پاتا ہے۔

اسی طرح جب یہ لوگ محشر میں اٹھائے جائیں گے تو ان اہل باطل کے علوم و اعمال جب انہیں شدید پیاس لگے گی تو وہ ان پر سَراب کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور وُہ اسے پانی سمجھیں گے مگر جب پاس آجائیں گے تو وہ وہاں خدا کا عذاب دیکھیں گے اور زَبَانِیَةُ الْعَذَاب ان کو پکڑیں گے اور دوزخ کی آگ کی طرف انہیں گھسیٹ لے جائیں گے اور وہاں گرم پانی پئیں گے جس سے ان کی آنتیں کٹ جائیں گی۔ یہ پانی وہی دُنیا کے علوم ہوں گے جو وہ دنیا میں پیتے رہے جن کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اور وہ اعمال جو خدا کے لئے نہ تھے ان کو اللہ تعالیٰ "مَآءٍ حَمِیْمٍ" (جھلس دینے والا گرم پانی) بنا کر انہیں پلائے گا۔ جیسا کہ ان کی غذا "ضریع" یعنی خار دار جھاڑ یا ہوگی۔

نصاریٰ کی غذائیں اور سزائیں

علامہ موصوف لکھتے ہیں لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ میں جس خراب طعام کا آخرت میں مجرمین کو دیئے جانے کا ذکر ہے یہ دراصل دُنیا کے وُہی علوم و اعمالِ باطلہ ہیں جن پر انہیں ناز تھا اور یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۝ اور یہ وہی لوگ ہیں جو اس آیت میں مراد لئے گئے ہیں وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۝ اور یہ وہی لوگ ہیں جو اس آیت سے مراد رکھے گئے ہیں۔ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ۝[1]

معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابنِ قیمؒ نے سورۂ دخان کی آیات اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ الخ اور سورۃ الغاشیہ کی آیات لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ اور سورۃ اللیل

[1] "جیوش اسلامیہ" صفحہ ۹-۱۰ مطبوعہ مطبع القرآن والسنۃ امرتسر ۱۳۱۴ھ

کی آیات فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى۝ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۝ اور كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ (سورۂ محمد) اور ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ (الخ) (سورۂ واقعہ) کی آیات کی طرف اشارات کئے ہیں کیونکہ ان آیات میں مجرمین کی جو غذائیں اور سزائیں بیان کی گئی ہیں وہ "اکل شَجَرَةُ الزَّقُّوم"۔ "طعام ضریع"۔ "عذاب حمیم" اور "نارًا تلظّٰی" "قُطّع امعاء" اور "زبانیۃ العذاب" اور "غلی حمیم" اور "اعتلاء الی سواء الجحیم" وغیرہ ہیں جن سے علامہ ابنِ قیمؒ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ غذا اور عذاب دنیا کے انہیں علوم و اعمالِ باطلہ کے نتیجہ میں دیئے جائیں گے جو وہ دنیا میں کماتے اور بطور غذا کھاتے رہے جن کا کوئی فائدہ نہ تھا اور وہ فلسفہ اور علوم باطلہ اور اعمالِ باطلہ جن سے رُوحانی تسکین حاصل نہ ہوتی تھی۔ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ یہ لوگ وہی ہیں جو ضَآلِّيْن اور هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا میں مراد ہیں یعنی نصاریٰ۔

کانا دجّال اور اندھے بہرے نصاریٰ

سورۂ کہف میں نصاریٰ کو اندھے اور بہرے قرار دیا گیا ہے اور حدیث میں مسیح دجال کو اندھے اور بہرے قرار دیا گیا ہے اس سے بھی ہم سمجھ سکتے ہیں کہ احادیث نبویہ میں جسے مسیح دجال کہا گیا ہے وہی ہے جسے قرآن مجید نے فرقۂ نصاریٰ یا ضآلین نام رکھا ہے۔ نیز واضح ہو جاتا ہے کہ مسیح دجال کا اندھا یا بہرا ہونا ظاہری لحاظ سے نہیں بلکہ باطنی لحاظ سے ہے چنانچہ فرمایا۔

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا۝ اِلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا (کہف ع۱۱) یعنی ہم اس دن جہنم کو کافروں کے بالکل سامنے لے آئیں گے جن کی آنکھیں میرے ذکر (دین حق یا قرآن کریم) کی طرف سے غفلت کے پردہ میں تھیں اور وہ قرآن کو سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے۔

اس آیت میں عیسائیوں کو ان کافرین میں شمار کیا گیا ہے جن کی آنکھیں حق سے غفلت کے پردہ میں ہیں اور وہ حق سننے کی برداشت بھی نہیں رکھتے اور بتلایا ہے کہ ہم اس دن جس دن یاجوج ماجوج کو کھول دیں گے یعنی آخر زمانہ میں ان کافرین پر آگ کا عذاب پیش کر دیں گے گویا نصاریٰ کو اندھا اور بہرا قرار دیا گیا ہے ادھر حدیث میں مسیح دجال کی یہی صفت بیان کی گئی ہے کہ اس کی آنکھ پر دعویٰ الوہیت کی وجہ سے پردہ پڑے گا اور وہ قوتِ سماعت سے بھی محروم ہو گا۔ چنانچہ

علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں طبرانی کے حوالہ سے سلیمان بن شہاب کی روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں۔ فَيَقُوْلُ اَنَا اللّٰہُ فَتَغْشٰی عَيْنُہٗ وَتُقْطَعُ اُذُنُہٗ وَيُكْتَبُ بَيْنَ عَيْنَيْہِ كَافِرٌ فَلَا يَخْفٰی عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ الخ[1] یعنی پھر دجال کہے گا کہ میں اللہ ہوں جس پر اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا جائے گا اور اس کے کان بھی کاٹ دیئے جائینگے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا جائے گا جس سے وہ کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں رہے گا یعنی ہر مومن اپنے ایمان کی قوت سے اسے شناخت کرلے گا۔

رُوحانی آنکھ اور کان سے محرومی

اس حدیث نے دجال کے اَعْوَر ہونے کی خود تشریح کردی ہے ظاہری آنکھ سے کانا ہونے کا تعلق دعوئی الوہیت سے کچھ بھی نہیں اور حدیث بتلاتی ہے کہ دعوئی الوہیّت کی وجہ سے پھر نابینائی طاری ہوگی جس کے صاف معنے یہی بنتے ہیں کہ دجال کا اندھا ہونا روحانی لحاظ سے ہے نہ ظاہری لحاظ سے یعنی اس وجہ سے کہ دعوئی الوہیت میں کثرت سے جھوٹ بولے گا کانوں کے کاٹے جانے سے بھی یہی مراد ہے کہ وہ حق کو نہ سُن سکے گا یا حق کا اس پر کوئی اثر نہ ہوگا اور ایسا معلوم ہوگا کہ وہ کان ہی نہیں رکھتا جیسا موجودہ پادریوں اور فلاسفروں کی ہو بہو حالت ہے کہ وہ نہ پیغمبر اسلام کو شناخت کرسکے۔ اور نہ بوجہ تعصّب اور تنفّر جو انہیں نسلاً بعد نسلٍ وراثتًا ملا ہے حق کو سُن سکتے ہیں۔

علامہ ابنِ کثیر نے کانت اعینھم فی غطاءٍ عن ذکری پر لکھا ہے ای تغافلوا و تعاموا وتصاموا عن قبول الھدیٰ واتباع الحق[2] یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو ہدایت قبول کرنے اور اتباعِ حق سے غافل۔ اندھے اور بہرے بن گئے۔ لغت میں دجّال کے یہی معنے گذر چکے ہیں یعنی اَلتَّغْطِيَّةُ (ڈھانپنا) کہ وہ حق کو جھوٹ سے ڈھانپ دے گا۔

سب سے بڑا اندھا دل کا اندھا ہے

ظاہر بین لوگ جو روحانی آنکھ نہیں رکھتے سمجھتے ہیں کہ دجال جسمانی آنکھ سے کانا ہوگا مگر جو لوگ روحانی آنکھ رکھتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ دجال کا جسمانی لحاظ سے ایک آنکھ سے کانا ہونا کسی کے ایمان کے لئے خطرہ کا باعث نہ بن سکتا تھا بلکہ دل سے اندھا ہونا خطرہ کا باعث ہوسکتا تھا۔ حدیث نبوی میں ہے شَرُّ الْعُمٰی عُمٰی الْقَلْبِ۔[3] یعنی سب سے بری نابینائی دل کی نابینائی ہے جو قبول حق سے روک بنتی ہے۔ پس

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ کتاب الفتن طبع مصر۔ [2] تفسیر ابن کثیر جلد ۳ زیر آیت مذکور ص۱۰۶
[3] سراج المنیر شرح جامع الصغیر جلد ۱ ص۱۱/۵ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد دجّال کو "اَعْوَر" قرار دینے سے دراصل یہ تھی کہ اس کی دینی آنکھ نہ ہوگی بخاری کی حدیث کے مطابق جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کشف میں مسیح دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا یہ کشفی مشاہدہ تھا اور کشف و رؤیا میں جب کسی شخص کو ایک آنکھ سے کانا یا دونوں آنکھوں سے عیب دار دیکھا جائے تو اس کی تعبیر اصول تعبیر رؤیا کے مطابق یہی ہوتی ہے کہ وہ دینی اور روحانی لحاظ سے اندھا اور عیب دار ہوگا۔[1]

نابینائی دو قسم کی ہوا کرتی ہے۔ جسمانی آنکھوں کی نابینائی اور دل کی آنکھوں کی نابینائی جسمانی یا ظاہری نابینائی کا اثر ایمان پر کچھ نہیں ہوتا۔ البتہ دل اور روح کی نابینائی کا اثر ایمان پر ہوتا ہے جس سے قسم قسم کے فتنے اور شر پیدا ہوسکتے ہیں اسی کی طرف احادیث میں حرف تنبیہہ میں اَلَا دَھُوَ الْاَعْوَرُ کے الفاظ میں خبردار کیا گیا ہے۔ ورنہ کئی ظاہری نابینا پہلے بھی گذر چکے ہیں اب بھی موجود ہیں۔ اور آئندہ بھی ہونگے ان سے کیا خطرہ ہوسکتا تھا۔ ہاں اگر خطرہ ہوسکتا تھا تو اس کے روحانی آنکھوں سے محروم ہونے سے ہوسکتا تھا۔ کیونکہ اس کے عالمگیر غلبہ ہونے کی صورت میں اس سے دنیا کے مذاہب کا متاثر ہونا اور مومنوں کے ایمان کے لئے ٹھوکر کا باعث بننا لازمی تھا۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں کافروں کو اَعْمٰی (اندھا) کہا گیا ہے جسمانی آنکھوں کے لحاظ سے نہیں بلکہ روحانی آنکھ سے محرومی کے لحاظ سے کہا گیا ہے چنانچہ فرمایا:۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل ع) یعنی جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

اس آیت میں "اندھا ہونے" سے ظاہری آنکھوں سے اندھا ہونا مراد نہیں۔ بلکہ روحانی آنکھ سے اندھا ہونا مراد ہے۔ یعنی جس نے دنیا میں حق کو شناخت نہ کیا۔ وہ آخرت میں اندھا اٹھایا جائے گا کیونکہ اگر وہ بینا ہوتا تو حق کو شناخت کرلیتا۔ پس جو حق کو نہ پہچانے دلائل کو نہ دیکھے خدا اور رسول کی معرفت سے محروم رہے۔ ایمان وعلم کی روشنی سے بے بہرہ ہو وہ اندھا ہے گو وہ ظاہری آنکھوں سے بینا ہو اور جو حق کو شناخت کرے۔ خدا اور رسول کی معرفت اور ایمان وعلم کی روشنی سے بہرہ ور ہو وہ بینا ہے خواہ وہ ظاہری آنکھوں سے اندھا ہو۔[2]

[1] دیکھو خواب نامہ ابن سیرین مطبوعہ مصر۔ [2] مزید بصیرت حاصل کرنے کیلئے قرآن کے درج ذیل حوالوں کو دیکھئے جن میں صرف روحانی اندھوں کو جو حق کو سننے بولنے اور دیکھنے سے محروم ہیں اندھا بہرا اور گونگا کہا گیا ہے سورۂ بقرہ ع۲ اعراف ع۲۲ رعد ع۳۔ نحل ع۶۔ سورۂ حج ع۶۔ طٰہٰ ع۷۔ کہف ع۱۲۔ سورۂ ہود ع۱ آیت ۱۵ تا ۲۵۔ بائبل میں بھی بے دین اور بدکاروں کو کوتاہ نظر اور اندھا قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھو عہد نامہ جدید پطرس ۲ باب ۱ آیت ۵ تا ۹

الوہیتِ مسیح میں جھوٹ بولنے کی کثرت سے آنکھوں پر پردہ پڑے گا

دجال کی روحانی نابینائی کا سبب کیا ہوگا؟ بعض بزرگانِ سلف نے تصریح کی ہے کہ جب مسیح دجال دینی عقائد خصوصًا الوہیت کے دعوٰی میں کثرت سے جھوٹ بولے گا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا تو اس کے نتیجہ میں اس کی روحانی آنکھوں پر پردہ پڑے گا ورنہ جسمانی آنکھ تو اس کی صحیح سالم ہوگی چنانچہ علامہ ابن حجرؒ شارح بخاری حدیث اعور الدجال میں" وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلٰی عَیْنِہٖ" کی تشریح میں لکھتے ہیں :-

ولم ار فی کلام احد من الشراح فی حمل ھذا الحدیث علی معنی خطرلی فیہ اثبات التنزیہ وحسم مادۃ التشبیہ عنہ وھو ان الاشارۃ الی عینہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما ھی بالنسبۃ الی عین الدجال فانھا کانت صحیحۃ مثل ھذہ ثم طرء علیھا العور لزیادۃ کذبہ فی دعوی الالٰھیۃ وَھو انہ کان صحیح العین مثل ھذہ فطرء علیھا النقص ولم یستطع دفع ذٰلک عن نفسہٖ[1]

ترجمہ:- اس حدیث کے معنوں میں شارحین حدیث میں سے کسی نے وہ معنی نہیں لکھے جو میرے دل میں آئے ہیں جس سے کہ اللہ تعالٰے کی تنزیہہ اور اس کا مادۂ تشبیہہ سے پاک ہونا ثابت ہوتا ہو وہ معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کرنا محض دجال کی آنکھوں کی نسبت سے ہے کہ ضرور دجال کی آنکھ اس آنکھ کی طرح صحیح وسالم ہوگی پھر دعوٰی الوہیت میں اس کے کثرت جھوٹ کی وجہ سے اس پر نابینائی طاری ہوگی اور وہ صحیح آنکھ رکھتا ہوگا جیسا یہ آنکھ ہے سو اس پر ایسا نقص طاری ہوگا کہ وہ اس نقص کو از خود دُور کرنے کی طاقت نہ رکھ سکے گا۔

جھوٹ کی کثرت کے عیب کا اس پر طاری ہونا اور اس کا اسے از خود دور نہ کر سکنا بھی ظاہر ہے کہ مسیحی پادری اپنے جھوٹ کو چھوڑ نہیں سکتے۔ ورنہ ان کے عقیدۂ الوہیت مسیح کا ابطال ہو کر عیسائیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

علماء اور صوفیا کرام نے لکھا ہے کہ مومن دنیا وآخرت دونوں کی آنکھ رکھتا ہے جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتا ہو اور آخرت سے غافل ہو وہ روحانی لحاظ سے کانا ہوتا ہے[2] اور آسمان میں کانوں میں

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ صفحہ ۲۳۳ طبع جامع ازہر مصر۔ [2] فتح الخلاق از نواب صدیق حسن خان صفحہ ۱۱ مطبوعہ آگرہ ۱۳۰۵ھ

شمار ہوتا ہے اور خواب میں بھی جسے کانا دیکھا جائے اس کی یہی تعبیر ہوگی کہ وہ شخص آخرت اور حق کی شناخت سے محروم ہے۔

نفخِ صُور کے دن نیلی آنکھوں والی مجرم قوم کا حشر

قرآن مجید میں آخری زمانہ کے نفخِ صُور والے انقلاب کے دنوں میں ایک مجرم قوم کے حشر کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور ان کی ایک خاص علامت یہ بتائی گئی ہے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور وہ اسلام کے خلاف باہمی خفیہ مشورے کریں گے چنانچہ سورۂ طٰہٰ میں فرمایا:- یَوْمَئِذٍ یُّنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۚ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَھُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۔ (طٰہٰ ع ۵)

اس آیت میں ان مجرمین کا ذکر کیا گیا ہے جو خدا کے ذکر سے اعراض کرنے والے ہوں گے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن ہم ان مجرمین کو نیلی آنکھوں کی صُورت میں اُٹھائیں گے وہ اسلام کے خلاف مخفی مشورے کریں گے اور آپس میں کہیں گے کہ تم دس تک غفلت میں رہے اور سوئے رہے اِس دس سے یہاں دس صدیاں مراد ہیں۔ یعنی تم تو دس صدیاں (ایک ہزار سال تک) سوئے رہے۔ اُٹھو اب بیدار ہو جاؤ اور دنیا میں پھیل جاؤ۔

زُرق کے معنے "نیلی آنکھوں والے" کے ہیں۔ عرب کے لوگ رومیوں کو اَزْرَق کہتے تھے یعنی نیلی آنکھوں والے۔ لُغت میں لکھا ہے کہ اَزْرَق کے معنے دشمن کے بھی ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روم اور دیلم کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں اور عرب لوگ ان کو بڑا دشمن سمجھتے تھے اس لئے رفتہ رفتہ اس لفظ کے معنی عربوں میں دشمن کے ہو گئے۔[1] تفسیر بیضاوی میں بھی یہی لکھا ہے۔[2] شعبی کی روایت یاجوج وماجوج کے باب میں آئے گی کہ ذوالقرنین جب کوہ قاف اور نواحات یاجوج وماجوج کی طرف گئے تو اس نے ان کو زُرْقُ الْعُیُوْنِ۔ نیلی آنکھوں والے پایا۔[3]

کوہ قاف کے پرے اقوام یورپ یعنی مغربی اقوام بستی ہیں موجودہ زمانہ میں مشرق میں ان کے خروج پر ان کی نیلی آنکھیں بچے بچے تک مشاہدہ کر رہے ہیں غالبًا اقوام عالم کے قدیم لٹریچر میں اسی وجہ سے نیلی آنکھوں والی قوم سے ڈرایا گیا ہے اور اب تک قوموں میں نیلی آنکھوں والوں کو شریر۔ مکار خطرناک بلکہ شیطان قرار دیا جاتا ہے۔ نیلی آنکھ والے کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ "فلاں شخص بلّا ہے" یعنی بلّی کی طرح نیلی آنکھ والا اور یہ کہکر وہ دوسروں کو اس سے ڈراتے ہیں۔

[1] اقرب الموارد۔ [2] تفسیر بیضاوی جلد ۲۔ [3] معجم البلدان جلد ۶ صفحہ ۴۸-۴۹

بلّی کے بارے میں مشہور ہے۔ "سو چوہے کھا کر حج کو چلی"۔ اسی طرح "گربۂ مسکین" بھی مشہور ہے جس سے بلّی کی مکاری کی مثال بیان کی جاتی ہے اس لئے جس کی نیلی آنکھیں ہوں عموماً اسے بھی مکّار سمجھا جاتا ہے۔

ہمارے موجودہ زمانہ میں مغربی قوموں کے سوا کسی قوم کا یہ ممتاز نشان نہیں کہ وہ نیلی آنکھ رکھتی ہو اور اس کا عالمگیر غلبہ بھی ہو جو اس زمانہ میں مشرق و مغرب میں اور جنوب و شمال میں پھیلی ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی انہیں ایسا عروج و اقبال نہیں ملا جیسا اب ملا ہے جو پیشگوئیوں کے مطابق آغاز اسلام سے ایک ہزار سال کے بعد انہیں حاصل ہونے والا تھا ان کے پادریوں اور فلاسفروں کا گروہ ہی الوہیت مسیح اور دہریت جیسے جھوٹے اور خطرناک عقائد کا پرچار کر کے دنیا والوں کو گمراہ کر رہا ہے یہ لوگ بظاہر میٹھے اور نرم ہیں مگر بباطن بھیڑیئے کی طرح اہل حق کے دشمن ہیں اور سیاسی غلبہ کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف منظم ہو کر اور مشن کھول کر جگہ جگہ تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں۔

زمین کے شمال میں مسلمانوں کے دشمن

سورۂ کہف میں آیت وَتَرَى الشَّمْسَ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ میں اصحاب کہف کے غار کا مقام بتایا گیا ہے اور اشارہ کیا ہے کہ شمال میں مسلمانوں کا دشمن ہے آیت کا ترجمہ یوں ہے کہ اے مخاطب تو سورج کو دیکھتا ہے کہ جب وہ چڑھتا ہے تو ان کی وسیع جائے پناہ سے دائیں طرف کو ہٹ کر گذرتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو ہٹ کر گذرتا ہے اور وہ اس غار کے اندر ایک فراخ جگہ میں رہتے ہیں۔

آیت میں جو علامات بتلائی گئی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ قوم اونچے شمالی علاقوں میں بسنے والی تھی۔ کیونکہ جب شمال کی طرف جائیں اور مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو سورج دائیں طرف رہتا ہے۔ اور جب جنوب میں آئیں اور مشرق کی طرف منہ کریں تو بائیں طرف رہتا ہے ابن کثیر نے لکھا ہے کہ غار کا منہ شمال کی طرف تھا[1] خطِ استوا سے شمال کی طرف شمال رخ مکانات میں دھوپ کم داخل ہوتی ہے اور خطِ استواء سے جس قدر زیادہ شمال کی طرف جگہ ہو گی اسی قدر زیادہ آیت کے الفاظ صادق آئیں گے۔[2]

[1] تفسیر ابن کثیر جلد ۳ زیر آیت مذکور سورۂ کہف۔ [2] تفسیر بیان القرآن از مولوی محمد علی زیر آیت مذکور جلد ۲۔

علامہ ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس غار کے محلِ وقوع کے بارے میں کوئی معیّن مقام نہیں بتایا اور اس مقام کی تعیین اور اصل حقیقت سمجھنا ہم پر چھوڑ دیا ہے گو بعض مفسرین نے تکلّف کر کے بتایا ہے کسی نے کہا کہ وہ آیلہ کے قریب ہے کسی نے کہا نینوٰی کے قریب ہے کسی نے کہا بلقاء کی طرف ہے مگر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کونسا مقام ہے جہاں یہ رومی مسیحی پناہ گزین ہوئے تھے[1] لیکن جس طرح یہ الفاظ ایسی غار پر صادق آتے ہیں اس سے بڑھ کر صحت کے ساتھ کسی شمالی ملک پر صادق آتے ہیں کیونکہ شمالی ملک میں سورج سر پر نہیں آتا بلکہ نیچے کی طرف مائل رہتا ہے یعنی طلوع سے لے کر دوپہر تک دائیں طرف جھکا رہتا ہے اور دوپہر سے لیکر غروب تک بائیں طرف کو جھکا رہتا ہے اور ایسے ملک میں سورج کی تیزی بہت کم ہو جاتی ہے۔ جیسے یورپین ممالک ہیں کہ ان سب پر یہ بیان نہایت صفائی سے صادق آتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عیسائیت کا ابتدائی رُخ شمال ہی کی طرف ہوا ہے اور بعض روایات سے جن کا ذکر انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یوسف ارمتیا جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دولتمند شاگردوں میں سے تھا مع اور رفقاء کے انگلستان میں آیا جہاں اسے سینٹ فلپ نے بھیجا تھا اور وہ سومرسٹ شائر (انگلستان) میں ایک چھوٹے سے جزیرہ میں آکر رہا۔ اسی انسائیکلوپیڈیا کے دسویں ایڈیشن میں ہے کہ یوسف ارمتیا ۶۳ء میں پھرتا پھرتا برطانیہ میں آیا پس ہو سکتا ہے کہ کہف سے مراد یہی ملک انگلستان ہو اور ہو سکتا ہے کہ دوسرے یورپین ممالک بھی ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی غار ہو جو کسی اور جگہ شمالی رُخ واقع ہوئے[2] مگر اللہ تعالےٰ نے جو اس مقام میں تعیین نہیں کی کہ وہ کس شہر یا ملک میں تھا اور ایسی تعریف کی جو تمام شمالی ممالک پر صادق آسکے اس میں اس کی خاص حکمت معلوم ہوتی ہے۔ پس اس میں دراصل اشارہ تھا کہ مسلمان سمجھ لیں کہ ان کا دشمن زمین کے شمال کی طرف رہتا ہے مسلمان اس سے ہوشیار رہیں[3]۔ بائبل میں بھی مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کے ممالک شمال کی طرف ہی بتلائے گئے ہیں جیسا اپنے مقام پر آئیگا[4]

[1] تفسیر ابن کثیر جلد ۳ سورۂ کہف مذکورہ۔ [2] بیان القرآن از مولوی محمد علی زیر آیت مذکورہ سورۂ کہف جلد ۲
[3] تفسیر سورۂ کہف از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ زیر آیت مذکورہ [4] شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا کی اقوام میں عام طور پر دائیں جانب کو برکت و سعادت کا اور بائیں جانب کو نحوست و بدبختی کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں اصحاب الیمین کی تعریف کی ہے۔ مگر اصحاب الشمال کو مذموم گردانا ہے۔ اور قیامت کے دن جنہیں بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملیگا انہیں مجرموں اور گنہگاروں میں شمار کیا ہے۔

مگر مسلمانوں کی غلطی ہے کہ انہوں نے اپنے شمالی دشمن کو جسے اللہ تعالٰے نے ان کی بداعمالیوں کی سزا کے لئے آخری ایام موعود تک چھپا رکھا تھا باوجود ان اشارات کے نہیں پہچانا اور ماضی میں بار بار ان پر بھروسہ کر کے دھوکہ کھایا۔[1] اللہ تعالٰے نے مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ میں صاف بتلا دیا تھا کہ ہم نے اشارہ تو کر دیا ہے مگر سمجھ وہی سکتا ہے جسے اللہ تعالٰی اس کی طرف ہدایت دے۔ یعنی جب مسلمان ان قوموں سے بچی دوستانہ معاہدات پر انحصار کرینگے تو نقصان اٹھائیں گے اور جب آپس میں اتفاق کریں گے کامیاب ہوں گے مگر مسلمانوں نے آپس میں لڑائیاں کیں اور روم کے بادشاہوں سے صلح رکھی جب مسلمان اسلام سے دور جا پڑے تو بغداد کے بادشاہوں نے سپین کو نقصان پہنچانے کے لئے مشرقی رومی حکومت سے جو بازنطینی حکومت کہلاتی تھی صلح کی اور سپین کے مسلمان بادشاہوں نے بغدادی حکومت کے خلاف مدد لینے کے لئے پاپائے روم سے صلح کی اور اس طرح اپنی طاقت کو کمزور کر دیا۔

یوروپین شمالی اقوام میں کتّے رکھنے کا بہت رواج ہوگا

قرآن شریف میں اصحاب کہف کے ساتھ خاص طور پر کتّے کا ذکر آیا ہے چنانچہ سورۂ کہف میں فرمایا وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ یعنی اصحاب کہف کا کتّا بھی ان کے ساتھ ساتھ صحن میں ہاتھ پھیلائے موجود رہے گا اس کے ایک معنے تو اپنے موقعہ و محل کے لحاظ سے ہیں مگر اس علامت کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ مسیحی قوموں میں کتّے رکھنے کا بہت رواج ہوگا۔ چنانچہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ یوروپین اقوام عام طور پر کتّے رکھتی ہیں اور کتّوں سے بہت محبت کرتے ہیں ان کی عورتیں کتوں کو گودیوں میں لے کر بچوں سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔ کتوں کا منہ چاٹتے اور چومتے ہیں جس قدر کتّے سے اس قوم نے محبت کی ہے کسی اور قوم نے نہیں کی بعض ملکوں کی مذہبی روایات میں شاید اسی وجہ سے مشہور ہے کہ مسیح دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ اس کا کتّا بھی ہوگا۔ ابتدائی اصحاب کہف کے ساتھ بھی کتّا تھا اور ان کے ان موجودہ جانشینوں اور برگشتہ مسیحیوں کے ساتھ بھی کتا ہے جسے ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہیں سگ کتّے ہڈیوں کے لئے آپس میں لڑتے ہیں اور یہ قومیں بھی زمینی ٹکڑوں کے لئے باہم لڑتی ہیں تَمْلِئَتْ رُعْبًا میں بتلایا ہے کہ یہ بارعب قومیں ہوں گی۔ اور اس وقت ساری دنیا کی قوموں پر یوروپین اقوام کا جو رعب ہے وہ ظاہر ہے سب انہی سے جنگی اسلحہ خریدتے ہیں تمدنی لحاظ سے ان کے رہائشی مقام بھی اس طرز کے بنے ہوتے ہیں کہ عام انسانوں پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔

[1] تفصیلات کے لئے دیکھئے "عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی تاریخ" از خاکسار راقم الحروف۔

کیا مسیح دجّال کا مقابلہ تلوار سے ہوگا یا دلائل سے؟

اس جگہ اس سوال کو حل کرنا ضروری ہے کہ مسیح دجال کا مقابلہ تلوار سے ہوگا یا دلائل سے؟ عام لوگوں کا عقیدہ ہے کہ دجال کا مقابلہ تلوار سے ہوگا مگر قرآن و حدیث کی رُو سے یہ عقیدہ غلط ثابت ہوتا ہے بلکہ اس پر کافی و وافی دلائل موجود ہیں کہ مسیح دجال کا مقابلہ لوہے کی تلوار سے نہیں بلکہ روحانی ہتھیاروں اور آسمانی نشانوں سے ہوگا اس بارہ میں بار بار روشنی ڈالی گئی ہے اوپر بھی حدیث گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سورۂ کہف کو پڑھے وہ مسیح دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ دجال کا مقابلہ قرآن اور دلائل کے ذریعہ ہوگا تلوار و طاقت سے نہیں۔ اگر تلوار و طاقت سے اس کا مقابلہ ہونا ہوتا تو یوں فرمایا جاتا کہ "جو تم میں سے دجال کو پالے وہ اسے تلوار کے ذریعہ قتل کرے یا طاقت سے اس کا مقابلہ کرے۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا۔ حدیث نواس بن سمعان سے بھی یہی ظاہر ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا کہ اگر مسیح دجال میری زندگی میں نکلا فَاَنَا حَجِيْجُهُ یعنی میں خود اس سے بحث کروں گا اور اگر میری زندگی میں نہ نکلا تو تم میں سے ہر ایک اپنی ذات سے اس سے بحث کرنے والا ہوگا اور اللہ تعالٰے ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہے۔[1] بخاری کی حدیث يَضَعُ الْحَرْبَ[2] سے بھی واضح کر دیا ہے کہ مسیح موعود تلوار والی لڑائی کو ملتوی کر دے گا۔ یعنی مسیح موعود دجّال سے حجت و برہان اور خدائی نشانات سے مقابلہ کریگا نہ تلوار سے۔

قرآن مجید سے بھی واضح ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین کے معاملہ میں کسی قسم کا کوئی جبر جائز نہیں پس وہ لوگ سخت غلطی میں مبتلا ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود تلوار سے دجال کو قتل کریگا یا تلوار سے دین پھیلائے گا۔ احادیث میں یہ جو آتا ہے کہ مسیح موعود کے ہاتھ میں حربہ ہوگا جس سے وہ دجال کو قتل کرے گا اس حربہ سے ظاہری حربہ یا تلوار مراد نہیں بلکہ اس سے آسمانی حربہ مراد ہے یعنی مسیح موعود کے پاس ایسے آسمانی دلائل ایسے آسمانی نشان ہوں گے جن سے وہ مسیح دجال کو شکست دے گا جس سے اس کا زور بالآخر ٹوٹ جائے گا اگر اس حربہ سے مراد تلوار ہوتی تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ کیوں فرماتے کہ مسیح موعود لڑائی کو موقوف کر دے گا آپؐ کو تو فرمانا چاہیئے تھا کہ مسیح موعود

[1] صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفتن حدیث کا مکمل متن ابواب احادیث میں آئیگا۔ [2] بخاری باب نزول عیسٰی۔

اگر دجال کے ساتھ تلوار سے مقابلہ کرے گا اور لڑائی کو موقوف نہیں کرے گا مگر آپ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ اس کے برعکس صاف لفظوں میں فرمایا کہ مسیح دجال کے زمانہ میں مسیح موعود لڑائی کو موقوف کر دے گا۔[1]

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ مسیح دجال مسیح موعود کو دیکھ کر نمک کی طرح پگھل جائے گا۔[2] بعض احادیث میں ہے۔ یَذُوْبُ کَمَا یَذُوْبُ الْاٰھَالَۃُ فِی الشَّمْسِ[3]۔ کہ دجّال مسیح موعود کو دیکھ کر ایسا پگھلے گا جیسا سورج گرہن دھوپ میں رفتہ رفتہ پگھل جاتا ہے روایت کے بعض الفاظ یوں ہیں یَذُوْبُ کَمَا یَذُوْبُ الرَّصَاص[4]۔ یعنی ایسے پگھل جائے گا جیسے قلعی آگ میں پگھل جاتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر دجال نے تلوار سے قتل ہونا تھا تو نمک، گرہن اور قلعی کی مانند پگھلنے کے کیا معنی؟ اور اگر نمک یا قلعی کی مانند پگھلنا تھا۔ تو تلوار سے قتل کرنے کے کیا معنی؟ پس یہ احادیث صاف بتلا رہی ہیں کہ دجال تلوار سے نہیں بلکہ تبلیغی جہاد کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ مغلوب ہوگا۔ یعنی جوں جوں مسیح موعود کا مشن پھیلتا چلا جائے گا مسیح دجال کا مشن پیچھے ہٹتے ہٹتے بالآخر مغلوب ہوجائے گا اس تشریح سے قرآن و احادیث باہم منطبق اور جمع ہوجاتے ہیں۔ روایات کی رُو سے مسلّم ہے کہ مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کا ایک ہی زمانہ ہوگا۔ اور دونوں کا فتنہ عیسائی فتنہ سے متعلق ہوگا۔ اور یاجوج و ماجوج کے متعلق مسلم کی حدیث میں ہے۔ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِھِمْ[5]۔ یعنی یاجوج و ماجوج سے لڑنے کی طاقت کسی میں نہ ہوگی اس سے ظاہر ہے کہ یاجوج و ماجوج یعنی یورپین اقوام جو مسیح دجال کے سیاسی نمائندہ ہونگے کے ساتھ تلوار سے مقابلہ ناممکن ہوگا اور یہ موجودہ روس۔ انگریز اور امریکہ جیسی بڑی طاقتوں سے ظاہر ہے کہ مسلم حکومتوں کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ ان کے مشن ان کی ملحدانہ تعلیمات اور پروپیگنڈہ اور مادی فلسفہ کے ذریعہ عالمگیر ہوچکے ہیں پس جب تلوار سے ان کا مقابلہ ناممکن ہے تو صرف ان کے مادی علوم اور فلسفیانہ دلائل کا مقابلہ کرنا باقی و ممکن رہا۔ سو یہی مقابلہ ہے جس کی بنیاد مسیح موعود کے ذریعہ پڑے گی اور وہ ایسے روشن دلائل اور نشان پیش کرے گا جس سے مسیح دجال نمک کی مانند پگھلتا جائے گا جیسا ہم خدا کے خاص فضل سے اس وقت دیکھ رہے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السّلام نے وفات مسیح کا آسمانی حربہ پیش کر کے پادریوں کو بہت کمزور کر دیا ہے اور وہ رفتہ رفتہ پیچھے ہٹتے جاتے اور اندر ہی اندر سے نمک کی مانند پگھلتے چلے جا رہے ہیں جب مذہبی لحاظ سے وہ کمزور ہوں گے تو سیاسی لحاظ سے بھی انہیں زوال آنا شروع ہوجائے گا کیونکہ ہر قوم مذہبی یا سیاسی لحاظ سے تب تک ہی زندہ سمجھی جاتی ہے جب تک اس کے پاس مضبوط دلائل ہوں گے جب اس کے پاس دلائل نہ ہوں گے۔

[1] مسلم کتاب الفتن [2] کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۹۵ [3] اعلام النبوت صفحہ ۳۵-۳۶ [4] کتاب الفتن باب ذکر الدجال۔

تو آج بھی وہ ختم ہے اور کل بھی۔ کسی مذہب کی سچائی کو تلوار یا ایٹم بم کے ذریعہ ختم نہیں کیا جا سکتا ہاں دلائل کے ذریعہ ختم کیا جا سکتا ہے تلوار ظاہر کو مارتی ہے باطن کو نہیں مارتی مگر دلائل ظاہر و باطن دونوں پر غالب آجاتے ہیں نیز تلوار و طاقت کی ضرورت جھوٹے مذہب کے لئے ہے سچے مذہب کو اس کی کوئی ضرورت نہیں اس کے پاس تو سچے دلائل ہی بطور تلوار ہوتے ہیں جو دلوں کو اندر ہی اندر فتح کرتے چلے جاتے ہیں یوں تو علاّمہ اقبال کے شعر بہت پڑھے جاتے ہیں۔ مگر اس موقعہ پر لوگ ان کا یہ شعر بھول جاتے ہیں ؎

کافر ہے تو تلوار پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

قرآن مجید نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔ لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْۢ بَیِّنَۃٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَۃٍ (انفال ع ۵) یعنی اللہ حق کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ جو دلیل کے ذریعہ ہلاک ہوچکا ہلاک ہوجائے اور جو دلیل کے ذریعہ زندہ ہوچکا ہے وہ زندہ ہوجائے۔ پس قوموں کو دلیل کے ذریعہ ہی زندگی ملتی ہے اور جس کے پاس دلائل نہ ہوں وہ مٹ جاتی ہے اس لحاظ سے قتل دجّال کے یہی معنی معقول اور صحیح ٹھہرتے ہیں کہ اسے دلائل کے ذریعہ قتل کیا جائے نہ تلوار کے ذریعہ۔ تلوار کے ذریعہ تو دنیا کا کوئی ادنیٰ مشن یا ادنیٰ مذہب بھی ختم نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ مسیح دجال کا خاتمہ تلوار کے ذریعہ ہو نیز یہ زمانہ عقلی زمانہ کہلاتا ہے اس زمانہ میں کوئی شخص اور کوئی قوم بھی کوئی بات خواہ مذہب سے تعلق رکھتی ہو یا سیاست سے تلوار یا طاقت سے منوانے کو معیوب اور ناجائز سمجھتے ہیں اور کوئی شخص کسی ادنیٰ دھمکی کو بھی اپنے ما فی الضمیر کے بارے میں برداشت نہیں کر سکتا اور ذرا سے جبر سے کوئی بات منوانی ثابت ہوجائے تو عدالتیں ایسی باتوں کو اور ایسے امور کو کالعدم قرار دیتی ہیں۔

دجّال کے مقابلہ میں کامیابی خدا کی مشیّت اور اسکے فضل پر موقوف ہے

قرآن و احادیث میں ایسی تصریحات آئی ہیں جن میں صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ زمانہ دجال میں تلوار کے ذریعہ نہیں قرآن اور دُعاؤں کے ذریعہ کامیابی ہوگی سورۃ کہف میں بھی اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مسیحی فتنہ سے صرف خدا کے فضل اور اس کی مشیّت سے ہی کامیابی ہوگی اور جب تک خدا تعالےٰ نہ چاہے اور اپنی طرف سے کسی ہادی کو کھڑا نہ کرے مسیحی فتنہ نہیں مٹ سکتا۔ فرمایا:۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا۔ (سورۂ کہف ع آیت ۲۵)

یعنی تو کسی بات کے متعلق دعویٰ سے ہرگز نہ کہہ کہ مَیں کل یہ کام ضرور کروں گا سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالےٰ کسی امر کے متعلق ایسا کہنا پسند کرے اور جب کسی وقت تو بھول جائے تو یاد آجانے پر اپنے رب کو یاد کیا کر اور لوگوں کو کہدے کہ مجھے کامل امید ہے کہ میرا رب مجھے اس راستہ پر چلائے گا جو ہدایت پانے کے لحاظ سے میرے اس موجودہ طریق سے بھی تکمیل کے زیادہ قریب ہوگا۔

اس آیت کے معنے بعض لوگوں نے یہ کئے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا ہے تو بغیر انشاء اللہ کے کوئی بات نہ کہنا مگر یہ معنی درست نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ الفاظ ہوتے اِلَّآ اَنْ تَقُوْلَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مگر یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ یعنی اوپر والا فقرہ تب تک نہ کہیو جب تک اللہ تعالےٰ تجھے اس کے کہنے کا حکم نہ دے پس مطلب یہ ہے کہ مسیحی قوم کا مقابلہ مسلمان اپنی ظاہری طاقت سے نہیں کر سکیں گے ہاں وہی شخص ان کا مقابلہ کر سکے گا جسے اللہ تعالےٰ اپنی مشیت سے اس زمانہ میں مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا کرے گا گویا اس زمانہ کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ کہ مسلمان مسیحی قوم کی ترقیات دیکھکر جوش میں آتے رہیں گے اور مقابلہ کی تیاریاں کریں گے لیکن وقت مقررہ سے قبل کامیاب نہ ہوں گے دوسرے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ مسلمان اس زمانہ میں کل کی امیدوں پر جئیں گے اور ہمیشہ یہ کہیں گے کہ ہم کل ایسا کریں گے۔ اور ویسا کریں گے مگر عملی طاقت ان میں مفقود ہوگی اس وقت ساری مسلم اقوام سے ہوبہو ایسا ہی مشاہدہ میں آرہا ہے۔ اس لئے پہلے ہی نصیحت کیگئی تھی کہ تمہاری ظاہری تدابیر سینکڑوں سالوں میں بھی مسیحیوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی لیکن اللہ تعالےٰ اپنے فضل اور اپنی مشیت سے ایسے سامان پیدا کردے گا کہ تم ان کا مقابلہ کر کوگے افسوس مسلمانوں نے اس نصیحت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور یوروپین اقوام کے مقابلہ پر بار بار تلوار کے جہاد کے اعلانات کر کرکے اسلام کے رعب کو اور بھی ملیامیٹ کردیا۔ حالانکہ انہیں اشاعت قرآن کے ذریعہ تبلیغی جہاد کرنا چاہیئے تھا کیونکہ قرآنی دلائل کا جواب یوروپین اقوام کے پاس نہیں تھا اس کے برعکس جن خیر خواہوں نے مسلمانوں کو ایسا مشورہ دیا انہیں

اسلام کا دشمن قرار دیا اور یہ نہ سمجھے کہ وہ اسلام کے دشمن نہیں بلکہ اس کے اصل خیر خواہ ہیں خدا کا کرنا اب دنیا دیکھ رہی ہے کہ جنہیں لوگ اسلام کا دشمن قرار دے رہے تھے انہی کے ذریعہ اندرون و بیرون ممالک میں اسلام کو دوبارہ نمایاں ترقی ملتی جارہی ہے اور وہ دن قریب ہیں کہ ان کے تبلیغی جہاد کے نتیجہ میں اسلام دنیا میں غالب آکر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور آئندہ نسلیں انہی کو اسلام کا اصل خیر خواہ اور مجاہدین اسلام قرار دینگے اور جو ان کی مخالفت کرنے والے ہیں انہیں دشمن اسلام قرار دے کر ان پر نفرین بھیجیں گے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

تلوار نہیں ایمان و دعا احادیث نبویہ میں بھی صاف اسی بات کی تعلیم تھی کہ دجال کے زمانہ میں تلوار سے نہیں بلکہ اصحاب کہف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عملی نمونہ کے مطابق جو انہوں نے ظالم حکمرانوں کے مقابلہ میں دکھلایا۔ ایمان و استقامت اور دعا کا طریق کامیاب رہے گا چنانچہ سورۂ محمد میں آیت حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا[1] (یعنی لڑائی اس وقت تک ہے جب تک لڑائی خود ہتھیار رکھ دے گی یعنی مذہب کے لئے تلوار کی ضرورت نہ رہے گی) کے تحت کئی احادیث مروی ہیں کہ لڑائی صرف زمانہ دجال تک ہے بعد میں لڑائی سے کامیابی نہ ہوگی چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں زیر آیت مذکور لکھا ہے۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ اِلٰی اَنْ یُّقَاتِلَ اٰخِرُ اُمَّتِیَ الدَّجَّالَ[2] ترجمہ:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے کہ تلوار کا جہاد میری بعثت کے زمانہ سے اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ میری امت کا آخری حصہ الدجال سے مقابلہ کرے یعنی جب دجال کا خروج ہوگا تو اس سے تلوار والا جہاد نہ ہوگا۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا (سورۂ محمد ع) کے تحت سعید بن جبیر سے روایت کی ہے۔ قَالَ خُرُوْجُ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ[3] یعنی لڑائی حضرت عیسیٰ کی آمد کے زمانہ میں ہتھیار رکھ دے گی۔

ایک اور روایت ابن سعد۔ احمد۔ نسائی۔ بغوی۔ طبرانی اور ابن مردویہ نے سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ

---

[1] سورۂ محمد ع [2] تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ صـ۶۵۔ [3] تفسیر درمنثور جلد ۶ صـ۴۷ مطبوعہ مصر۔ اس حدیث میں نزول کی جگہ "خروج عیسیٰ" کے الفاظ اس نزول کی تردید کر رہے ہیں جو بجسدہ العنصری آسمان سے موجودہ عیسائی اور مسلمان مانتے ہیں۔

سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک شخص نے آیت حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا پر سوال کیا کہ یا رسول اللہ کیا گھوڑے باندھ دیئے گئے اور ہتھیار رکھ دیئے گئے؟ آپ نے فرمایا نہیں وَلَا یَزَالُ الْخَیْلُ مَعْقُوْدًا فِیْ نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ حَتّٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ وَلَا تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارُھَا حَتّٰی یَخْرُجَ یَاجُوْجُ وَ مَاجُوْجُ۔[1] یعنی قیامت تک جہاد کے لئے بندھے ہوئے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بہتری اور برکت رہے گی یہانتک کہ قیامت قائم ہو جائے اور لڑائی موقوف نہ ہوگی جب تک یاجوج وماجوج کا خروج نہ ہو۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ تلوار والا جہاد زمانہ دجال اور یاجوج وماجوج یا زمانۂ مسیح موعود تک جاری رہے گا جو قیامت صغریٰ کا زمانہ ہوگا۔ اس کے بعد تلوار کی لڑائی تبلیغی جہاد، قلمی مقابلہ اور مسیح موعود اور اس کی جماعت کی دعاؤں کے ذریعہ پر امن جہاد میں بدل جائے گی تا اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو پھر یہ نظارہ دکھلا دے کہ کس طرح اسلام محض اپنی خوبیوں کے ذریعہ پھیل سکتا ہے اور وہ تلوار کا محتاج نہیں ہے جیسا عیسائی طاقتیں مغالطہ دے رہی ہیں۔

ایمان و دُعا کے ساتھ اشاعتِ قرآن بھی

احادیثِ نبویہ میں ایمان کے ساتھ اشاعتِ قرآن کا ذکر بھی آچکا ہے کہ مسیح دجال پر غلبہ قرآن اور دُعاؤں کے ذریعہ ہوگا۔ کنز العمال میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خروج دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وَالْقُوَّۃُ عَلَیْہِ یَوْمَئِذٍ بِالْقُرْاٰنِ۔[2] یعنی اس زمانہ میں جبکہ دجال کا خروج ہوگا صرف قرآن کے ذریعہ اس پر کامیابی ہوگی۔ اسی طرح نواب صدیق حسن خان نے مسیح موعود کی دُعا کو یاجوج وماجوج کی ہلاکت کا ذریعہ بنایا ہے اور لکھا ہے" ہلاک یاجوج وماجوج ہم بدُعاء اُو شود"[3] یعنی یاجوج وماجوج کی ہلاکت بھی مسیح موعود کی دعاؤں کے ذریعہ ہوگی۔ محدثین نے اہلسنت والجماعت کا عقیدہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے:۔

وَصَحَّ اَنَّہٗ (ای عیسٰی) اَلَّذِیْ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَ بِدُعَائِہٖ یَھْلَکُ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ[4] یعنی صحیح مذہب یہی ہے کہ عیسٰی ہی دجال کو قتل کرے گا اور اسی کی دُعا سے یاجوج وماجوج ہلاک ہونگے۔

امام اہل السنت ابوالحسن اشعری نے اپنی کتاب "مقالات الاسلامیین واختلاف المصلّین" میں عقائد اہل سنت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

[1] تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۴۷ سورۃ القتال سورہ محمد مطبوعہ مصر۔ [2] کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۳

[3] حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۷۔ [4] بحوالہ اقامۃ البرہان علیٰ نزول عیسٰی فی آخر الزمان مطبوعہ مصر۔

وَیُثْبِتُوْنَ (اَیْ اَھْلُ الْحَدِیْثِ وَالسُّنَّۃِ) فَرْضَ الْجِھَادِ لِلْمُشْرِکِیْنَ مُنْذُ بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اٰخِرِ عِصَابَۃٍ تُقَاتِلُ الدَّجَّالَ وَبَعْدَ ذٰلِکَ یَرَوْنَ الدُّعَاءَ لِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ بِالصَّلَاحِ وَاَنْ لَا یَخْرُجَ عَلَیْھِمْ بِالسَّیْفِ وَاَنْ لَا یُقَاتِلُوْا فِی الْفِتْنَۃِ۔[1] یعنی اہل حدیث اور اہل سنت ثابت کرتے ہیں کہ مشرکوں کے لئے جہاد کی فرضیت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ سے اس وقت تک ہے جبکہ آخری جماعت دجال سے لڑائی کریگی اور اس کے بعد ائمہ مسلمین کی بہتری کے لئے دعا کے قائل ہیں اور یہ کہ ان سے تلوار سے بغاوت نہ کی جائے اور فتنہ کے موقعہ پر ان سے لڑائی نہ کی جائے"۔ حکیم سیّد محمد حسن امروہوی اپنی کتاب "کواکب دریّہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ اس وقت یاجوج والیِ روس و ماجوج انگریز واہل جزائر بامن مثل امریکہ مسیح کے مقابل ہونگے اور مسیح علیہ السلام کی دعا سے ان کے کافروں پر عام بربادی آوے جس پر فصل ۳۸ و ۳۹ حزقیل نبی گواہ ہے"۔[2] بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ زمانۂ دجال میں مومنوں کی غذا تسبیح و تقدیس ہوگی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو حضرت عائشہ نے کہا کہ اس وقت عرب کہاں ہوں گے (یعنی کیا عرب تلوار سے مسیح دجال کا مقابلہ نہ کرسکیں گے) تو حضور نے فرمایا۔ اَلْعَرَبُ یَوْمَئِذٍ قَلِیْلٌ۔ یعنی عرب اس دن کمزور ہوں گے۔[3] حاکم نے ابن عمر سے بھی یہ روایت کی ہے۔ کہ اس دن مومنوں کی غذا تسبیح و تہلیل اور تقدیس ہوگی۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت بھی کی ہے کہ فاذا دفع رأسہ من الرکعۃ قال سمع اللہ لمن حمدہ قتل اللہ الدجّال واظھر المؤمنین۔[4] یعنی مسیح موعود رکوع کے بعد دُعائیں کرتا رہے گا جن سے اللہ تعالےٰ دجال کو قتل کرے گا اور مومنوں کو اس پر غالب کردے گا۔

ان تمام احادیث سے صراحۃً یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود اور اس کی جماعت مسیح دجّال اور یاجوج وماجوج کی ہلاکت اور غلبہ اسلام کے لئے جو تبلیغی جہاد اور دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ ان کے نتیجہ میں ہی بالآخر اللہ تعالےٰ دجال اور یاجوج وماجوج کا زور توڑ دے گا اور مؤمنین کو ان پر غالب کردے گا۔

مضامینِ باب کا خلاصہ

ہم نے اوپر اکثر سُورۃ کہف کے لطیف مضامین اور بعض احادیث پر روشنی ڈالی ہے۔ آخر باب میں مناسب ہوگا کہ ان مضامین کا

[1] اقامۃ البرہان مطبوعہ مصر۔ [2] کواکب دریّہ صفحہ ۱۸ مطبوعہ سیّد المطابع امروہہ مراد آباد۔ [3] رواہ احمد و ابویعلی ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد صفحہ ۳۵۶) [4] کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۸

مختصر خلاصہ اس جگہ درج کر دیں۔ ہم نے پیچھے بھی اشارہ کر دیا ہے کہ سورۃ کہف کے نہ صرف اول و آخر میں مسیحی فتنہ کا ذکر ہے بلکہ پوری سورۃ میں مسیحی فتنوں اور مسلمانوں کے مقابلہ کا ذکر ہے بعض خاص خاص امور کا ذکر تو ہم نے کر دیا ہے مگر پوری سورۃ کے مضامین بخوف طوالت درج نہیں کر سکتے اسلئے صرف سورۃ کا خلاصہ درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالےٰ نے واضح کیا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن مجید ہم نے اس لئے اتاری ہے کہ پہلی کتب کی غلطیوں کو دور کرے اور خدا کا بیٹا بنانے والوں کو عذاب شدید سے ڈراوے ان لوگوں کو بہت کچھ دنیاوی ترقی ملے گی اور اسلام سے بہت کچھ دجل و فریب کا سلوک کرکے مسلمانوں سے نفرت کریں گے لیکن ان کی ابتدا اس قسم کی نہ تھی جس قسم کی انتہا ہو گی ابتداء میں مسیحی لوگ نہایت کمزور تھے اور ظالم بادشاہ ان کو بہت کچھ تکالیف دیتے رہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور ان کو مصائب سے بچایا اور ترقی کا راستہ دکھایا مگر وہ ترقی حاصل کرکے شرک میں مبتلا ہو گئے اور بجائے دین کی طرف جھکنے کے دنیا کی طرف جھک گئے اور دین کی طرف سے بہت غافل ہو گئے اور دنیا پر ہی گر کر رہ گئے پس مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ اس قوم کے حالات سے عبرت حاصل کرتے ہوئے اپنی ترقی کے زمانہ میں تین مفاسد سے بچیں (۱) عبادت الٰہی میں سستی نہ ہو (۲) دنیوی اموال کی طرف حد سے زیادہ رغبت نہ ہو (۳) عیش و عشرت کو اختیار نہ کریں۔

پھر فرمایا کہ آخر زمانہ میں مسلمانوں اور ان کے اہل کتاب بھائیوں کی مثال ایک دولتمند اور ایک غریب بھائی کی طرح ہو گی ایک بھائی تو دولت پر غرور کرے گا اور دوسرا خدا کی طرف توجہ کرے گا آخر تکبر کا سر نیچا ہو گا اور بغیر انسانی ذرائع کے خدا کی طرف سے ایسے سامان پیدا ہوں گے کہ دولتمند کی قوت زائل ہو جائے گی آخر میں بتایا کہ آخر اللہ تعالےٰ اس یاجوجی و ماجوجی فتنہ کو جس میں وہ کائنات کے راز معلوم کرنے اور آسمانوں پر جا ٹھکانا بنانے میں مشغول ہو کر دین سے بالکل بے خبر ہو جائینگے کچل دے گا اور ایک ذوالقرنین ثانی کے ذریعہ سے جو مسیح و مہدی موعود کے رنگ میں مبعوث ہو گا مسلمانوں کی نجات کے سامان پیدا کرے گا۔ گویا سورۃ میں مسیحی سلسلہ کے دو دوروں کا ذکر کیا گیا ہے اس دور کا بھی جو نیکی کا دور تھا اور اس کا بھی جو بدی کا دور تھا اور بتایا ہے کہ ان دونوں دوروں کے درمیان محمدی سلسلہ کا قیام مقدر ہے جس میں مسیحی سلسلہ کو کنارہ کش ہو کر پیچھے ہٹنا پڑے گا مگر محمدی سلسلہ کے نافرمانوں کی سزا کے لئے اللہ تعالےٰ نے عیسوی سلسلہ کے لئے بے دین لوگوں کو شمال میں چھپا رکھا ہے اور ایک دن وہ ظاہر ہوں گے اور مسلمانوں کی شوکت کو توڑ دیں گے مگر پھر اللہ تعالےٰ اپنا فضل نازل کرے گا اور اسلام کو مسیحی فتنہ سے ذوالقرنین ثانی (مسیح موعود) کے ذریعہ

اسی طرح محفوظ کرے گا جس طرح ابتداء میں ذوالقرنین اول کے ذریعہ مشرقی اقوام کو یاجوج و ماجوج کے فتنوں سے محفوظ کیا تھا۔

سورۂ کہف کے مضامین پر روشنی ڈالنے کے بعد اب ہم قرآن مجید کی ابتدائی سورۃ یعنی سورۂ فاتحۃ الکتاب کے بعض اہم مضامین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو ضالین اور مغضوب علیہم یعنی نصاریٰ یہود کے برگشتہ گروہ (مسیح دجال) سے لطیف رنگ میں تعلق رکھتے ہیں اسلئے ان کی اہمیت کے پیش نظر انہیں علیحدہ باب میں بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد علیحدہ باب میں سورۂ مومن کے بعض مضامین کے مطابق ذکر دجّال اور اس کے حیران کن کاموں پر روشنی ڈالیں گے۔

باب چہارم

قیامت تک یہود و نصاریٰ کے عظیم فتنے اور ان سے بچنے کیلئے ہمیشہ کی قرآنی دعا

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی سب سے پہلی سورہ فاتحہ میں یہود و نصاریٰ کی راہ سے بچنے کی ہمیشہ کے لئے دعا سکھا دی ہے اور احادیث میں فتنہ مسیح دجّال سے پناہ مانگی گئی ہے اور اس کے شر سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسیح دجال کا فتنہ یہود و نصاریٰ سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ سورۂ فاتحہ کی دعا یہ ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ یعنی اے اللہ! مجھے صراط مستقیم پر رکھ۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تیرا انعام ہوا۔ نہ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے راستہ پر۔

قرآن مجید قیامت تک کے لئے ہدایت ہے اور دین اسلام قیامت تک ناقابل منسوخ اور باقی رہنے والا دین ہے۔ اور نماز بھی قیامت تک پڑھی جانے اور کی جانے والی عبادت ہے اور نمازیں دن میں پانچ دفعہ پڑھی جاتی ہیں اور ان کی ہر رکعت میں جو تیس اور چالیس کے درمیان بیٹھتی ہیں سورۂ فاتحہ کی یہ دعا پڑھنا ضروری ہے جس میں خاص طور پر یہود و نصاریٰ کی راہ سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہود و نصاریٰ کی راہ سب سے زیادہ خطرناک اور گمراہ کن تھی اور ان کے فتنے سب سے شدید اور قیامت تک جاری رہنے والے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو سورۃ فاتحہ میں یہود و نصاریٰ کا خاص طور پر ذکر نہ کیا جاتا۔

جبکہ یہود و نصاریٰ کے علاوہ دیگر اقوام و مذاہب بھی دنیا میں موجود اور قیامت تک باقی رہنے والے تھے رہا یہ کہ آیت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں یہود و نصاریٰ کو خاص طور پر کیوں مراد لیا جائے جبکہ الفاظ عام ہیں اور سب ایسے لوگ مراد ہو سکتے ہیں جن پر غضب ہوا اور گمراہ ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں الفاظ عام اور سب پر مشتمل ہیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ان سے یہود و نصاریٰ مراد لئے ہیں جیسا ہم آگے احادیث بیان کریں گے۔ دوسرا یہ کہ قرآنی آیات خود ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔ قرآن کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خود اللہ تعالٰے نے کثرت سے یہود کو مغضوب علیھم اور عیسائیوں کو ضآلّین قرار دیا ہے جیسا یہود کے بارے میں فرمایا۔ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ[1] الخ یعنی یہود اللہ سے غضب پر غضب لے کر واپس ہوئے اور نصاریٰ کے بارے میں فرمایا۔ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا۔[2] کہ وہ اس سے پہلے گمراہ ہو گئے اور بہت اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیا۔ یہ آیات خود ہی واضح کر رہی ہیں کہ ضالین کون ہیں اور مغضوبٌ علیہم کون؟

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں یہود کے بارے میں غضب کا اور نصاریٰ کے بارے میں ضلالت کا ذکر کیا گیا ہے۔ پس ہمیشہ کے لئے بار بار ان سے بچنے کی دعا سکھانا بتلاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ ہی سے مسلمانوں کے بار بار مقابلے ہونے والے تھے اور آخری زمانہ میں ان کا زبردست خروج اور عالمگیر غلبہ ہونے والا تھا۔ احادیث نبویّہ میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مغضوب علیھم سے یہود اور ضآلّین سے نصاریٰ مراد لئے ہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور ابن حبّان نے عدی بن حاتم سے یہ حدیث روایت کی ہے:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَغْضُوْبُ عَلَیْھِمُ الْیَھُوْدُ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ النَّصَارٰی۔[3]

یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ یہود ہیں اور وَلَا الضَّآلِّیْنَ نصاریٰ ہیں۔ اسے ترمذی نے طویل حدیث کی صورت میں روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے ابی ذر سے روایت کیا ہے اور احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن شقیق سے اور اس نے ایسے شخص سے روایت کیا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ مغضوب علیہم یہود ہیں اور ضالّین نصاریٰ۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ مفسرین میں سے کسی نے اس تفسیر سے اختلاف

[1] بقرہ ع ۱۱ آیت ۹۱ پ ۱ ع ۲ وآل عمران ع ۱۲ ۔ [2] مائدہ ع ۱۱ ۔ [3] فتح الباری شرح بخاری جلد ۸ صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ مصر۔

کیا ہو۔ یعنی سب مفسرین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

اُمّتِ "ضلال" اور "امّتِ غضبیہ" عِلم و عمل سے کوری

اسی وجہ سے بزرگانِ امّت میں یہود کے لئے "امّتِ غضبیہ" اور نصاریٰ کے لئے "امّتِ ضلال" کی اصطلاح مشہور ہو گئی ہے۔[1]

امام ابن تیمیہؒ نے یہود و نصاریٰ کے بارے میں دہ آیات جمع کر کے لکھی ہیں جن میں یہود کے غضبؔ اور نصاریٰ کی ضلالتؔ کا ذکر ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کے ظاہری اسباب بھی ہیں اور باطنی اسباب بھی۔ مختصر یہ کہ یہود کے غضب کی بنیاد علم کے باوجود عمل نہ کرنے پر ہے۔[2] کیونکہ نصاریٰ خدا کا بیٹا بناتے ہیں جس پر کوئی علمی دلیل قائم نہیں کر سکتے شریعت کو لعنت قرار دیتے ہیں۔ اور کفارہ پر عقیدہ رکھتے ہیں اور علم کی روشنی سے محروم ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے ممانعت

امام ابن تیمیہؒ نے مغضوب علیہم اور ضالّین یعنی یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے ممانعت کے بارے میں احادیث نقل کی ہیں اور لکھا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت اسلام اور مسلمانوں کے تنزّل کا اور ان کی مخالفت اسلام اور مسلمانوں کے غلبہ کا باعث ہے۔[3]

امام بخاری نے ابی ہریرہ اور ابی سعید خدری سے دو حدیثیں نقل کی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلوں کے طریقوں کی ہو بہو نقل کرو گے پاؤ برابر پاؤ اور گز برابر گز۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کن لوگوں کی کیا فارس و روم کی فرمایا اور کن کی وَمِنَ النَّاسُ اِلَّآ اُولٰٓئِکَ۔[4] یعنی ان کے سوا اور کوئی نہیں جن کی تم مشابہت اختیار کرو گے۔ ابو ہریرہ کی حدیث میں بجائے فارس و روم کے یہود و نصاریٰ کے الفاظ ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کی لطیف وجہ بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ فارس و روم کے الفاظ سے اشارہ ہے۔ کہ مسلمان ان کی سیاسی امور میں مشابہت اختیار کریں گے اور "یہود و نصاریٰ" کے الفاظ سے اشارہ ہے کہ مسلمان ان کی مذہبی امور میں مشابہت اختیار کریں گے۔[5]

[1] دیکھئے بدائع الفوائد از ابن قیم۔ الکلام علی الضلال (ابن تیمیہ) اغاثۃ اللہفان (ابن قیم)، منازل السالکین جلد ۱ صفحہ ۳۰ (ابن قیم)، اقتضاء الصراط المستقیم (ابن تیمیہ) ہدایۃ الحیاریٰ فی اجوبۃ الیہود والنصاریٰ (ابن قیم) سوائح الانوار جلد ۳ (علامہ سفارینی حنبلی)، مفید العلوم از علامہ جمال الدین خوارزمی۔ [2] اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفۃ اصحاب الجحیم صفحہ ۷۔ [3] اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ ۷۔ [4] بخاری کتاب الفتن۔ [5] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۶

اس لئے سورہ فاتحہ میں دُعا سکھائی گئی ہے کہ مسلمان پانچ وقت کی نمازوں میں ان کی مشابہت سے بچنے کی دُعا مانگتے رہیں ورنہ نقصان اُٹھائیں گے وہ صرف ان کی پیروی اور مشابہت اختیار کرنے کی دعا کرتے رہیں جن کا ذکر صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں کیا گیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے نہ وہ برگشتہ نصرانی تھے نہ برگشتہ یہودی، تاکہ وہ منعم علیہم گروہ یعنی انبیاء، صدیقین شہداء اور صالحین میں شامل ہوں پس جس کا ایمان زیادہ کامل ہوگا وہ اتنا ہی یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے دور رہے گا اور جس کا ایمان ناقص ہوگا وہ اتنا ہی مغضوب علیہم اور ضالّین کی مذہبی و سیاسی مشابہت اختیار کرے گا۔[1]

روئے زمین کے بنی آدم کیلئے باعث ننگ و شرم اُمّت

امام ابن قیمؒ نے یہود و نصاریٰ کو دو بدترین قومیں اور مسیح دجال کا بھائی قرار دیا ہے کیونکہ خدا کا بیٹا بنا کر وہ خالق کو ایسی گالیاں دیتے ہیں کہ کسی نے نوع انسان میں ایسی گالیاں خالق کو نہیں دیں اور خدا کو ایک نہیں مانتے بلکہ تین خدا مانتے ہیں اور خدا کی بابت ایسی باتیں کہتے ہیں کہ قریب ہے زمین و آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں۔ یہ مسیح کو مدعی الوہیت قرار دیتے ہیں اور جو مسیح مدعی الوہیت ہو وہ مسیح دجّال یا اس کا بھائی ہے وہ مومن اور صادق مسیح نہیں ہو سکتا اور خدا کا سب سے بڑا دشمن اور کذّاب ہے جیسے فرعون و نمرود تھے اور ایسا دعویٰ کرکے مسیحیوں نے حضرت عیسےٰ کی ہتک کی اور اسے خدا کے دشمنوں سے بنایا سو محب کی صورت میں وہ مسیح صادق کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور سب سے بڑی چیز جس سے مسیح دجال کو شناخت کیا جائے گا وہ اس کا دعویٰ اُلوہیت ہی ہے اسی لئے ایسے "مسیح ضلالت" کے مقابلہ کے لئے "مسیح ہدایت" مبعوث کیا جائے گا۔[2] بعض فضلاء امّت نے امّت نصاریٰ کو عَارٌ عَلٰی بَنِیْ اٰدَمَ بَیْنَ سَائِرِ الْاُمَمِ قرار دیا ہے یعنی تمام امتوں میں سے بنی آدم کے لئے ننگ و شرم کا باعث ہے۔[3]

سطح زمین پر اجہل و احمق قوم

علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ امّتِ نصاریٰ دو عظیم ممنوعات کی قائل ہے کہ کوئی عقلمند ان پر راضی نہیں ہو سکتا۔ ایک اپنے مخلوق میں غلو کہ یسوع مسیح کو خالق کا شریک بنا لیا اس کا جز اور ثانی خدا۔ دوسرا خالق کی تنقیص اور اسے گالیاں دینا اور اس پر افتراء کرنا یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ خالق مریم کے فرج میں اُتر آیا اور نو ماہ وہاں رہا پھر بچّہ کی صورت میں دُودھ پیتا ہوا وہاں سے نکل آیا اور اسے نبی بنایا اور پھر یہُود نے اسے صلیب پر

[1] اقتضاء الصراط المستقیم از صفحہ ۱ تا ۷۔ [2] ہدایت الحیاریٰ فی اجوبۃ الیہود والنصاریٰ صفحہ ۸۶ [3] لوائح الانوار جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ از سفارینی

مار دیا۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے بلند و بالا ہے۔ . . . . پھر یہ لوگ صلیب کو عظمت دیتے ہیں۔ اگر انہیں عقل ہوتی تو صلیب کو پوجنے کے بجائے اس کو جلا ڈالتے جس پر ان کا خدا مقتول و ملعون ہوا مگر وہ اس کو پُوجتے ہیں اس سے بڑھ کر حماقت کیا ہوگی۔[1]

علامہ جلال الدین خوارزمی نے ایک باب "فی حمق النصاریٰ" قائم کیا ہے جس میں نصاریٰ کے غیر معقول عقائد لکھکر ان کی حماقت اور سفاہت ثابت کی ہے اور لکھا ہے کہ سطح زمین پر نصاریٰ سے بڑھ کر کوئی بھی احمق۔ اجہل اور کافر اعظم نہیں کہ مسیح کہتا ہے کہ مَیں خدا کا بندہ ہوں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ نہیں تو بندہ نہیں تو جھوٹ کہتا ہے تُو تو "الٰہ" ہے۔[2]

امام رازی نے لکھا ہے کہ مذہب نصاریٰ مجہول ہے اور مَیں نے اس مذہب سے بڑھ کر کمزور اور عقل سے سب سے زیادہ بعید مذہب دنیا میں کسی اور مذہب کو نہ پایا۔ مذہب نصاریٰ جنون کے اقسام میں سے ہے۔[3]

مسیح دجّال سے سُورۂ فاتحہ کا تعلق

ایک طرف سے تو "ضالّین" اور "مغضوب علیہم" کی راہ سے بچنے کے لئے ہمیشہ کی دعا سکھانا ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہود و نصاریٰ کا فتنہ دُنیا کے تمام فتنوں سے بڑھ کر تھا۔ دوسری طرف سے احادیث نبویہ میں دنیا کے تمام فتنوں سے بڑھ کر مسیح دجال کا فتنہ قرار دیا گیا ہے جیسا ہم احادیث نقل کر آئے ہیں اور سُورۂ مریم میں خدا کا بیٹا بنانے کو زمین و آسمان کے پھٹ جانے اور پہاڑوں کے گرنے کے مترادف عقیدہ قرار دیا گیا ہے۔[4] جس سے ایک عقلمند یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ خُدا اور اس کے رسُول کے نزدیک ضالّین۔ مغضوب علیہم اور مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کے فتنے ایک ہی فتنہ کے مختلف صفاتی نام ہیں اور دجّال کا تعلق ضالّین ہی سے ہے اگر ایسا نہ مانا جائے تو خدا و رسول کے کلام میں تضاد ماننا پڑے گا کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو مسیح دجال کے فتنہ کو دنیا کا سب سے بڑا فتنہ قرار دیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے یہُود و نصاریٰ کے فتنہ کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ یہ تضاد اسی صورت میں اُٹھ جاتا ہے کہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہُود و نصاریٰ اور مسیح دجّال کا فتنہ ایک ہی فتنہ ہے۔

یہی نہیں بلکہ ایک اور حدیث ہے جس میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعائے فاتحہ

[1] الدین الخالص جلد ۱ صفحہ ۴۶۸ مطبع انصاری دہلی۔ [2] حاشیہ ذیل الفارق بر ہدایۃ الحیاریٰ صفحہ ۴۹-۵۰ [3] ہدایۃ الحیاریٰ لابن قیمؒ۔ [4] سورۂ مریم ع ۶ و شوریٰ۔

سے مسیح دجال کا تعلق قرار دیا ہے۔ چنانچہ جبیر بن نفیر نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ...... فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَءْ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ الخ یعنی جو شخص تم میں سے اُسے (مسیح دجال کو۔ ناقل) پالے اسے چاہیئے کہ وہ اس پر فاتحۃ الکتاب پڑھے۔[1]

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعاء فاتحہ کا تعلق مسیح دجال سے قرار دیا ہے کہ امّت کی ان دعاؤں کے نتیجہ میں ہی بالآخر اللہ تعالےٰ مسیح دجال کو جس کا تعلق یہود و نصاریٰ سے ہوگا ہلاک کر دے گا۔ اگر مسیح دجّال کا تعلق سورۃ مذکورہ سے نہ ہوتا تو آپؐ کا یہ فرمانا مہمل تھا کہ جو شخص مسیح دجال کو پالے اس پر فاتحۃ الکتاب پڑھے۔ کیونکہ جیسا سورۂ کہف کے بارے میں بھی ہم نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کوئی جنتر منتر کی کتاب نہیں کہ سورۂ فاتحہ کا محض دم کرنے سے مسیح دجال کے تمام فتنوں کا ازالہ ہو جانا تھا۔ دراصل حضورؐ کی مراد یہ تھی کہ جو شخص سورۃ فاتحہ کی دُعا پڑھتا رہے اور مغضوب علیہم اور ضالّین کی راہ اور ان کی مشابہت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا رہے وہ ضرور یہُود و نصاریٰ کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

نور الانوار نامی ایک اور کتاب میں یہ حدیث ابو اسامہؓ سے بھی مروی ہے مصنف کتاب علی اصغر نے حدیث کا فارسی میں ترجمہ دیا ہے اور لکھا ہے۔ "پس ہر مومنے کہ بدوزخِ اُو گرفتار شود سورۂ مبارکہ حمد را بخواند۔"[2] یعنی جو مومن مسیح دجال کے دوزخ میں گرفتار ہو وہ سورۂ حمد یعنی سورۂ فاتحہ پڑھے تو نجات پا جائے گا۔

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح دجّال کا ایسا غلبہ ہوگا کہ اس کے شر سے بچنے کا آسمانی ذریعہ صرف دعا ہوگا۔ تلوار و طاقت سے اس پر غلبہ نہ ہو سکے گا۔

دعائے فاتحہ کا خواتیم سُورۂ کہف سے تعلق

جبیر بن نفیر اور ابو امامہؓ کی مذکورہ احادیث کے بعد گو اور کسی ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی جسے دعائے فاتحہ اور مسیح دجّال کے تعلق کے ثبوت میں پیش کیا جائے تاہم مزید تائید کے لئے یہ بتلانا ضروری ہے کہ بعض مفسرین نے بھی اس طرف اشارات کئے ہیں۔ صاحب کشف الاسرار ابو الفضل رشید الدین میبدی نے آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے تحت لکھا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں

[1] یہ حدیث حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (المتوفی ۸۰۷ھ) نے اپنی کتاب "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" مطبوعہ مصر میں نقل کی ہے۔ ربوہ کی لائبریری میں یہ کتاب موجود ہے۔ [2] نور الانوار (فارسی) ص۱۳۰ مطبوعہ ۱۳۲۸ھ مطبع ایران۔

جن کے بارے میں سورۂ کہف میں فرمایا ہے۔ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔[1]

سورۂ کہف کی خواتیم کا تعلق یاجوج و ماجوج اور مسیح الدجال سے ہے جیسا کہ ہم سورۂ کہف کے باب میں لکھ آئے ہیں جس سے مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کا شجرہ نسب مغضوب علیہم اور ضالین سے جا ملتا ہے یعنی یہود و نصاریٰ سے۔

علمی فساد ڈالنے والے حق کی شناخت سے محروم

علّامہ ابن قیّم نے ضالّین کی تشریح میں ایک لطیف بات بیان کی ہے جو موجودہ عیسائیوں پر خوب صادق آتی ہے لکھا ہے۔ اَلضَّآلِّيْنَ وَهُمْ اَهْلُ فَسَادِ الْعِلْمِ الَّذِيْنَ جَهِلُوا الْحَقَّ وَلَمْ يَعْرِفُوْهُ۔[2] یعنی ضالین وہ ہیں جو علم میں فساد ڈالنے والے ہیں۔ جو حق سے جاہل اور اس کی شناخت سے محروم رہے۔

جب ہم موجودہ یوروپین اقوام کے ملحدانہ فلسفیانہ علوم پر نظر ڈالتے ہیں اور مذہبی لحاظ سے ان کے مشرکانہ اور تثلیث فی التوحید کے عقائد کو جانچتے ہیں۔ تو ان کا علمی فساد ظاہر ہو جاتا ہے۔ ان کے فلسفہ میں دہریّت و مادیت کا زہر ہے اور ان کے مذہب میں شرک اور جھوٹ کی ملاوٹ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح زہر ملانے سے پانی بگڑ جاتا ہے اسی طرح ان کے شرک و دہریت کے زہر نے علوم کو بگاڑ دیا ہے مسلمانوں نے بھی اپنے دورِ عروج میں فلسفہ پڑھا۔ ہر مذہب اور قوم پر ایک عقلی دَور آجاتا ہے جس میں عقلی علوم کا غلبہ ہو جاتا ہے مگر کسی قوم کے عقلی دَور میں مادیت اور دہریت نے وہ زور اور وسعت اختیار نہیں کی جس قدر موجودہ عیسائیوں کے عقلی دَور میں مادیت اور دہریت نے زور اور وسعت اختیار کی ہے۔ مسلمانوں کے عقلی دَور میں خدا کا اور اخروی امور کا انکار نہیں کیا گیا مگر عیسائیوں کے موجودہ عقلی دَور میں خدا۔ روح اور اُخروی امور کا کثرت کے ساتھ علانیہ انکار کیا گیا اور اس سے انکار کے مترادف بے اعتنائی برتی گئی۔ عیسائیوں کے موجودہ ملحدانہ فلسفوں اور عقلی علوم نے دُنیا کے لوگوں میں کوئی رُوحانی یا ذہنی سکون پیدا نہیں کیا۔ بلکہ دل و دماغ میں بے چینی اور گھبراہٹ۔ خوف اور مایوسی کی آگ بھڑکا دی۔ دُنیا بھر کا امن برباد ہو گیا کسی قوم کے فلسفہ کا مفاد و مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ انسانی مسائل اور معاشرتی پیچیدگیوں

[1] کشف الاسرار حصلہ ص ۳۷/۲۱ معروف بہ تفسیر خواجہ عبد اللہ انصاری۔ خاکسار نے یہ تفسیر پشاور کے کتب خانہ اسلامیہ میں ملاحظہ کی تھی۔ [2] مدارج السالکین جلد ۱ ص۳۰

اور قومی مشکلات کا مداوا ثابت ہوتا کہ بنی نوع انسان روحانی امن و سکون اور قلبی اطمینان کا سانس لے سکے مگر ہوا یہ کہ جوں جوں مغربی فلسفے پھیلتے اور اپنائے گئے زندگی کے مسائل۔ معاشرتی، معاشی اور قومی مشکلات پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتے گئے جگہ جگہ فتنۂ ارتداد کی آگ بھڑک اٹھی۔ سیاسی امن بھی قائم نہ رہا بلکہ ایک طرف سے سرمایہ دارانہ نظام وجود میں آگیا۔ دوسری طرف سے اشتراکی نظام۔ سرمایہ دارانہ نظام کی قیادت امریکہ اور اشتراکی نظام کی قیادت روس کر رہا ہے جس کا بانی کارل مارکس نامی فلسفی ایک یہودی راہب کا بیٹا تھا۔ دونوں نے مشرقی ملکوں میں اپنے اپنے ایجنٹ اور مددگار ملک اور ادارے فراہم کئے ہیں انکی باہمی نظریاتی اور سیاسی کشمکش پورے عروج پر ہے ایک دوسرے کو مٹانے کے لئے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم جیسے مہلک ہتھیار تیار کرکے تیسری جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور دونوں طاقتیں مشرقی ممالک کو جنگ کا میدان بنانا اور اپنے ملکوں کو اس آگ سے دور رکھنا چاہتی ہیں اس تمام فتنہ و فساد اور بے چینیوں کا منبع یہی مغربی فلسفہ اور مغربی فلاسفروں کے اباحتی نظریات اور مادی علوم ہیں جن کے بڑے بڑے امام ڈارون۔ ہیگل۔ کارل مارکس۔ فرائڈ میکیا ولی میکڈوگل ایڈلر اور نطشے وغیرہ ہیں جن کے مختلف و متضاد نظریات کو یوروپین قوموں نے اپنایا۔ اور دنیا بھر میں پھیلا کر عالمگیر اضطراب پیدا کر دیا۔

دو عظیم جنگوں کے بعد اقوام مغرب میں شدید ذہنی انتشار اور مادی فلسفے

اقوام مغرب کے الحادی فلسفہ اور دنیا میں علمی فساد کی اصل وجوہات کیا ہیں؟ جس شخص نے یورپ کی زمانہ تاریک اور پھر زمانہ احیاء علوم کی تاریخ پڑھی ہو وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مغرب میں علمی فساد کے اصل اسباب کیا ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ مغربی قوموں میں ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم اول اور ۱۹۳۹ء کی جنگ عظیم دوم کے نتیجہ میں یورپ میں مختلف پیچیدہ مسائل معاشی و معاشرتی مشکلات اور طرح طرح کی روحانی اور اخلاقی بیماریاں، خوف، بے چینی اور مایوسیاں پیدا ہو گئیں چنانچہ اس دورِ انتشار میں کئی فلاسفر پیدا ہوئے کئی تحریکیں وجود میں آئیں۔ مزدور لوگ اور سرمایہ داروں کے بالمقابل حلقے بن گئے۔ اباحتی نظریات۔ دہریانہ خیالات۔ مسیحیت سے بیزاری کے رجحانات پیدا ہو گئے۔ جس کسی فلسفی نے کوئی نظریہ پیش کیا۔ روحانی سکون کی تلاش میں پیاسے آدمی کی طرح یورپ کے لوگ اسے اپناتے گئے کچھ عرصہ کے بعد یہ نظریہ ناکام ہوتا نظر آیا تو دوسرے فلسفی کے پیچھے دوڑے مگر یہاں بھی انجام کار مایوسی ہوئی تو تیسرے نظریہ کی تلاش میں سرگردان

رہے کچھ پیاسے لوگ پادریوں اور کلیساؤں کی طرف دوڑے کہ یہاں سے امن و سکون حاصل ہوگا ان کی پیاس وہاں سے بھی نہ بجھ سکی کیونکہ مسیحیّت الوہیت مسیح اور کفارہ کا ملغوبہ بن کر رہ گئی تھی اس لئے پادری بھی ان کی مایوسیوں اور زمانہ کے مسائل کا کوئی مداوا پیش نہ کر سکے اسلام سے انہیں قدیم سے بغض و دشمنی تھی اس لئے اس یاس و قنوطیت اور انتشار کے دور میں کہیں تو قنوطیت کی تحریکیں چلیں۔ کہیں دہریت کی تحریکیں چلیں۔ کہیں رُومانیت زور پکڑ گئی کہیں الہام و مذہب سے انکار کر کے مادیت اور عقل پرستی کا پرچار شروع ہو گیا۔ ایسے فلاسفر بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے جنسیّت اور عشق و محبّت کو خلاصۂ کائنات اور مقصد خلقتِ انسان قرار دیا۔ ان فلاسفروں میں سے بعض اعصابی مریض تھے اور ان کا طبعی توازن قائم نہ تھا ان کے ہاں اتوار کے دن شیطان کی پرستش شروع ہو گئی جیسا بادیلر اور اس کے ماننے والے، بعض نے روٹی اور پیٹ کو تمام انسانی مسائل کا منبع اور کائنات کی بنیاد قرار دیا جیسا کارل مارکس اور اس کی تابعداری کرنے والے روسی و چینی اور ان کی ہم نوا مشرقی طاقتیں۔ اسی طرح بے شمار نظریات اور تحریکیں وجود میں آئیں جن کے فلسفوں کی عالمگیر اشاعت نے مشرقی ملکوں کو بھی متاثر کیا اور انہیں اسی بے راہ روی۔ کجروی اور روحانی اور ذہنی عذاب میں مبتلا کیا جس میں وہ خود مبتلا ہو چکے تھے ان کے پیچھے عالمگیر سیاسی طاقت تھی اور ان کے نظریات کے ساتھ حاکمانہ رعب بھی تھا اس لئے مشرقی ممالک کے کچے طبائع کے لوگوں اور جذبات میں بہہ جانے والے نوجوانوں نے ان پریشان نظریات و خیالات کو اندھا دھند اپنانا شروع کیا جس کی وجہ سے مذہب سے بھی اسی طرح کی بیزاری پیدا ہونے لگی جس طرح کی یوروپین ملکوں میں مسیحیّت سے پیدا ہو چکی تھی جس سے مشرقی علوم و فنون میں بھی یورپ کے فلاسفروں کے اباحتی نظریات اور اشتراکی خیالات شامل ہو گئے جس سے علوم میں زبردست یبوست۔ تعفّن اور ایسا فساد پیدا ہو گیا جس کی مثال تیرہ سو سال کے گذشتہ علمی دور میں نہیں مل سکتی۔

ایک دور ایسا بھی آیا کہ یورپ کے ممالک میں اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے مستشرقین تیار کئے جانے لگے جن کا کام یہ تھا کہ وہ اسلامی اور عربی اور اور مشرقی علوم حاصل کریں اور ان زبانوں میں عبور حاصل کر کے ایسی کتب لکھ لکھ کر شائع کریں جن میں اسلامی مسائل پر معلومات بھی ہوں اور مناسب مقامات پر احتیاط سے اسلامی مسائل اور عقائد کے متعلق شکوک و شبہات بھی پیدا کئے جائیں۔ تا اسلام سے لوگ بدظن ہو کر مسیحیّت کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ ایسے بہت سے

مستشرقین کا جمّ غفیر وجود میں آگیا جنہوں نے قرآن مجید کے انگریزی میں ترجمے کئے اور ساتھ ساتھ شبہات پیدا کر کے علمی نیش زنی بھی کرتے گئے انہوں نے مختلف کتب کے ترجمے کئے مختلف موضوعات و عنوانات پر مستقل کتب لکھیں اور ان میں اسلامی عقائد و مسائل پر متعصبانہ اعتراضات و شبہات بھی وارد کئے ان لوگوں کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں موقعہ پا کر اسلام پر اعتراضات و شبہات اور شکوک نہ پیدا کئے گئے ہوں جن مسلمانوں نے یہ کتب پڑھی ہیں ان پر اچھی طرح یہ امر واضح ہوگا کہ کس طرح ان لوگوں نے مشرق و مغرب کے دینی علوم میں شکوک و شبہات اور ملحدانہ خیالات کی عفونت پیدا کی اور علوم میں عالمگیر فساد پھیلا دیا۔ مذہب پر ان کی کوئی کتاب ہو۔ سیاست پر ہو معیشت پر ہو، معاشرت پر ہو، عقائد پر ہو، اعمال پر ہو، تاریخ پر ہو۔ غرضیکہ جس کسی موضوع پر ہو اس میں ضرور کہیں نہ کہیں قرآن، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نیش زنی کی گئی ہوگی۔ پریس اور نشر و اشاعت کے وسائل چونکہ ان کے پاس وافر ہیں دولت بھی وافر ہے اس لئے بہتر اور خوبصورت طباعت و کتابت اور اعلیٰ معیاری کاغذ پر ان کی کتب لوگوں کے لئے جاذبیت رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ حاکمانہ رعب اور سیاسی و صنعتی ترقی کا چرچا بھی ہے اس لئے ان کے ایسے شکوک و شبہات نوجوانوں اور عام کچی طبائع کو جلد متاثر کرتے ہیں اور اسی ذہنی انتشار میں مبتلا کرتی ہیں جس میں وہ خود مبتلا ہیں۔ اب ہم پھر اپنے بیان کی طرف عود کرتے ہیں۔

سُورۂ فاتحہ کے نزول پر ابلیس کی شدید گھبراہٹ

دجال شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔[1] سورہ فاتحہ چونکہ مسیح دجال کی ہلاکت کی دعا پر مشتمل ہے اور بالآخر اس نے اس دعا کے نتیجہ میں ہلاک ہو جانا تھا۔ اس لئے جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی تو ابلیس پر ایسی شدید گھبراہٹ طاری ہوئی۔ کہ چلّا چلّا کر رو یا چنانچہ ابی ہریرہؓ سے مروی ہے

اَنَّ اِبْلِیْسَ رَنَّ حِیْنَ اُنْزِلَتْ فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ وَنَزَلَ بِالْمَدِیْنَۃِ رَوَاہُ الطِّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ شَبِیْہَ الْمَرْفُوْعِ وَرِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔[2,3]

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ باب ذکر الدجال۔ [2] مجمع الزوائد جلد ۶ صـ۳۱۱ "فی ما جاء فی فاتحۃ الکتاب" [3] ابن انباری نے کتاب الرد میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ابلیس چار دفعہ سخت رویا۔ جب لعنتی[1] کیا گیا۔ جب جنت سے[2] گرایا گیا۔ جب[3] محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور جب[4] سورۂ فاتحہ نازل ہوئی (الجامع الاحکام القرآن المحمد بن احمد الانصاری القرطبی طبع مصر جلد ۱ صـ۱۰۹ فی فضائل سورۃ الفاتحہ) عبداللہ بن اسعد الیافعی الشافعیؒ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے کہ ابلیس سورۂ فاتحہ کے نزول پر بہت رویا (الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم طبع مصر ۱۳۴۹ھ صـ۱)

ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جس وقت سورۃ فاتحہ "الکتاب نازل ہوئی اور مدینہ میں نازل ہوئی تو ابلیس بہت چلّا چلّا کر رویا۔ اسے طبرانی نے اوسط میں مرفوع حدیث کی طرح روایت کیا ہے اور اس کے رُواۃ صحیح بخاری کے رُواۃ ہیں۔

اس حدیث میں ابلیس کے رونے کے لئے "رَنَّ" کا لفظ آیا ہے جو کسی شخص کے شدید گھبراہٹ اور شدید صدمہ کے وقت ایسے رونے کے وقت استعمال ہوتا ہے جس میں رو رو کر اس کی ہچکیاں بندھ جائیں اور وہ لمبے عرصہ تک روتا چلا جائے۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ابلیس کا عظیم مظہر اور خلیفہ مسیح دجّال ہے جس نے آخر زمانہ میں اپنے تمام ساز و سامان اور دجل و فریب کے ساتھ ظاہر ہونا تھا اور سورۂ فاتحہ اس کی ہلاکت کی دُعا پر مشتمل تھی اور بالآخر اسی دعا کے نتیجہ میں اس نے ہلاک ہونا تھا اور اِھْدِنَا کی دعاؤں کے نتیجہ میں امت محمدیہ کو وہ مہدی و مسیح بھی ملنے والا تھا جس کے ذریعہ مسیح دجال نے نمک کی طرح پگھل کر ہلاک ہو جانا تھا اور یاجوج و ماجوج کا غلبہ بھی ختم ہونے والا تھا جو ابلیس کے سیاسی آلۂ کار تھے۔

اس لئے سورۃ فاتحہ کے نزول پر ابلیس پر شدید گھبراہٹ طاری ہوئی اور وہ چلّا چلّا کر رویا۔

یاد رہے کہ ابلیس کا اسم اعظم دجال ہے اور مسیح دجال کے معنے ہیں خلیفۂ ابلیس۔ اس کے مقابل اللہ۔ حیّ و قیوم خدا کا اسم اعظم ہے اور مسیح محمدی اللہ حیّ و قیّوم کا خلیفہ ہے۔ آخری زمانہ میں اللہ الحیّ القیوم یعنے خدا کے اسم اعظم اور مسیح دجال یعنی ابلیس کے اسم اعظم کے درمیان ایک کشتی ہونے والی تھی جس طرح آدم علیہ السلام کے وقت میں بھی آدم اور ابلیس کے درمیان کشتی ہو چکی ہے۔ مگر اس آخری کشتی میں سورۂ فاتحہ کی دُعا کے نتیجہ میں ابلیس نے ہلاک ہونا ہے گو پہلی کشتی کے وقت وہ آدم علیہ السلام پر غالب آگیا تھا۔ مگر اس آخری کشتی کے وقت آدم ثانی یعنی مسیح موعود کے ذریعہ اس کا مغلوب ہونا، اور اسلام کا غالب آنا مقدّر ہے[1] اسلئے ابلیس کا سورۂ فاتحہ کے نزول کے وقت رونا قدرتی امر تھا۔

نیز سورۂ فاتحہ سے قبل جو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا جاتا ہے اور "الشیطان الرجیم" سے خدا کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ اس میں بھی "شیطان رجیم" کے خلیفہ اور اس کے مظہر المسیح الدجال کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے۔ اور مسیح دجّال کی ہلاکت گویا خود ابلیس اور "شیطان رجیم" کی ہلاکت ہے اس لئے سورۂ فاتحہ اور اَعُوْذُ کے نازل ہونے پر ابلیس کی شدید گھبراہٹ اور اس کے رونے کی وجہ ظاہر ہے۔

[1] تحفہ گولڑویہ از بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام

"شیطان رجیم" کے الفاظ سے دجّال کی ہلاکت کی خبر

بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کی تشریح میں ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے جو قابلِ ذکر ہے اور وہ یہ کہ یہاں "شیطان رجیم" سے دراصل دجّال کی طرف اشارہ ہے اور اس سے پناہ مانگنے کی دعا سکھلاتے ہوئے اس کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے اور یہ وہی مسیح دجال ہے جسے مسیح موعودؑ نے رُوحانی حربوں سے قتل کرنا تھا۔

یہ مضمون آپ نے اپنی کتاب "اعجاز المسیح" میں بیان فرمایا ہے۔ آپ نے اس کتاب کے دوسرے باب میں اس بات پر بحث کی ہے کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے اَعُوْذُ الخ پڑھنے میں کیا حکمت ہے فرماتے ہیں:۔

بَشَّرَ بِقَتْلِهٖ فِیْ قَوْلِهٖ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَتِلْكَ هِیَ الْكَلِمَةُ الَّتِیْ تُقْرَأُ قَبْلَ قَوْلِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَهٰذَا الرَّجِیْمُ هُوَ الَّذِیْ وَرَدَ فِیْهِ الْوَعِیْدُ اَعْنِی الدَّجَّالَ الَّذِیْ یَقْتُلُهُ الْمَسِیْحُ الْمُبِیْدُ۔

"یعنی اللہ تعالےٰ نے "الشیطان الرجیم" کے الفاظ میں دجال کے قتل ہو جانے کی خبر دی ہے۔ اور یہی وہ کلمہ ہے جو بسم اللہ سے قبل پڑھا جاتا ہے پس یہی "شیطانِ رجیم" وہ دھتکارا ہوا وجود ہے جس سے ڈرایا گیا ہے یعنی "دجال" جسے دلائل و براہین سے ہلاک کرنے والا مسیح ایک دن اپنے روحانی حربوں سے قتل کر دے گا۔" (اعجاز المسیح صہ۸۱)

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔ فَهُنَالِكَ تُقْتَلُ مَنْ سَبَقَ الْوَعِیْدُ...... (اعجاز المسیح صہ۸۳) یعنی اس وقت (آخری زمانہ میں) وہ دجال قتل کیا جائے گا جس کی ہلاکت اور بربادی کے بارہ میں پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں خبر دی جا چکی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "دجّال" وہی "شیطان رجیم" اور "خنّاس عظیم" ہے جس نے حضرت آدم علیہ السّلام کو دجل و فریب اور جھوٹ سے جنت سے باہر نکالا تھا۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:۔

مُحَاصِلُ الْكَلَامِ اَنَّ الَّذِیْ یُقَالُ لَهُ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمَ هُوَ الدَّجَّالُ اللَّئِیْمُ وَالْخَنَّاسُ الْقَدِیْمُ وَكَانَ قَتْلُهٗ اَمْرًا مَّوْعُوْدًا وَّخَطْبًا مَّعْهُوْدًا..... وَلِذٰلِكَ اَلْزَمَ اللّٰهُ كَافَّةَ اَهْلِ الْمِلَّةِ اَنْ یَّقْرَءُوْا لَفْظَ الرَّجِیْمِ قَبْلَ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَقَبْلَ الْبَسْمَلَةِ لِیَتَذَكَّرَ الْقَارِیُ اَنَّ وَقْتَ الدَّجَّالِ لَا یُجَاوِزُ وَقْتَ قَوْمٍ ذُكِرُوْا فِیْ اٰخِرِ اٰیَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاٰیَاتِ

السَّبْعِ (اعجاز المسیح صہ۸۳ و ۸۴)

یعنی خلاصۂ کلام یہ ہے کہ وہ جسے شیطان الرجیم کہا جاتا ہے اس سے مراد دجال لئیم اور خنّاس قدیم ہے اور اس کا ہلاک کیا جانا ایک ایسا امر ہے جس کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے وعدہ دیا گیا ہے وہ ایک ایسا کام ہے جس کا عہد کیا جا چکا ہے...... اسی غرض کے لئے اللہ تعالےٰ نے تمام مسلمانوں کے لئے یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ اور بسم اللہ سے پہلے اَعُوْذُ پڑھ لیا کریں تاکہ ہر پڑھنے والے کو یہ یاد آ جائے کہ دجال کا زمانہ اس قوم کے وقت سے تجاوز نہیں کرے گا جس کا ذکر سورۂ فاتحہ کی آخری آیت (غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ ناقل) میں کیا گیا ہے۔

ان تصریحات سے یہ بھی واضح ہے کہ مسیح دجال کا زمانہ مغضوب اور ضالین یعنی یہود و نصاریٰ کے غلبہ کے زمانہ سے تجاوز نہیں کرے گا۔

الغرض سورۃ فاتحہ کا آخری حصہ اِهْدِنَا سے لے کر ضَآلِّیْنَ تک دعا کے رنگ میں عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جو ہمارے اس آخری زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ میں ہم اللہ تعالےٰ سے اس کے انعام یافتہ لوگوں یعنی نبییّن۔ صدّیقین۔ شہداء اور صالحین کا انعام طلب کرتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ امتِ محمدیہ کو یہ سب انعامات ملیں گے۔ نبوّت بھی ملے گی۔ صدّیقیّت بھی۔ شہیدیّت بھی اور صالحیّت بھی۔ اگر یہ سب انعامات امتِ محمدیہ کو نہ ملنے ہوتے تو کیوں اللہ تعالےٰ یہ دعا سکھاتا۔ کہ تم مجھ سے یہ انعامات طلب کرو۔ جب اس نے یہ دُعا سکھائی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمیں یہ سب انعامات دینا چاہتا ہے امّتِ محمدیّہ کے سب سے بہتر امّت ہونے کا تقاضا ہے کہ وہ ان سب انعامات کی وارث ہو جو پہلی امتوں پر ہو چکے ہیں۔ یہی امّت نبوت کے انعامات کے ساتھ بھی مخصوص کی گئی ہے یعنی اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں نبوّت بھی ملے گی جیسا کہ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ (سورۃ النساء ع۹) سے ظاہر ہے کیونکہ صدّیقیّت۔ شہیدیّت اور صالحیّت کے تین انعامات تو پہلی اُمّتوں کو بھی ملتے رہے سو چونکہ اللہ تعالےٰ نے امتِ محمدیہ کو خَیْرَ اُمَّةٍ فرمایا ہے۔ اس کا بہتر امت ہونا صرف اسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے کہ اسے نبوّت کا انعام بھی ملے اگر اسے نبوت کا انعام نہ ملے تو پھر اس امّت اور دیگر سابق امتوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا اور نہ یہ كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ (الآیۃ) کی مصداق قرار پا سکتی ہے۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں جو یہ دُعا سکھائی گئی ہے کہ تم یہ دُعا مانگا کرو۔ کہ اے اللہ ہمیں مغضوبِ علیھم اور ضالّین سے محفوظ رکھ۔ اس میں گو یہ پیشگوئی بھی ہے کہ اُمّتِ محمدیہ کا کچھ حصّہ آخر زمانہ میں یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار کرکے مغضوبِ علیھم وضالّین کا مصداق بن جائے گا لیکن ان سے بچتے رہنے کی دعا میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ بالآخر اللہ تعالےٰ اُمّتِ محمدیہ پر رجوع برحمت ہوگا۔ اور وہ انہیں ضالّین اور مغضوب علیھم کے گروہ کے فتنوں اور شر سے بچا لیگا۔ اور اس گروہ کے عین غلبہ کے وقت ان میں مہدی و مسیح مبعوث کرکے ان کی مدد اور راہنمائی کریگا جو لوگ مسیح و مہدی کے ساتھ ہو جائیں گے وہ بھی اگلی امتوں کی طرح بلکہ ان سے بڑھکر سب انعامات کے وارث ہوں گے اور جو انکار کریں گے وہ ان انعامات سے محروم ٹھہرائے جائیں گے بلکہ وُہ اس امّت کے یہود و نصاریٰ کہلائیں گے جیسا بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مغضوب علیھم سے مراد یہُود ہیں خواہ اس امّت کے ہوں یا اگلی امتوں کے اور ضالّین سے مراد نصاریٰ ہیں خواہ اگلی امّت کے ہوں یا اس امّت کے[1] اس تفسیر کے مطابق اور امّت محمدیہ کے ایک حصّہ کی یہود و نصاریٰ سے مشابہت والی پیشگوئیوں کے مطابق اس امت کے یہود و نصاریٰ مسیح و مہدی کے مکذّبین ہونگے اور منعم علیھم وہ لوگ ہوں گے جو مسیح و مہدی کی جماعت میں صدق دل سے شامل ہونیوالے ہونگے۔

ضالّین کی حکومت شدّ و مدّ سے ہوگی

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ سُورۂ فاتحہ کے آخر میں الضَّآلِّیْنَ کے لفظ پر شدّ بھی ہے اور مدّ بھی ہے اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ ضَآلِّیْنَ یعنی نصاریٰ کی حکومت شدّ و مدّ سے ہوگی[2] شدّ سے ان کے طاقت و سیاسی غلبہ کی طرف اور مدّ سے ان کی حکومت کے لمبے عرصہ تک قائم رہنے کی طرف اشارہ ہے۔ ضالّین سورۂ فاتحہ کے آخر میں ہے اس وقت ضالّین یعنی نصاریٰ کی حکومت بھی شدّ و مدّ سے قائم ہے۔ اس سے اس طرف بھی لطیف اشارہ ہے۔ کہ یہ نصاریٰ کا آخری غلبہ ہوگا جس میں وہ اپنے عروج و انتہاء کو پہنچیں گے نیز اشارہ ہے کہ مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کا خروج نصاریٰ کے غلبہ سے تجاوز نہیں کرے گا۔ کیونکہ ایک ہی زمانہ میں بیک وقت سب کا غلبہ نہیں ہوسکتا۔ نصاریٰ کا غلبہ ہو تو یاجوج و ماجوج کا غلبہ نہیں ہوسکتا۔ اور یاجوج و ماجوج کا غلبہ ہو تو نصاریٰ کا غلبہ نہیں ہوسکتا۔ الّا یہ کہ دونوں غلبے ایک ہی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔

[1] قرآن مجید مترجم مقبول احمد مطبوعہ ۱۹۲۹ء تیسری بار یوسفی پریس۔

[2] تفسیر کبیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلد ۵ حصّہ ۱ صفحہ ۴۴۲

روایات کی رُو سے مسیح دجّال۔ یاجوج و ماجوج اور مسیح موعود کا زمانہ ایک ہی تسلیم کیا گیا ہے اس لئے اس سے یہ بھی مترشح ہے کہ غلبۂ نصاریٰ کے زمانہ سے مسیح موعود کا زمانہ بھی تجاوز نہیں کرے گا۔ یعنی جب فتنہ نصاریٰ کا غلبہ ہوگا تو مسیح موعود بھی آ موجود ہوگا۔

سورہ مریم میں بھی عیسائیوں کی لمبی حکومت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے فرمایا۔ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا حَتّٰى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا۔ (مریم ع ۵ پارہ ۱۶) یعنی اے پیغمبر اعلان کردے کہ جو گمراہی میں ہو اسے رحمٰن لمبی مدّت تک مہلت دے دیتا ہے یہانتک کہ وہ جب دیکھ لیں گے جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے خواہ عذاب خواہ قیامت تو ضرور وہ جان لیں گے کہ کون مرتبہ کے لحاظ سے بُرا ہے اور کون لشکر کے لحاظ سے کمزور ہے۔

اہل سنّت کے بعض بزرگوں نے بھی اس آیت سے فرقہ ضالہ کی حکومت کے لمبے ہونے کی طرف اشارہ سمجھا ہے اور لکھا ہے کہ فرقۂ ضالہ یعنی نصاریٰ کی حکومت کو بالآخر مہدی موعود کی بعثت کے بعد خود بخود حالات زمانہ کی وجہ سے زوال آنا شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ حدیث الغاشیہ میں سید عبدالحی صاحب لکھتے ہیں:۔

”یہ آیت پوری مصداق ہے حکومت فرقۂ ضالہ کی جب مہدی موعود آجائیں گے یا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اس وقت حال اس سارے مرتبہ و کمزوری فوج جرار کا معلوم ہو جائے گا ابھی تو کوئی مدمقابل نہیں ہے۔“[1]

اس حوالہ میں سید عبدالحی موصوف کے نزدیک مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ میں فرقہ ضالہ یعنی نصاریٰ کی حکومت کے لمبا ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وَأَضْعَفُ جُندًا میں نصاریٰ کے فوجی طاقت پر گھمنڈ کیطرف مگر وعدہ حق آنے پر اس کے خاتمہ کی پیشگوئی بھی کی گئی ہے پس سورۂ فاتحہ میں ضَآلِّیْنَ اور سورہ مریم میں مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ میں ایک ہی قوم کا ذکر ہوا ہے یعنی نصاریٰ کا۔

قرآن مجید کے اول و آخر میں عیسائیوں کے شر سے پناہ مانگنے کی ہدایت

عیسائیوں کے فتنہ کی شدّت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اوّل قرآن میں سب سے پہلی سورۃ فاتحہ میں غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے الفاظ میں یہود و نصاریٰ کی راہ سے بچنے کی دُعا سکھائی اور پھر جب قرآن مجید کی آخری سورتوں سورۂ اخلاص

[1] حدیث الغاشیہ عن الفتن الخالیہ والغاشیہ صفحہ ۲۳ ۱۳۰۱ھ مطبع بنارس

سورۂ فلق، سورۂ الناس میں بھی جن کا باہمی خاص تعلق ہے ہیں عیسائیوں کے شر سے پناہ مانگتے رہنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ سورۂ اخلاص میں لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ میں عیسائیوں کے عقیدہ ابنیّت مسیح کی تردید کر کے توحید کا اثبات کیا گیا ہے اور سورۂ فلق میں شَرِّ مَا خَلَقَ۔ شَرِّ غَاسِقٍ۔ شَرِّ نَفّٰثٰتِ اور شَرِّ حَاسِدٍ سے پناہ مانگی گئی ہے اور سورۂ النّاس میں وَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کے شر سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے ان تمام شرور کا تعلّق عیسائیوں سے ہے۔ مسلم۔ ترمذی اور نسائی میں روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئیں کہ ان جیسی پہلے نازل نہیں ہوئیں اور پھر سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھی۔ اس سے عیسائیوں کے فتنہ کی شدت کی طرف اشارہ ملتا ہے کیونکہ یہ سُورتیں ایک طرف قرآن مجید کا خلاصہ ہیں اور دوسری طرف ان میں مضامین کی کثرت ہے اور آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں بھی ہیں جو غلبۂ نصاریٰ کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ بخاری۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ میں یہ روایت بھی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بستر میں آرام فرماتے وقت ان سورتوں کو پڑھ کر سوجاتے اور یہ روایت بھی ہے کہ جو شخص ان سورتوں کو سورۃ اخلاص کے ساتھ ملا کر پڑھیگا اس کے لئے کافی ہوجائیں گی اور بھی کئی روایات ان کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔[1]

سورہ اخلاص میں عیسائیوں کی اعتقادی حالت کا بیان ہے۔ اور فلق اور ناس میں ان کے خطرناک عزائم و اعمال کا بیان ہے۔ سورۂ اخلاص میں کہا گیا کہ اللہ ایک ہے اور اس کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ باپ اور نہ کوئی ہم مرتبہ۔ اس کے بعد سورہ فلق میں اشارہ کیا گیا کہ یہ قوم اسلام کے لئے خطرناک ہے اور اس کے ذریعہ سے آخری زمانہ میں سخت تاریکی پھیل جائے گی اس وقت اسلام اور مسلمانوں کو بڑے شرور کا سامنا ہوگا۔ اور یہ لوگ دین کی باریک باتوں اور عمیق مسائل کو گرہ در گرہ دے کر مکار عورتوں کیطرح لوگونکو دھوکہ دے کر گمراہ کریں گے۔ اور یہ تمام کارروائیاں صرف حسد کی بناء پر ہوں گی جیسا کہ قابیل کی کارروائی آغاز نوع انسانی میں اپنے بھائی سے حسد کے باعث تھی فرق صرف یہ ہوگا کہ قابیل نے اپنے بھائی کا خونِ ناحق زمین پر گرایا مگر یہ لوگ بباعث جوش حسد آخری زمانہ میں سچائی کا خون کریں گے سورہ فلق میں فرقہ ضالین کو شَرِّ مَا خَلَقَ کہا گیا ہے اور سورۂ بیّنہ میں اہل کتاب کا شَرُّ الْبَرِیَّۃِ نام رکھا گیا ہے۔ دجّال معہود کو بھی شرّ البریّۃ کہا گیا ہے۔ کیونکہ آدم کے وقت سے آخر تک کوئی بھی شر میں اس کے برابر نہیں۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ

[1] دیکھو تفسیر رُوح المعانی و تفسیر دُرِّ منثور و تفسیر ابن کثیر زیر نظر سُورتوں کے تحت۔

النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ میں بتایا ہے کہ ہم خدا تعالےٰ کی پناہ مانگتے ہیں اس زمانہ سے جبکہ تثلیث دہریت اور شرک کی تاریکی تمام دنیا پر پھیل جائے گی نیز ان لوگوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں جو پھونکیں مار کر گرہیں دیں گے یعنی دھوکہ دہی میں جادو کا کام دکھلائیں گے اور راہ راست کی معرفت کو مشکلات میں ڈال دیں گے اور نیز اس بڑے حاسد کی حسد سے پناہ مانگتا ہوں۔ جبکہ وہ سراسر حسد کی راہ سے حق پوشی کرے گا اور اسلام پر جوش حسد سے حملہ آور ہوگا۔

لُغت میں نَفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ کے معنوں پر نظر ڈالنے سے اس کے حسب ذیل معنے نکلتے ہیں۔ (۱) بہت تھوکنے والا گروہ یا نفوس (۲) زہر اُگلنے والے گروہ یا نفوس (۳) دلوں میں وسوسہ ڈالنے والے گروہ (۴) بہت لکھنے والے گروہ یا نفوس (۵) دوستیوں اور معاہدات کو توڑنے والے گروہ یا نفوس (۶) اتحاد اور حکومتیں توڑنے والے گروہ یا نفوس لوگوں کے عزائم کو حیلوں سے باطل کرنے والے گروہ یا نفوس[1] یہ سارے معانی موجودہ عیسائی پادریوں۔ فلاسفروں اور ان کے سیاسی نمائندوں پر صادق آتے ہیں جن کی بابت یہ اشارات کئے گئے ہیں کہ آخری زمانہ میں وہ دُنیا میں شر پھیلائیں گے اور دنیا کو تاریکی سے بھر دیں گے اور جادو کی طرح مخفی طریقوں سے ان کا دھوکہ ہوگا اور وہ شدید حاسد ہوں گے اور حسد کے جوش سے مسلم حکومتوں کے اتحاد اور معاہدات کو تڑوا دیں گے اور اسلام کے خلاف زہر اُگلنے والے ہوں گے۔ گذشتہ تیرہ سو سالہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے عیسائیوں سے معاہدات کئے تو وہ معاہدات توڑتے رہے اور موقعہ ملتے ہی مسلمانوں پر حملے کرتے رہے جب ان کے خروج کا آغاز ہوا تو مسلم حکومتوں کے اتحاد اور مرکزیت کو مختلف جھوٹے وعدوں اور حیلوں سے تڑوا دیا۔ متحدہ خلافت کا خاتمہ ہوا۔ جو ترکوں کے پاس تھی۔ عربوں کو ترکوں کے خلاف کر دیا اور ترکوں کو عربوں کے خلاف لڑا دیا۔ اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ سیاسی غلبہ حاصل کیا۔ حدیث میں بھی ہے کہ دجال غضب سے بھرا ہوا نکلے گا۔[2] اور یہ اس کے شدید حاسد ہونے کی دلیل ہے چنانچہ تیرہ سو سال سے جو غصہ اور حسد عیسائیوں سے اسلام کے بارے میں ظاہر ہوا۔ وہ کسی اور

[1] ان معانی کے لئے دیکھئے اقرب الموارد اور مفردات راغب اصفہانی نیز حاشیہ الترغیب والترہیب جلد ۳ صفحہ ۴۳ از مصطفےٰ محمد عمارہ مدرس قاہرہ مصر مطبوعہ مصر۔ اَلْمُرَادُ بِالنَّفْثِ فِی الْعُقَدِ اِبْطَالُ عَزَائِمِ الرِّجَالِ بِالْحِیَلِ مُسْتَعَارٌ مِنْ تَلْیِیْنِ الْعُقَدِ بِنَفْثِ الرِّیْقِ لِیَسْهُلَ حَلُّهَا۔

[2] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال بلفظ انما یخرج من غضبٍ یغضبہا۔

قوم سے ظاہر نہیں ہؤا۔[1]

پھر ان دونوں سُورتوں کے بعد سورۃ الناس ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِكِ النَّاسِ۔ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ یعنی وہ جو انسانوں کا پروردگار اور انسانوں کا بادشاہ اور انسانوں کا خدا ہے مَیں وسوسہ انداز خنّاس کے وسوسوں سے اس کی پناہ مانگتا ہوں وہ خنّاس جو انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور جنّوں اور آدمیوں میں سے ہے۔ ان آیات میں اشارہ ہے کہ خنّاس کی وسوسہ اندازی کا زمانہ وہ ہوگا جب اسلام کا کوئی مربی نہ کوئی عالم ربّانی زمین پر موجود ہوگا اور نہ اسلام کا کوئی حامی دین بادشاہ ہوگا اس وقت صرف خدا پر ہی تکیہ ہوگا اور مسلمانوں کے لئے ہر ایک موقعہ پر وہی خدا مرجع و ماویٰ اور پناہ گاہ ہوگا۔ وہی ربّ النّاس۔ ملک النّاس اور الٰہ النّاس یعنی وہی خدا۔ وہی مربی اور وہی بادشاہ ہوگا اور بس۔ سو یہ وہی زمانہ ہے جب اسلام بے سہارا ہوگیا اور دنیا میں عیسائیوں کا غلبہ ہؤا اور مسلمان ہر جگہ مغلوب ہوگئے۔

خنّاس شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے جب شیطان سانپ کی سیرت پر قدم مارتا ہے اور کھلے کھلے جبر و اکراہ سے کام نہیں لیتا اور سراسر مکر و فریب اور وسوسہ اندازی سے کام لیتا ہے اور اپنی نیش زنی کے لئے نہایت پوشیدہ اور باریک راہ اختیار کر لیتا ہے تب اس کو خنّاس کہتے ہیں۔ اب بھی لوگوں میں خنّاس ایسے شخص پر بولا جاتا ہے جو انتہائی شریر خبیث النفس اور خطرناک ہو۔

عبرانی زبان میں خنّاس کو نحّاش کہتے ہیں چنانچہ تورات کی ابتداء میں لکھا ہے کہ نحّاش نے حوّا کو بہکایا اور حوّا نے اس کے بہکانے سے وہ پھل کھایا جس کا کھانا منع کیا گیا تھا تب آدم نے بھی کھایا۔ سورۃ النّاس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی نحّاش آخری زمانہ میں پھر ظاہر ہوگا اس نحّاش کا دوسرا نام دجّال ہے یہی تھا جو آج سے چھ ہزار برس پہلے حضرت آدم کے لئے ٹھوکر کھانے کا موجب ہؤا تھا۔ اور اس وقت یہ اپنے فریب میں کامیاب ہوگیا تھا اور آدم مغلوب ہوگیا تھا لیکن خدا نے چاہا کہ اس طرح چھٹے دن کے آخری حصّہ میں آدم یعنی مسیح موعود کو پھر پیدا کرکے یعنی آخر ہزار ششم میں جیسا کہ وہ پہلے چھٹے دن میں پیدا ہؤا تھا۔ نحّاش کے مقابل پر اسکو

[1] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو خاکسار کی کتاب "عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی تاریخ" شائع کردہ نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ۱۹۷۱ء جو فضلِ عمر فاؤنڈیشن سے انعام یافتہ ہے۔

کھڑا کرے اور اب کی دفعہ نحّاش مغلوب ہو۔ اور آدم غالب۔ چونکہ مسیح موعود نے آدم کے رنگ میں پیدا ہونا تھا اور قرآن میں اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى كَمَثَلِ اٰدَمَ میں بھی مسیح و آدم کی مشابہت و مماثلت بیان کر دی گئی ہے اس لئے مسیح موعود بھی آدم کہلاتا ہے اور اسلامی لٹریچر کی پیشگوئیوں کے مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہوگا کہ ان میں مسیح موعود کو آدمِ ثانی قرار دیا گیا ہے۔ اور عیسائی لٹریچر میں بھی مسیح کو آدم سے تشبیہ دی گئی ہے اور جیسا کہ آدم نحّاش کے ساتھ آزمایا گیا جسے عربی میں خنّاس کہتے ہیں۔ جس کا دوسرا نام دجّال ہے ایسا ہی اس آخری آدم یعنی مسیح موعود کے مقابل پر نحّاش پیدا کیا گیا تا وہ زن مزاج لوگوں کو حیات ابدی کی طمع دے جیسا کہ حوّا کو اس سانپ نے دی تھی جس کا نام تورات میں نحّاش اور قرآن میں خنّاس ہے۔ لیکن اب کی دفعہ مقدّر کیا گیا تھا کہ یہ آدم اس نحّاش پر غالب آجائے گا۔ غرض اب چھ ہزار برس کے اخیر پر آدم اور نحّاش کا پھر مقابلہ آپڑا ہے۔ اور اب وہ پُرانا سانپ کاٹنے پر قدرت نہیں پا سکے گا جیسا کہ اوّل اس نے حوّا کو کاٹا اور پھر آدم نے اس زہر سے حصّہ لیا۔ بلکہ وہ وقت آتا ہے کہ اس سانپ سے بچے کھیلیں گے اور وہ ضرر رسانی پر قادر نہیں ہوگا۔

قرآن شریف میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ اس نے سورۂ فاتحہ کو الضَّآلِّيْن پر ختم کیا اور قرآن کو خنّاس پر۔ تا دانشمند سمجھ سکے۔ کہ حقیقت اور رُوحانیت میں یہ دونوں نام ایک ہی ہیں[1]

ہندو لٹریچر میں سنسکرت زبان میں کنّاس سب سے رذیل آدمی اور ڈوم کو کہتے ہیں[2] کنّاس اور خنّاس کی لفظی مشابہت اور معنوی مناسبت دلالت کرتے ہیں کہ خنّاس ہی سے کنّاس بن گیا ہے کیونکہ مسلمانوں کی اصطلاح میں بھی خنّاس سب سے خبیث اور رذیل آدمی کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ شیطان کا نام ہے اور خنوست اس کی سب سے بڑی خطرناک صفت ہے اس لئے عام محاورات میں سب سے رذیل اور خبیث انسان کے لئے خنّاس اور کنّاس مستعمل ہونے لگا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس جو پُرانا سانپ ہے۔ نحّاش۔ خنّاس اور کنّاس اس کے قدیم ناموں میں سے ہیں جو یہود و نصاریٰ مسلمانوں اور ہندوؤں کے لٹریچر میں شائع و ذائع چلا آرہا ہے۔

[1] سورۂ ناس اور فلق کی تشریح میں یہ ان بیانات اور تحریرات کا خلاصہ ہم نے یہاں درج کیا ہے۔ جو بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے تحفہ گولڑویہ میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم حصّہ چہارم میں درج کیا ہے۔ تفصیلات وہاں مطالعہ کی جائیں۔

[2] کنّاس بمعنی چنڈال (رذیل آدمی) کے لئے دیکھئے منہاج السالکین ترجمہ جوگ بششٹ صفحہ ۱۹۱

باب پنجم

قرآنِ مجید میں مسیح دجّال کے بعض حیران کُن کاموں کا ذکر

قرآن اور احادیث کی پیشگوئیوں میں دجّال اور یاجوج و ماجوج کے حیران کُن کارناموں اور عجائبات کا ذکر بھی آیا ہے۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کائنات کے اسرار معلوم کرنے کا حریص ہوگا بلکہ ان کے طبائع کی بناوٹ ہی ایسی ہوگی کہ وہ حیران کُن ایجادات و مصنوعات تیار کرینگے اور زمین و آسمان کے پوشیدہ رازوں تک رسائی حاصل کرنے کی تدابیر اور منصوبہ بندیاں کرینگے اور آسمانی سیّاروں سے بھی آگے اپنا تخت بچھانے کے لئے بڑی جانکاہیاں کریں گے اور انہیں ان کاموں میں کچھ کامیابی بھی ہوگی مگر وہ اپنی طویل تمنّاؤں کو نہیں پہنچ سکیں گے۔

قرآن مجید کی آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آخر زمانہ کے بگڑے ہوئے عیسائیوں کے عجائب کاموں کے متعلق کئی مقامات پر اشارات موجود ہیں۔ مگر ہم بر عایت اختصار اور عام مسلمات کے یہاں صرف بعض ایسی آیات کی طرف ہی توجہ دلائیں گے جن کے بارے میں جمہور مفسّرین و محدّثین نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ان کا تعلق مسیح دجال سے ہے بزرگان امّت کی یہ تصریحات بڑی صاف اور غیر مبہم ہیں۔ مگر ان کی طرف ہمارے علماء اور لوگوں کی توجہ نہیں ہے اگر وہ توجہ کرتے تو وہ مسیح دجال کو ضرور شناخت کر لیتے اور ہم سے بیجا مباحثات میں نہ اُلجھتے اور عوام کی صحیح راہنمائی بھی ہو جاتی۔

چنانچہ سورۂ مومن کی مشہور آیت لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ میں النّاس سے جمہور مفسرین و محدّثین نے دجال مراد لیا ہے اور اس کے سیاق و سباق کو دجال کے حیران کن کاموں اور اس کی طویل تمناؤں سے متعلق بیان کرتے ہوئے اس کی ناکامی پر استدلال کیا ہے شاید ہمارا یہ بیان کافی نہ ہوگا جب تک ہم مفسرین کے چند حوالے بھی درج نہ کر دیں پہلے مناسب ہوگا کہ ہم پوری آیت درج کر دیں اور پھر جمہور مفسرین و محدثین کے اقوال نقل کریں۔ فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ٥ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ٥ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ٥ [1]

وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں کے بارے میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس خدا کی طرف سے آئی ہو بحث میں لگے رہتے ہیں ان کے دلوں میں بڑی بڑی خواہشیں ہیں جن کو وہ کبھی نہ پہنچیں گے پس اللہ کی پناہ مانگتا رہ وہ بہت سُننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے بڑا کام ہے مگر اکثر انسان جانتے نہیں۔ اور اندھے اور آنکھوں والے برابر نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایمان لے آئے اور ایمان کے مطابق انہوں نے کام کئے وہ بدکار لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ تم لوگ بالکل نصیحت حاصل نہیں کرتے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تباہی کی گھڑی ضرور آنے والی ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا سُنوں گا جو لوگ ہماری عبادت کے معاملہ میں تکبّر سے کام لیتے ہیں وہ ضرور جہنم میں رُسوا ہو کر داخل ہوں گے۔

علّامہ اثیر الدین (ولادت ٦٥٤ھ۔ وفات ٧٤٥ھ) المعروف ابی حیان اُندلسی اپنی تفسیر البحر المحیط میں لکھتے ہیں:-

قَالَ مُقَاتِلٌ عَظَّمَتِ الْيَهُوْدُ الدَّجَّالَ وَقَالُوْا اِنَّ صَاحِبَنَا يُبْعَثُ فِيْٓ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَلَهٗ سُلْطَانٌ فَقَالَ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ لِاَنَّ الدَّجَّالَ مِنْ اٰيٰتِهٖ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ اَىْ بِغَيْرِ حُجَّةٍ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اَىْ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَالْمُرَادُ بِخَلْقِ النَّاسِ الدَّجَّالُ وَاِلٰى هٰذَا ذَهَبَ اَبُو الْعَالِيَةِ وَهٰذَا الْقَوْلُ اَصَحُّ وَقَالَ الزَّمَخْشَرِىُّ وَقِيْلَ الْمُجَادِلُوْنَ هُمُ الْيَهُوْدُ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ يَخْرُجُ صَاحِبُنَا الْمَسِيْحُ بْنُ دَاوٗدَ يُرِيْدُوْنَ الدَّجَّالَ وَيَبْلُغُ سُلْطَانُهُ الْبَرَّ وَالْبَحْرَ وَتَسِيْرُ مَعَهُ الْاَنْهَارُ وَهُوَ اٰيَةٌ مِّنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَيَرْجِعُ اِلَيْنَا الْمُلْكُ فَسَمَّى اللّٰهُ تَمَنِّيْهِمْ ذٰلِكَ كِبْرًا وَّنَفٰى اَنْ يَّبْلُغُوْا مُتَمَنَّاهُمْ۔[2] (انتہی)

---

[1] سورۂ مومن ع ٦ - [2] تفسیر البحر المحیط جلد، ص ٤٧٢ مطبوعہ مصر ١٣٢٨ھ

یعنی مقاتل نے کہا کہ یہود نے (آنحضرتؐ کے پاس آکر۔ ناقل) دجال کی عظمت بیان کی اور کہا کہ ہمارا مسیح دجال آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ اور اس کی سلطنت ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے (آیت مذکورہ میں) فرمایا کہ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑتے ہیں"۔ کیونکہ دجّال اللہ تعالیٰ کی آیات سے ہے بِغَيْرِ سُلْطَانٍ سے مراد بغیر حجّت کے جھگڑنا ہے اور یہ جو فرمایا اللہ کی پناہ مانگتا رہ۔ اس سے مراد فتنۂ دجال سے پناہ مانگنا ہے اور خلق النّاس سے مراد دجال ہے اور یہی مذہب ابوالعالیہ کا ہے اور یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے علامہ زمخشریؒ نے کہا کہ مُجَادِلُوْنَ سے مراد یہود ہیں جو کہتے تھے کہ ہمارا صاحب یعنی مسیح بن داؤد جس سے وہ مسیح دجال مراد لیتے تھے خروج کرے گا اور اس کی بادشاہت خشکی اور تری میں پہنچ جائے گی اور اس کے ساتھ نہریں چلیں گی اور وہ خدا کی آیات میں سے ایک آیت ہے پس ہماری طرف (دجال کے عہد میں۔ ناقل) دوبارہ بادشاہت واپس آئے گی سو اللہ تعالیٰ نے (آیت مذکورہ میں) ان کی تمناؤں کو کِبر قرار دیا اور اس بات کی نفی کی کہ وہ اپنی تمناؤں کو پہنچیں گے۔

علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ذکرِ دجال میں لکھا ہے کہ محدّثین میں یہ سوال مشہور ہے کہ قرآن مجید میں کیوں دجّال کا ذکر نہیں حالانکہ اسے تمام پیغمبروں نے قیامت تک کے لئے فتنوں میں سے سب سے بڑا فتنہ قرار دیا ہے اور اس فتنہ سے اپنی امتوں کو ڈرایا ہے۔ اور اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ علامہ موصوف نے اس سوال کے کئی جواب نقل کئے ہیں۔ اور علاّمہ بغوی کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ دجال کا ذکر قرآن مجید میں آیت لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ میں موجود ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:۔

وَقَدْ وَقَعَ فِيْ تَفْسِيْرِ الْبَغْوِيِّ اَنَّ الدَّجَّالَ مَذْكُوْرٌ فِي الْقُرْاٰنِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَاَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّاسِ هُنَا الدَّجَّالُ مِنْ اِطْلَاقِ الْكُلِّ عَلَى الْبَعْضِ وَهٰذَا اِنْ ثَبَتَ اَحْسَنُ الْاَجْوِبَةِ فَيَكُوْنُ مِنْ جُمْلَةِ مَا تَكَفَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيَانِهٖ[1]

یعنی تفسیر بغوی میں مذکور ہے کہ دجال قرآن کی اس آیت لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ میں مذکور ہے اور یہ کہ النّاس سے یہاں مراد دجال ہے جو کل کا اطلاق بعض پر ہے

۱؎ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۳ ص۷۷ مطبوعہ مصر

(یعنی مجازی طور پر) اور یہ اگر ثابت ہو تو سب سے بہترین جوابوں میں سے ہے پس یہ ان امور سے ہے جن کے بیان کرنے والے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اسرارِ کائنات کی کھوج لگائیں گے مگر اپنی طویل تمناؤں کو نہیں پہنچیں گے

صاحب معالم التنزیل نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک قوم نے اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ کی یہ تفسیر کی ہے کہ اَعْظَمُ مِنْ خَلْقِ الدَّجَّالِ۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا آسمان و زمین پیدا کرنا دجال کی پیدائش سے زیادہ عظمت والا ہے گویا اس میں اشارہ ہے کہ جب مسیح دجال نادر ایجادات اور تخلیقات کرے گا۔ اور لوگ ان سے تعجب کریں گے اور ان کے دھوکہ میں آئیں گے تو انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا زمین و آسمان پیدا کرنا ان کے طبائع کی بناوٹ و ایجادات سے زیادہ عظمت رکھتا ہے پس وہ ان کے دھوکے میں آکر گمراہ نہ ہوں۔ تفسیر فتح القدیر از محمد بن علی شوکانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ)[1] تفسیر ابن عباسؓ[2] اور تفسیر کبیر فخر الدین رازیؒ[3] اور تفسیر دُرِّ منثور جلال الدین سیوطیؒ[4] اور حیوۃ الحیوان از علامہ دمیری میں[5] بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

علامہ قرطبی نے بھی سورۂ مومن کی آیت مذکورہ کے تحت لکھا ہے کہ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ میں ایک قول کے مطابق فتنۂ دجال سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا خلقِ دجال سے بڑھ کر ہے جبکہ یہود اسے عظیم ظاہر کرتے تھے[6]۔

جمہور مفسرین و محدثین کے ان اقوال سے ظاہر ہے کہ سورۂ مومن کی مندرجہ بالا آیات کا تعلق مسیح دجّال سے ہے مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی بناوٹ میں جو اسرار و عجائبات ہیں دجال معہود کی طبائع کی بناوٹ اس کے برابر نہیں یعنی گو وہ لوگ زمین و آسمان کے اسرار معلوم کرنے میں کتنی ہی جانکاہی کریں اور اپنے طبعی قوتیں اور کمالات ظاہر کریں پھر بھی ان کی طبیعتیں ان اسرار کے انتہا تک نہیں پہنچ سکتیں۔

سورۂ رحمان میں بھی جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی آیت يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ

۱؎ تفسیر فتح القدیر جلد ۴ ص۴۸۵ مطبوعہ مصر۔ ۲؎ تفسیر ابن عباس ص۲۹۳ مطبوعہ مصر۔ ۳؎ تفسیر کبیر زیر آیت مذکور سورۂ مومن ع۳۔ ۴؎ زیر آیت سورۂ مومن ع۴۔ ۵؎ حیوۃ الحیوان زیر لفظ النّاس۔
۶؎ جامع الاحکام القرآن القرطبی جلد ۱۵ ص۳۲۹

اِلَّا بِسُلْطَانٍ الخ۔ میں جنّ و انس کے گروہوں کو جن کی دو بڑی نمائندہ طاقتیں (امریکہ و روس) ہیں مخاطب کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے کناروں، فضاؤں اور وسعتوں کو پھاندنے کی کوششیں کریں گے مگر ہر مقام پر خدا کا سلطان پائیں گے یا یہ کہ سلطان کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

ان معنوں پر وہ احادیث قوی قرینہ ہیں جن میں آیا ہے۔ کہ یاجوج و ماجوج آسمان کی طرف نُشّاب پھینکیں گے۔[۱] اور نشّاب کے معنی ایسی چیزوں کو معلّق چھوڑنے کے ہیں جو تیروں کی طرح تیز چلنے والے ہوں سو وہ موجودہ راکٹ ہی ہو سکتے ہیں۔ جو امریکہ و روس کے سائنسدانوں نے اپنی سیاسی حکومتوں کی مدد سے باہم مسابقت کی کوشش میں چاند اور دیگر سیاروں کو فتح کرنے کی غرض سے چھوڑے اور حال ہی میں عرصہ کی جانکاہیوں کے بعد آلات کے ذریعہ اور بے شمار دولت خرچ کر کے چاند پر قدم بھی رکھ دیا ہے۔ اور حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے۔ علاوہ اس کے وہ احادیث بھی ان معنوں پر قوی قرینہ ہیں جن میں لکھا ہے کہ دجال اپنی ایجادات و مصنوعات کے ذریعہ خدا کے کاموں پر ہاتھ ڈالے گا اور خدا کا قائم مقام ہونا چاہے گا۔ بلکہ خدا ہونے کا دعویٰ بھی کرے گا اور اس بات کا سخت حریص ہوگا کہ قدرت کے امور جیسے بارش برسانا۔ پھل لگانا اور انسان و حیوان وغیرہ کی نسل جاری رکھنا اور سفر و حضر کے ضروریاتِ زندگی فوق العادت انسان کے لئے مہیّا کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا۔ ان تمام باتوں میں قادر مطلق کی طرح کارروائیاں کرے۔ اور آسمان و زمین کے راز اس کے قبضہ قدرت میں آ جائیں۔ اور کوئی بات اس کے لئے انہونی نہ رہے جیسا موجودہ مغربی سائنسدانوں سے ظہور میں آیا ہے۔

امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی یہ حدیث روایت کرتے ہوئے ما بعث اللّٰہ من نبیٍ الّا انذر قومہ الاعور الکذّاب الخ کے بعد یہ الفاظ بھی روایت کئے ہیں۔ ھو اللّٰہ الخالق الباریٔ المصوّر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال خالق۔ موجد اور مصوّر ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ یہ آیت سورۂ حشر ع میں ہے جس میں اہل کتاب کے حشر اول کا ذکر ہے اور حشر ثانی کی طرف بھی اشارہ ہے جیسا مفسرین نے لکھا ہے کہ اہل کتاب یہود کا حشر ثانی شام میں ہوگا۔ اعور الکذاب کے ذکر کے بعد حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا آیت مذکور کا پڑھنا بتلاتا ہے۔ کہ وہ دجال خالق۔ موجد اور مصوّر بننے کی جانکاہی کرے گا مگر بالآخر ان کے بد انجام سے ثابت ہو جائے گا کہ اللّٰہ ہی اصل خالق باریٔ اور مصوّر ہے اور وہ آسمان و زمین میں ہر قسم کے شریکوں سے پاک و منزّہ ہے۔

---

[۱] مسلم کتاب الفتن

مورخین اور مشرق و مغرب کے ادیب اس دَور کو مشینی دَور کہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے قبل کسی زمانہ میں اس کثرت سے مشینیں ایجاد نہیں کی گئیں۔ امریکی سائنسدانوں نے حال ہی میں مصنوعی انسان بنانے کی تیاری شروع کر دی ہے۔ جس کی چمڑی پلاسٹک کی بنی ہوتی ہے وہ سانس لے سکتا ہے اور زبان چلا سکتا ہے۔ آنکھیں بھی جھپکاتا ہے۔ اور مُنہ کھول سکتا ہے۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ اگر انہیں ۹ ہزار پونڈ روپیہ اور دیا جائے تو وہ اس میں قوتِ گویائی اور چلنے پھرنے کی قوت بھی ڈال سکتے ہیں جو غصہ دکھا سکے گا اور پیشانی پر بل ڈال سکے گا۔ آنسو بہا سکے گا اور انسانی جذبات کا اظہار کر سکے گا۔[۱]

حیران کن ارضی و سماوی انقلابات کا موجب ہوگا

قرآن مجید کی بعض آخری سورتوں سے بھی سورۂ مومن کی مندرجہ بالا تشریحات کی تائید ہوتی ہے جن میں مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کے زمانہ میں حیران کن ارضی و سماوی انقلابات، عجائبات اور اجرام فلکیہ کے پوشیدہ اسرار کے انکشافات کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً فرمایا وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ یعنی وہ زمانہ آنے والا ہے جب آسمانوں کی کھال اتاری جائے گی۔ یعنی اجرام فلکیہ کے راز معلوم کئے جائیں گے عربی زبان میں کَشْط کے معنی ہیں پردہ اُٹھا دینا اور کھال اتارنا (اقرب الموارد) کھال اتار دینے سے بھی اندرونہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اور کسی چیز کے متعلق باریک تحقیقات کے بارے میں عام محاورہ یہی ہے۔ کہ کہتے ہیں کہ "اس نے بال کی کھال اتاری"۔ پس معنی یہ ہوں گے کہ آخری زمانہ میں علم ہیئت اور اجرامِ فلکیہ کے علوم میں ترقی ہوگی اور ارضی و سمائی علوم کا انکشاف کیا جائے گا جیسا سورۂ زلزال میں بھی بتلایا گیا ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا۔ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔ یعنی جب زمین ہلائی جائے گی اور زمین اپنے مخفی خزائن و دفائن ظاہر کرے گی اس لئے کہ اس کے پروردگار نے اس کی طرف ایسا کرنے کی وحی کی ہوگی چنانچہ اس زمانہ میں بڑے بڑے انقلابات و تغیّرات ظہور میں آ گئے۔ کہ کبھی پہلے ظہور میں نہیں آئے۔

ذرائع نشر و اشاعت کی ترقی

اسی طرح فرمایا وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔[۲] یعنی وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب کتابیں اور صحیفے پھیلائے جائیں گے اور نشر و اشاعت کو ترقی ملے گی۔ چنانچہ اس زمانہ میں جس کثرت سے پریس ایجاد ہو گئے۔ کتابیں۔ رسائل

---

[۱] روزنامہ کوہستان راولپنڈی، ۳۰ مارچ ۱۹۶۷ء۔ [۲] تکویر ع

اخبارات شائع ہورہے ہیں اور مشینیں ایجاد ہوئیں۔ مذہبی و سیاسی کتب کی غیر معمولی اشاعت و کثرت ہوئی وہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے پر گواہ ہے۔

وحشی مخلوق متمدّن بنے گی

پھر فرمایا وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ[1]۔ یعنی جب چڑیا گھر بنائے جائیں گے اور وحشی انسان متمدن ہوجائیں گے یا یہ کہ وحشی قوموں کو ان کے ملکوں سے نکالا جائے گا جیسے امریکہ اور آسٹریلیا میں ہوا۔ کیونکہ حُشِرَتْ کے معنی جلاوطن کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ (اقرب)

سفر آسان ہوجانا

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ[2]۔ یعنی جب نفوس باہم ملا دیئے جائیں گے یعنی سفر آسان ہوجائیں گے اور مختلف ملکوں کو ریلوں۔ جہازوں اور دیگر تیز رفتار سواریوں کے ذریعہ سے ملایا جائے گا۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ[3]۔ یعنی جب گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی یعنی ریل موٹر اور ہوائی جہاز ایجاد ہوں گے اور اونٹنیوں سے تیز رفتاری کا کام نہ لیا جائے گا۔ گابھن اونٹنی کا ذکر قوی قرینہ ہے کہ آخر زمانہ میں قرب قیامت کا ذکر ہے نہ قیامت کا کیونکہ قیامت میں حملدار اونٹنیاں نہیں ہونگی

کثرت سے دریاؤں سے نہریں نکالی جائیں گی

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (انفطار ع۱) یعنی جب سمندر پھاڑ کر ملا دیئے جائیں گے یعنی بڑی بڑی آبنائیں بنائی جائیں گی جیسے موجودہ زمانہ میں آبنائے پانامہ اور آبنائے سویز بنائی گئی ہیں۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ[4]۔ دریاؤں کے پانیوں کو دوسرے دریاؤں اور نہروں میں ملا دیا جائے گا اور ان سے کثرت سے نہریں نکالی جائیں گی اور غیر آباد زمینوں کو آباد کیا جائے گا۔ اور انجینئرنگ کے کام کو ترقی ملے گی۔ یہ پیشگوئی بھی ہمارے زمانہ میں ظہور میں آگئی۔ اس وقت پاکستان میں بھی کئی دریا ملائے جارہے ہیں۔ اور ہندوستان میں بھی اور روس اور امریکہ میں بھی اور جرمنی میں ربع صدی سے ملائے جاچکے ہیں۔

پھر فرمایا وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ[5]۔ یعنی وہ زمانہ آتا ہے جب پہاڑ چلائے اور اڑائے جائیں گے جیسا کہ اس زمانہ میں توپوں اور زبردست مشینوں کے ساتھ پہاڑوں کو اڑا کر راستے بنائے گئے ہیں۔ سرنگیں نکالی گئی ہیں اور درمیانی روکیں دُور کرکے ملکوں کو ملا دیا گیا ہے

نفخ صُور یا رُوحانی اجتماع

ان پیشگوئیوں کے ساتھ قرآن شریف میں ایک اور بھی پیشگوئی ہے

[1] تکویر ع۱ [2] ایضاً۔ [3] ایضاً۔ [4] تکویر ع۱۔ [5] ایضاً۔

جو جسمانی اجتماع کے بعد روحانی اجتماع کی خبر دے رہی ہے اور وہ یہ ہے۔ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا[1]۔ یعنی آخری دنوں میں (جو یاجوج و ماجوج کا زمانہ ہوگا) دنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مشغول ہوجائیں گے۔ اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں اور نظریاتی طور پر ایسے حملے کرے گی جیسے ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے۔ اور دوسری لڑائیاں بھی ہوں گی جن سے دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائے گا۔ جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائیں گی تب خدا آسمان سے اپنی "قرناء" میں آواز پھونک دے گا۔ یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو خدا کی "قرناء" ہے ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائے گا کہ اس آواز کے سُننے سے دنیا کے سعادتمند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہوجائیں گے۔ اور تفرقہ دور ہوجائے گا اور مختلف قومیں دُنیا کی ایک قوم بن جائیں گی اور وحدت قومی جو ابتداء آفرینش میں تھا دوبارہ وجود میں آجائے گا۔ گویا لفظ صُوْر سے مسیح موعود کی طرف اشارہ ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صُوْر یعنی قرناء ہوتے ہیں۔ جن کے دلوں میں وہ آواز پھونکتا ہے اور یاجوج و ماجوج کے ذکر کے بعد صُور پھونکے جانے کا ذکر قطعی دلالت کرتا ہے کہ مراد مسیح موعود ہی ہے۔ کیونکہ احادیث صحیح اور اخبار مشہورہ سے ثابت ہے کہ یاجوج و ماجوج کے خروج کرنے پر مسیح موعود ظاہر ہوں گے۔

مفسرین و محدثین کے ان اقوال کے مطابق یہ بھی ظاہر ہے کہ کتب یہود میں بھی آخر زمانہ میں مسیح دجال کے ظہور اور غلبہ کی پیشگوئی موجود تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ مسیح دجال ہم میں سے ہوگا اور جب وہ زمین کے نشیب و فراز پر غلبہ حاصل کرے گا۔ تو یہود کی چھنی ہوئی سلطنت انہیں پھر واپس دلائے گا۔ جس سے ان کی مراد فلسطین کی ارضِ مقدس میں ان کو دوبارہ حکومت دلانا تھا۔

دجّال کا یہود میں سے ہونا اور یہود کی مدد کرنا

سو واضح ہو کہ کتب یہود کی ان پیشگوئیوں کے مطابق جو دجال آخر زمانہ میں ظاہر ہؤا وہ واقعی قومِ یہود ہی میں سے ہے کیونکہ مسیحی پادری اور فلاسفر یہود ہی کا حصّہ ہیں۔ یہود میں سے جو مسیح ناصری پر ایمان لائے تھے وہ مسیحی کہلائے تھے پس مسیح دجال جو بگڑے ہوئے نصاریٰ کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہود میں سے ظاہر ہؤا۔ نیز قوم نصاریٰ نے جس سے مسیح دجال ظاہر ہؤا نشیب و فراز پر غلبہ پاکر ہمارے اس زمانہ میں یہود کی سلطنت دوبارہ فلسطین میں قائم کردی۔ جو قرونِ اُولیٰ سے مسلمانوں کے تصرف میں تھا۔ ۱۹۴۸ء میں برطانیہ۔ امریکہ اور اشتراکی روس نے دنیا کے منتشر یہودیوں کو جمع کرکے دوبارہ

[1] سُورہ کہف ع۱۱

فلسطین کے ایک حصے میں آباد کر دیا اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا اور اس حصے میں یہود کو سینکڑوں سالوں کے بعد دوبارہ سلطنت قائم کرنے کا موقعہ مل گیا جو "حکومتِ اسرائیل" کے نام سے قائم ہے جس نے حالیہ عرب اسرائیل جنگ میں مغربی اقوام کی مدد سے بیت المقدس پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

قوم لُدّ اسکی خصومت اور اس کا فساد

سورۂ مومن میں جنہیں مجادلین اور مغرور و متکبر لوگ کہا گیا ہے۔ سورہ مریم میں انہیں قَوْمًا لُدًّا اور سورۂ بقرہ میں اَلَدُّ الْخِصَامِ بھی کہا گیا ہے۔ سورۂ مریم میں ہے وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُدًّا۔ یعنی اے پیغمبر ہم نے تجھ پر یہ قرآن اس لئے اتارا ہے تا تو قوم لُدّ کو ہوشیار و آگاہ کر دے۔ اور سورۃ بقرہ میں ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سعى في الارض ليفسد فيها ويُهلِكَ الحرث وَالنَّسْلَ وَاللّٰه لا يحب الفساد۔ پس لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جن کی باتیں دنیا کی زندگی میں تجھے تعجب میں ڈالتی ہیں اور وہ خدا کو ان پر گواہ ٹھہراتا ہے جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو دشمن ہے اور جب وہ زمین پر حاکم بن جاتا ہے تو زمین میں ایسی تدبیریں اور کوششیں کرتا ہے جس سے فساد پھیلائے اور پیداوار اور نسل کو ہلاک کر دے اور اللہ تعالےٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

عربی لغت میں ہے اَلَدُّ۔ شَدِيْدُ الْخُصُوْمَةِ یعنی اَلَد کے معنی شدید جھگڑا کرنیوالے کے ہیں اور وہ جو دشمنی میں بہت بڑھا ہوا ہو۔ تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ اَلَدُّ کے معنی کجرو کے ہیں۔

امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ سے تین طریقہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَبْغَضُ الرِّجَال الى الله اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ یعنی تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ بُرا اور کمین خدا کے نزدیک سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا دشمن ہے۔ دوسری احادیث میں سب سے بڑا دشمن مسیح دجال کو قرار دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اَلَدُّ الْخَصِمُ مسیح دجال ہے یا یُوں سمجھ لیجئے کہ موجودہ زمانہ میں اَلَدُّ الخصم کا فردِ کامل موجودہ عیسائی پادریوں اور فلاسفروں اور ان کے آلہ کاروں کا گروہ ہے۔ جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں سے مذہبی جھگڑوں اور دشمنی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے ایسا کہ آدم سے لے کر اب تک کسی نے اتنا جھگڑا اسلام سے نہیں کیا جتنا اس زمانہ میں عیسائی پادریوں اور فلاسفروں سے ظہور میں آیا جنہوں نے نشر و اشاعت کے جدید وسائل و ذرائع سے کام لے کر جن کے وہ خود موجد ہیں۔ لاکھوں کتابیں اسلام کے خلاف لکھ کر دنیا بھر میں شائع کر دیں بلکہ کروڑوں کتابیں۔ رسائل۔ اخبارات غرضیکہ ہر ممکن ذرائع سے کام لے کر باطل

دلائل سے اسلام کو پامال کرنے کے منصوبے کئے کیونکہ سیاسی طاقت ان کے پشت پر تھی۔

اقوال میٹھے اور افعال قبیح

علامہ ابن کثیر نے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ کے تحت مسیح دجال سے متعلق بعض احادیث نقل کی ہیں اور لکھا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی زبانیں شہد سے میٹھی ہونگی مگر دل بھیڑیوں کی مانند ہوں گے۔ ان کے اقوال تعجب میں ڈال دیں گے اور ان کے اقوال جھوٹے عقائد فاسد اور افعال قبیح ہوں گے پادریوں اور فلاسفروں اور موجودہ یوروپین اقوام کی زبانیں ایسی ہی ہیں کہ ظاہر میں شہد سے میٹھی مگر بباطن دل بھیڑیوں کی مانند ہیں۔

قَوْمًا لُدًّا کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ وہ حق میں کجرو اور باطل کی طرف مائل قوم ہے قرطبی نے کہا ہے کہ قَوْمًا لُدًّا سے جھگڑالو اور کذّاب قوم مراد ہے۔ اور دُوسری احادیث میں جو گذر گئیں اور آئیں گی کذّاب مسیح دجال کو کہا گیا ہے۔ سورۂ کہف میں وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا میں بھی عیسائیوں کو انذار کے لفظ سے انتباہ کیا گیا ہے اور انذار کے لفظ سے جہاں اس قوم کے بد انجام کی طرف اشارہ ہے وہاں مسلمانوں کو بھی ان سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی ہے۔

کھیتوں اور نسلوں کو برباد کرنا

آیت مذکور میں یہ جو آیا ہے کہ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ یہی علامت یاجوج و ماجوج کی بابت تفاسیر میں آئی ہے چنانچہ علامہ ابن کثیر نے ان یاجوج و ماجوج کی جو زمانہ ذوالقرنین میں تھے یہی علامت لکھی ہے کہ وہ یاجوج و ماجوج ترکی ممالک پر خروج کر کے فساد اور لوٹ مار مچاتے تھے ويهلكون الحرث والنسل اور کھیتوں اور نسلوں کو برباد کرتے تھے[1]۔ جس سے واضح ہے کہ اس آیت میں دجّال اور اس کے سیاسی نمائندوں کے فساد ہی کا ذکر ہے۔

شرک و دہریّت کا شجرۂ ملعونہ اور زمانہ آدم کے ابلیس کے مظاہر و بروز

حضرت آدمؑ کو جنّت میں شرک اور نافرمانی کے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا گیا تھا اور ابلیس نے دھوکہ دیکر اسی درخت کا پھل کھانے کی آدم و حوّا کو ترغیب دیکر انہیں جنّت سے نکال دیا تھا۔ آج بھی ابلیس یاجوج و ماجوج کو آلۂ کار بنا کر بنی آدم کو وہی شرک و دہریت اور نافرمانی کا پھل کھلانا اور اسے جنّت سے محروم کر کے آدم کا پُرانا انتقام لینا چاہتا

[1] تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صہ ۱۰۳ یہ روایت اصل الفاظ میں یاجُوج و ماجُوج کے باب میں آئے گی۔

ہے۔ قرآن مجید اور احادیث سے اس طرف راہنمائی ملتی ہے۔ کہ شمالی علاقوں کے موجودہ یوروپین اقوام جنہیں ایشیاء اور جنوب کی طرف آنے سے ذوالقرنین نے دیوار بنا کر روک دیا تھا اسی ابلیس کے مظاہر اور نسل ہیں جس نے آدمؑ کو جنّت سے دھوکہ دے کر نکال دیا تھا۔

قرآن مجید میں اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ۔[1] آیا ہے کہ اے گمراہ تکذیب کرنے والو تم زقوم کے درخت سے کھانے والے ہو اور انہیں اصحاب شمال اور ضآلّون اور مکذّبون قرار دیا ہے اور ضآلّین اور مکذّبین دجالی گروہ کو کہا گیا ہے۔ چونکہ یوروپین اقوام دنیا کے شمالی علاقوں میں بستے ہیں۔ اور وہیں سے آخر زمانہ میں انہوں نے خروج کر کے دنیا کو گمراہ کرنا تھا اس لئے اصحاب الشمال کا اطلاق ان پر بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے یا یوں سمجھ سکتے ہیں کہ اصحاب شمال وضآلّون اور مکذبین کے افراد کامل موجودہ زمانہ میں ابلیس کے آلۂ کار شمال کے گمراہ مسیحی اور خدا کے منکر فلاسفر ہیں۔

سورۂ دخان میں بھی "شجرۂ زقوم" کا گنہگاروں کی خوراک ہونے کا ذکر آیا ہے۔[2] اور "شجرۂ ملعونہ" کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل میں آیا ہے۔[3] محاورہ اور لغت میں شجرہ خاندان کے ایک لمبے سلسلہ پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ جس میں ان کی اولاد کا ذکر ہو اور پھر ان کی اولاد کا نیچے تک۔ اس لئے اسے "شجرہ نسب" بھی کہتے ہیں۔ اور زقّوم قرآن مجید میں مکروہ چیزوں پر بولا جاتا ہے (مفردات المنجد میں ہے کہ جس درخت سے آدم علیہ السلام کو جنت میں کھانے سے منع کیا گیا تھا اس پر بھی شجرہ زقّوم اور شجرہ ملعونہ کا اطلاق پاتا ہے۔[4] زقّوم تھوہر کے درخت کو کہتے ہیں جو انتہائی کڑوا درخت شمار ہوتا ہے۔ منکرین آخرت اور شرک کرنے والوں کو مرنے کے بعد اسی کی خوراک دی جائے گی۔

قرآن مجید میں حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبان سے بگڑے ہوئے یہودیوں پر لعنت کی گئی ہے۔[5] پس شجرہ ملعونہ انہی بگڑے ہوئے نافرمان یہودیوں کے گروہ اور نسل پر اطلاق پا سکتا ہے جنہیں ذلیل بندر اور خنزیر بھی کہا گیا ہے۔[6] قرآن مجید میں ہے کہ ابلیس نے آدمؑ کو "شجرۂ خلد" کھانے کی ترغیب دی۔ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى۔[7] یعنی کیا میں تجھے ہمیشہ زندہ رہنے والے درخت اور ہمیشہ کی بادشاہت کی طرف راہنمائی کروں؟ پھر ابلیس نے قسم کھائی کہ وہ ان کے خیر خواہوں میں سے ہے۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ۔[8]

---

[1] سورۂ واقعہ ع ۲۔ [2] سورۂ دخان ع ۳۔ [3] بنی اسرائیل ع ۶۔ [4] المنجد زیر لفظ شجر شجرۃ ص ۳۸۵ مطبوعہ بیروت
[5] مائدہ ع ۱۱ و ع ۹۔ [6] مائدہ ع ۹۔ [7] سورۂ طٰہٰ ع ۷۔ [8] اعراف ع ۲۔

یہ عجیب توارد ہے کہ آج مسیحی بھی یہی کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کی الوہیّت اور کفارہ پر ایمان لانے سے تمہیں ہمیشہ کی زندگی ملے گی۔" نیز مُلْكٌ لَا يَبْلٰى یعنی ہمیشہ کی بادشاہت ملے گی"۔ اور وہ اپنے آپ کو بنی نوع انسان کا بڑا خیر خواہ اور نجات دہندہ ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ شیطان نے آدم وحوّا کو جنّت میں قسمیں کھا کر ان کے نجات دہندہ اور خیر خواہ ہونے کا یقین دلایا تھا۔

پس وہی ابلیس جس نے آغاز میں آدم کو شجر ممنوعہ کھلا کر جنّت سے محروم کر دیا تھا آج نئے بھیس میں جوش و خروش سے شمال سے نکل کر بنی آدم کو شجر ممنوعہ کھلا کر انہیں جنّت سے محروم کرنا اور ان سے پرانا انتقام لینے پر تُلا ہوا ہے۔

تفسیر رُوح البیان میں ہے کہ جب حضرت آدم کا جنّت[1] سے ہندوستان کی طرف ہبوط ہوا تو ابلیس سدّ یاجوج وماجوج کی طرف چلا گیا وَوَقَعَ اِبْلِيْسُ بِسَدِّ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ۔[2] محققین کی تحقیقات یہ ہے کہ وہ ابلیس جس نے آدم کو دھوکہ دیا در اصل جنس آدم میں سے ہی ایک انسان تھا جس پر اس کے دھوکہ دہی کی وجہ سے ابلیس کہا گیا ہے کیونکہ جو آدمی شیطانی کام کرتا ہے اسے شیطان کہتے ہیں۔

پس اس روایت کی رُو سے آدم تو ہندوستان کی طرف منتقل ہوئے اور ابلیس جو شیطان صفت انسان تھا وہ ان علاقوں میں جا بسا جو کوہ قاف کے پرے اب یوروپین شمالی علاقے کہلاتے ہیں۔ جنّت سے نکالے ہوئے اسی سرکش انسان کی نسل سے موجودہ یوروپین اقوام وجود میں آئیں جو پہلے سرکش وحشی اور ابلیس صفت تھیں اور ایشیاء کے لوگ انہیں جنّات کہا کرتے تھے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ کوہ قاف کے پرے پریوں اور جنّات کی حسین وجمیل مخلوق کی جو کہانیاں ایشیائی ملکوں میں مشہور ہیں ان کی مصداق یورپ کی یہی سفید فام مخلوق ہے اور آدم سے پہلے بھی یہ ایشیاء پر حکمرانی کرتے رہے ہیں۔ اور فساد اور بدامنی اور خونریزی اور لوٹ مار کا باعث بنتے رہے ہیں۔ اور انہیں کا مورثِ اعلیٰ تھا جس نے آدم کی خلافت ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں آدم سے زیادہ خوبصورت ہوں وہ مٹی سے بنایا گیا ہے۔ اور آج بھی یوروپین اقوام ایشیائی اقوام کے مقابلہ میں جنہیں وہ سیاہ فام کہکر حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ سفید فام اور خوبصورت ہونے کا دعوٰی رکھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمیں ایشیاء پر

---

[1] آدم کی جنّت زمین پر ہی تھی۔ بائبل میں ہے کہ عدن کا باغ تھا۔ (پیدائش)
[2] تفسیر روح البیان از شیخ اسماعیل حقی جلد ۱ ص ۷۶

حکومت کرنے کا حق ہے۔ کیونکہ ہم ان سے شکل وصورت میں بہتر ہیں اور ہماری تہذیب بھی اعلیٰ ہے سیاہ فام ایشیائی اقوام اور سفید فام شمالی مغربی اقوام کی یہ قدیم کشمکش نسلی امتیازات کے رنگ میں آج بھی پورے عروج پر ہے۔

آدم سے پہلے کے جنّات اور یورپین اقوام

بعض محققین نے پیدائش عالم کے سلسلے میں آدم کی پیدائش اور ایشیا یا افریقہ اور یورپ کے شمالی اقوام کی قدیم کشمکش اور یورپین اقوام کے فساد کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ محمد ناصر الملک ہز ہائی نس والیٔ چترال نے ایک کتاب "صحیفۃ التکوین" کے نام سے فارسی میں منظوم کی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ آدم سے قبل جنوبی علاقہ کے لوگوں پر یورپ کے جنّات حکمرانی کرتے تھے اور ہر طرف اہرمن یعنی سرکش منتشر تھے۔

البتہ خطّہ عرب قدیم سے باصفا انسانوں کا مسکن تھا۔ بحر عرب سے دریائے چین کے کنارے تک نوع انسانی بستی تھی۔ ان لوگوں کی آمد و رفت شمالی علاقوں یورپ افریقہ وغیرہ علاقوں کے ان جنّات کی طرف رہتی تھی جو ان کے قرب میں رہا کرتے تھے اور یہ نوع انسانی کبھی ان دشمن جنّات سے جنگ کرتی تھی اور کبھی ان سے صلح کرتی تھی۔ نسل انسانی ملکوں ملک آمد و رفت رکھتی اور ان دیووں وجنّات کے ساتھ میل ملاپ رکھتی تھی۔ یہ یاد رہے کہ یہ دیو وجنّات بھی انسان ہی تھے جنہیں سرکش ہونے کی وجہ سے جنّات کہا گیا ہے۔ نسل انسانی جو عرصہ تک ان جنّات کے ملکوں میں کنیزوں اور غلاموں کی طرح رہتی تھی انہی جنّات کی سی خُوخصلت اختیار کرتی تھی اور اپنی انسانوں والی خُوخصلت سے عاری ہوتی تھی۔ انسانی خُوخصلت سے عاری ہو جانے سے ان کی شکل بھی جنّات کی مانند ہو جایا کرتی تھی کیونکہ جب دل مسخ ہو جاتا ہے تو صورت پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے ان کا نام بھی جنّات ہی رکھا گیا دراصل انسان بُرے اطوار سے پاک تھا مگر جنّوں اور دیووں کی صحبت اختیار کرنے اور ان کی تقلید کرنے سے بُرا بن گیا۔ ان پر عرصہ کے بعد قیامت آئی اور یہ قومیں زوال پذیر ہوگئیں اور شمالی علاقے موسمی تغیّرات کی وجہ سے خشک ہوگئے اور یہ علاقے گرم ہو گئے تب انسانی نسل کے غلبہ کا زمانہ آیا۔ اور بحر عرب کے باصفا لوگ جنوب کے میدانوں سے دیگر علاقوں کی طرف آئے اور انہوں نے بحر قلزم اور بحیرہ روم کے ارد گرد وطن بنا کر رہنا شروع کر دیا اور صدیوں تک یہاں رہے مگر بالآخر ایک دور ثلج (قیامت وانقلاب) آیا جس سے علاقہ کی برف پگھلنی شروع ہوئی اور گرمی سے پانی چڑھ آیا۔ اور بحر قلزم اور بحر رُوم

سے بھی باہر قدم رکھنے اور بہنے لگا۔ اس طوفان سے ساحلی علاقے سب غرقاب ہو گئے اور نسل انسانی پانی کی نذر ہو گئی۔ اس زمانہ میں ایسا جدید تغیّر وتبدل ہُوا۔ کہ شام سے کوہ قمر تک زمین شق ہو گئی اس دَور کے بعد بحر قلزم کے ساحلی علاقہ میں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا ظہور ہُوا جس پر پہلی دفعہ اللہ تعالٰے نے وحی بھیجی اور انہیں نبوّت سے سرفراز کیا[۱]

اس تفصیل کے ذکر سے مقصد یہ ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ آدم سے قبل بھی یورپین علاقوں کے سرکش لوگ شمالی علاقوں پر حکمرانی اور جنوبی علاقوں کی نسلِ انسانی پر حملے کیا کرتے تھے۔

خوبصورت مخلوق ہونے کا گھمنڈ اور نسلی امتیاز کے فسادات

ہم پچھلے ابواب میں کئی جگہ قرآن و احادیث کی رُو سے دکھا چکے ہیں کہ مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کے حلیہ میں آیا ہے کہ وہ خوبصُورت مخلوق ہو گی۔ یہی علامت عیسائی لٹریچر کی رُو سے ابلیس کی بھی بتائی گئی ہے جس کا خلیفہ اور بروز موجودہ مسیحی قوم ہے چنانچہ ایک عیسائی رسالہ میں لکھا ہے "(شیطان) نہایت ہی خوبصورت مخلوق ہے ہاں شاید خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ خوبصورت مخلوق وہی ہے"[۲]

موجودہ زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحی قوم بھی خوبصورت قوم ہے اور شاید خدا کی مخلوق میں بہت زیادہ خوبصورت یہی قوم ہو اور مسیحی قوموں کو خود بھی اس پر فخر ہے اور وہ فخر سے دعویٰ کرتی ہیں کہ ہم تمام ایشیائی وغیرہ اقوام سے زیادہ حسین مخلوق ہیں اس لئے قدرت نے انہیں ان اقوام پر حق حکمرانی عطا کیا ہے۔ ایشیائی اقوام انہیں سفید فام بھی کہتے ہیں یعنی سفید چمڑی والی مخلوق اور مسیحی یورپین قوم ایشیائی قوموں کو "سیاہ فام" یعنی کالی چمڑی والی اقوام کہتی ہے۔

امریکہ۔ برطانیہ اور دیگر یورپین ممالک میں آئے دن نسلی امتیاز کے جو جھگڑے اور لڑائیاں برپا ہوتی ہیں۔ وہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں گذشتہ صدیوں میں یورپین اقوام نے افریقہ کے سیاہ فام حبشیوں کو غلام بنا کر امریکہ میں بسایا اور ان سے کتّوں سے زیادہ بدتر سلوک کرتے رہے اب یہ سیاہ فام حبشی بیدار ہو گئے ہیں اور اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں جس سے سفید فام امریکنوں اور سیاہ فام حبشیوں کی کشمکش زبردست تحریک کی صُورت اختیار کر گئی

---

[۱] تفصیل کے لئے دیکھئے "صحیفۃ التکوین" از محمد ناصر الملک ہز ہائی نس والیٔ چترال طبع اتحاد پریس لاہور جنوری ۱۹۳۸ء

[۲] موجودہ سچائی سلسلہ ۳۰ "گناہ کا آغاز" از جان فورڈ۔

ہے اور سفید فام حبشیوں میں سے آئے دن کسی نہ کسی کو قتل کرتے رہتے ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں سیاہ فام مسلمانوں کے راہنما میلکم ایکس کو امریکہ میں وحشیانہ طریق سے قتل کر دیا گیا ہے اس تحریک کے بانی الیجاہ محمد ہیں امریکی انہیں (Black Muslimes) کہتے ہیں ان مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ سیاہ فام انسان دنیا کے اصل باشندے ہیں اور امریکی سیاہ فام لوگ جو ان شیطانوں کے غلام رہے ہیں ابتداء میں مسلمان تھے۔ لیکن ان سفید چمڑی والوں اور نیلی آنکھوں والوں نے ان سے ان کا مذہب۔ زبان۔ تمدن۔ لباس۔ نام غرضیکہ سب کچھ چھین لیا۔ جب اس ذریت شیطان کی تباہی آگئی تو اس کی ابتداء امریکی بدمعاشوں سے ہوگی شیطان جس نے آدم کو پھسلایا تھا ایک انسان تھا اور یہ سفید فام لوگ اسی کی نسل سے ہیں لیکن ہم عرب اور ایشیاء کے سفید لوگوں کو شیطان کی اولاد نہیں سمجھتے جن کی آنکھیں نیلی ہوں وہ یقیناً زمرۂ شیاطین میں شامل ہیں۔"[1]

عقل و حکمت پر گھمنڈ ابلیس نے آدم کے مقابلہ میں اپنے حسن و جمال اور حکمت و عقل پر گھمنڈ کر کے اس کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں بھی ہے کہ ابلیس نے کہا اے اللہ! تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔ میں اس سے زیادہ خوبصورت اور بہتر مخلوق ہوں[2] میں کیسے آدم کی جس کی صورت میری صورت سے کمتر ہے اطاعت کروں۔ ابلیس نے حکمت و عقل میں بھی آدم سے بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

پرانا اژدہا یا ابلیس یہ بھی واضح رہے کہ مسیح دجال ایوب اور دانی ایل اور یوحنا کو اژدہا کی صورت میں دکھلایا گیا[3] اور اژدہا اسی پرانے سانپ یعنی ابلیس کو کہا گیا ہے۔ مکاشفہ میں ہے "اور وہ بڑا اژدہا یعنی وہی پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے۔ اور سارے جہان کو گمراہ کرتا ہے زمین پر گرا دیا گیا اور اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ گرا دیئے گئے۔" (مکاشفہ ۱۲ $\frac{۷}{۹}$)

خناس اور مسیح دجال قرآن مجید میں ابلیس کو خناس بھی کہا گیا ہے اور عبرانی میں اسے نحاش کہا گیا ہے اور اس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ مخفی طریقوں سے ساحرانہ رنگ میں لوگوں کے دلوں میں وسوسے اور شبہات پیدا کرتا رہتا ہے اور یہ ساری صفات آجکل موجودہ مغربی مسیحی پادریوں اور فلاسفروں میں پائی جاتی ہیں۔

[1] روزنامہ مشرق لاہور ۱۹ مارچ ۱۹۶۵ء [2] سورۂ اعراف ع۲ و سورۂ ص ع۵۔ [3] تفصیل بائیبل کی رُو سے "مسیح دجال" کے باب میں آئے گی۔

پس ہو سکتا ہے کہ جو ابلیس صفت انسان آدم کے ساتھ جنّت سے نکالا گیا تھا وہ کوہ قاف سے پرے شمالی علاقوں میں جا بسا۔ جہاں اس کی اولاد پھیلی اور وہ موقعہ ملنے پر جنوبی اقوام پر حملہ کرتی رہتی تھی انہی کا نام یاجوج و ماجوج پڑا وہ کئی بار خروج کر چکے ہیں وہی اب پھر بنی آدم کو گمراہ کر رہے ہیں اور دنیا کے لوگوں میں وسوسے اور شبہات پیدا کر رہے ہیں۔

یاد رہے کہ ابلیس اور مسیح دجال دونوں دراصل شیطان کے نام ہیں جب وہ دُنیا میں گمراہی پھیلانا چاہتے ہیں تو کسی آدمی یا کسی قوم کو اپنا خلیفہ اور اپنا آلۂ کار بناتے ہیں اور ان کے ذریعہ گمراہی پھیلاتے ہیں سو اس زمانہ میں ابلیس نے مسیحی پادریوں اور فلاسفروں کو اپنا آلۂ کار منتخب کیا اور ان کے ذریعہ دنیا میں گمراہی پھیلا رہا ہے۔ پس مسیحی قوم کے بگڑے ہوئے حصّہ کو ہی مسیح دجال کہا گیا ہے اس لئے کہ وہی اس زمانہ میں مسیح دجال کا کامل مظہر اور کامل بروز ہے اور اس میں ابلیسی رُوح پوری طرح کارفرما ہے یہاں تک کہ گویا وہی مسیح دجال اور وہی ابلیس ہے جو آدم کی اولاد کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی آخری جنگ لڑ رہا ہے۔

برٹینڈ رسل مشہور عیسائی فلسفی ہے اس نے ایک کتاب (Human Socity) لکھی ہے۔ اس میں اس نے لکھا ہے۔

"ہیتی کی بندرگاہ پورٹ پرنس میں ملکیوں نے مسیح اور شیطان کے سنگین مجسمے نصب کر رکھے ہیں۔ مسیح کا مجسمہ سیاہ رنگ کا ہے اور شیطان کا مجسمہ سفید رنگ کا ہے۔"[1]

ظاہر ہے کہ خود بعض مغربی محققین نے تسلیم کیا ہے کہ شیطان کا رنگ سفید ہے۔ آجکل سفید رنگ کی قوم صرف یورپین مسیحی اقوام ہیں۔ اور ان کا نام ہی سفید فام رکھا گیا ہے اور اسی سفید رنگ کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ایشیائی اقوام کے مقابلہ میں اپنا غلبہ۔ تفوّق اور خدا کی بہتر مخلوق ہونا جسے اس نے ایشیائی اقوام پر حکومت کرنے کے لئے پیدا کیا ہے ثابت کرتے ہیں اور یہی وہ ابتدائی فخر و تکبّر تھا جسے شیطان نے آدم کے مقابلہ میں پیش کر کے آدم کی اطاعت کی بابت حکم الٰہی ماننے سے انکار کر دیا تھا کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ موجودہ ملحد مسیحیّت ابلیس کے نقش پر ہے اور اس زمانہ میں سابق آدم پر حملہ کی طرح دوبارہ بنی آدم پر حملہ آور ہو چکی ہے اور ان سے آخری فیصلہ کن جنگ لڑ رہی ہے پہلے ابلیس کے مقابلہ پر آدم تھا اور اس ابلیس کے مقابلہ پر بھی آدم اوّل کا بروز مسیح موعود ہے۔ یہی ابتدا سے خدا کی مشیّت تھی کہ جب آخر زمانہ میں ابلیس پورے ساز و سامان کے

[1] بحوالہ ماہنامہ فنون لاہور جولائی اگست ۱۹۶۶ء اشاعت خاص۔

ساتھ بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی آخری جنگ لڑنے نکلے گا تو آدم اوّل کی طرح اس کی کشتی اس کے بروز مسیح موعود و مہدی معہود (آدمِ ثانی) سے ہو۔ تاکہ ابلیس کو انجام کار سنگین شکست دی جائے کیونکہ اس زمانہ میں مقدر تھا کہ ابلیس آدم ثانی پر غالب نہ آسکے جیسے پہلے غالب آیا تھا بلکہ مسیح موعود (آدم ثانی) ابلیس پر غالب آجائے اور ابلیس ہمیشہ کے لئے مغلوب ہو جائے تاکہ مؤمنین یہ دیکھکر خوش ہوں کہ انجام کار کامیابی اور فتح و نصرت مؤمنین کے لئے ہے نہ کافرین و مکذبین کیلئے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

بابِ ششم

قیامت اور مسیح دجّال کی علامات و متعلقات احادیثِ نبویّہ کی رو سے

——— فصل اول ———

علامات اور پیشگوئیوں کی تفہیم کے لئے چند اصولی امور

قرآن مجید میں جو علاماتِ قیامت وارد ہوئی ہیں ہمارے موجودہ زمانے میں ظاہر ہو چکی ہیں۔ جن کا بیان پیچھے گذر چکا اب ہم احادیثِ نبویّہ میں آمدہ علامات درج کرتے ہیں:۔

قیامت کے معنے کھڑے ہونے کے ہیں۔ قیامتِ کبریٰ قائم ہونے پر تمام لوگوں کو نئی زندگی دے کر کھڑا کیا جائے گا۔

قیامت کبریٰ کے علاوہ مسیح آخر الزمان اور مسیح دجال کے زمانہ کو قیامتِ صغریٰ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ گویا ایک تو قیامتِ کبریٰ ہے جو سارے عالم کے لئے مقدر ہے اور دوسری قیامتِ صغریٰ ہے جو قیامتِ کبریٰ سے قبل اس کے لئے بطور نمونہ و ارہاص کے ہے۔

کتب احادیث و تفسیر میں مسیح موعود اور مسیح دجال کے زمانہ کو قیامتِ صغریٰ یعنی چھوٹی قیامت کے نام سے خاص طور پر موسوم کیا گیا ہے۔ کیونکہ مذاہب عالم کی پیشگوئیوں کی رُو سے یہ زمانہ آدمؑ کی پیدائش سے قیامت تک کے زمانوں میں عظیم انقلابات و تغیرات کا زمانہ ہے۔

علاماتِ قیامتِ صغریٰ زمانۂ دجّال کے قرب و بُعد کے لحاظ سے دو حصّوں میں منقسم ہو سکتی ہیں۔ (۱) علامات بعیدہ (۲) علاماتِ قریبہ۔ یعنی ایک وہ دُور کی علامات جو ظہور دجال سے قبل از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بعد کذب و فساد کے گذشتہ ہزار سالہ دَور میں وقوع پذیر ہوتی

رہی ہیں جس میں قرونِ ثلاثہ کے بعد اسلام پر زوال آنا شروع ہو گیا۔ مثلاً یہ علامات کہ صالح لوگ اُٹھ جائیں گے۔ مسلمان یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار کرلیں گے۔ امت پر بدکار اور ظالم و جابر بادشاہ مسلّط ہوں گے۔ احمق لوگ دولت مند ہوں گے۔ دیندار شدید تنگی میں ہوں گے۔ غیر قومیں مسلمانوں کے خلاف لڑیں گی۔ خیانت۔ ناپ تول میں کمی۔ ظلم۔ بدعہدی۔ شراب نوشی عام ہوگی۔ میٹھی زبان ہوگی مگر دل سے بے ایمان ہوں گے۔ ظاہر اچھے اور باطن شیطان ہوں گے۔ دُنیا کے بدلے دین بیچنے والے لوگ ہوں گے۔ قتل کثرت سے ہوں گے۔ علماء بگڑ جائیں گے۔ مسلمان تبلیغِ دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام چھوڑ دیں گے۔ شرک و بُت پرستی پھیلے گی۔ غیر دینی علوم سیکھے جائیں گے۔ والدین کی نافرمانی اور گانا بجانا وغیرہ ہونگے جن کا ذکر احادیث میں مفصّل موجود ہے اور سب پر واضح ہیں۔ علامہ ابنِ حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ یہ تمام علامات ظہور دجال سے قبل ظاہر ہوں گی اور اس پر طبرانی کی حدیث سمرہ و انس۔ احمد۔ ابو یعلی۔ ابن ماجہ کی حدیث ابوہریرہ (رد ببعضیہ) اور ترمذی وغیرہ کی کئی احادیث پیش کی ہیں۔

دوسری وہ علامات جو زمانۂ دجال سے براہ راست یا اس کے قریب زمانہ سے تعلق رکھتی ہونگی مثلاً یاجوج و ماجوج کا غلبہ ہو جانا۔ مسیح موعود کا مبعوث ہونا۔ دابۃ الارض کا نکلنا۔ آگ اور دھوآں ظاہر ہونا۔ خسف و مسخ ہو جانا۔ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا۔ نئی نئی سواریوں کا نکلنا۔ آمد و رفت کے وسیع برّی۔ بحری اور فضائی وسائل پیدا ہو جانا۔ زمینی کمالات ایجادات اور صنعتی ترقی کا کمال تک پہنچنا۔ جسمانی۔ رُوحانی۔ علمی۔ ذہنی غرضیکہ ہر شعبۂ زندگی میں انقلاب رُونما ہونا۔ مختلف قوموں کا خیالات و نظریات میں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرنا۔ باہمی قوموں کی بڑی جنگیں کرنا اور لڑائیاں لڑنا۔ مہیب جنگی اور آتشی اسلحہ کا کثرت سے تیار کیا جانا اور برّ و بحر میں عظیم انقلابات و فسادات کا نمودار ہونا[۱]

اسی وجہ سے اس زمانہ کو خاص طور پر قیامتِ صغریٰ کا زمانہ قرار دیا گیا ہے یہ تمام علامات قریبہ و بعیدہ سب پوری ہو چکی ہیں اس لئے در اصل قیامتِ صغریٰ بھی قائم ہو چکی ہے۔

اسی طرح اور بھی علامات ہیں جو مسیح و مہدی کی علامات میں بھی شمار ہوتی ہیں کیونکہ مسیح دجال اور مسیح موعود کا زمانہ ایک ہی ہے۔

---

[۱] ان علامات کیلئے بخاری۔ مسلم۔ کنز العمال وغیرہ کتب کے ابواب الفتن دیکھیں۔ خاکسار نے "علاماتِ قیامت" کے نام سے ایک علیحدہ رسالہ بھی لکھا ہے جس میں مذکورہ علامات تفصیل سے درج کی گئی ہیں۔ یہاں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔

متشابہات کو محکمات کے تابع رکھنا چاہیئے

اس جگہ یاد رہے کہ پیشگوئیوں اور علامات کی صحیح تاویل و تفہیم کے لئے بعض اصولی امور کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے پیشگوئیاں محکمات اور متشابہات دو بڑے اقسام پر مشتمل ہوتی ہیں اور مؤمنین صادقین کا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے کہ متشابہات کو محکمات کے تابع رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں کسی قدر اخفا اور متشابہات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تورات و اناجیل میں جو پیشگوئیاں چلی آتی ہیں وہ نہایت ظاہر الفاظ میں ہوتیں کہ آنے والا نبی آخر الزمان اسماعیل کی اولاد میں سے ہوگا اور شہر مکہ میں ہوگا تو یہودیوں کو آپؐ کو ماننے میں کوئی انکار نہ ہوسکتا تھا۔ لیکن قدیم سے سنّتِ الٰہی یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ ان میں متقی کون ہے جو صداقت کو اس کے نشانات سے دیکھکر پہچانتا ہے اور اُسے مانتا ہے اور ایسا شخص کون ہے جو اپنے دل میں کجی اور زیغ رکھتا ہے اور متشابہات کا پیچھا کر کے ایمان سے محروم رہ جاتا ہے۔

اگر اس سنّتِ الٰہی کو پیش نظر نہ رکھا جائے۔ تو پیشگوئیوں اور ان پر مشتمل بظاہر متضاد اور خلاف عقل روایات کو حل کرنا مشکل ہے۔ جس نے آخری زمانہ سے متعلق حادثات قیامت مسیح دجال یاجوج و ماجوج۔ دابۃ الارض۔ مسیح و مہدی مغرب سے سُورج چڑھنا۔ دخان خسف و مسخ وغیرہ علامات کے بارے میں روایات کا مطالعہ کیا ہوگا وہ جانتا ہوگا کہ ان روایات میں بظاہر کتنا تضاد اور شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے انہیں متشابہات میں سے قرار دیا ہے بعض نے ان پر شدید تنقید کی ہے اور بعض نے سرے سے ہی ان کا انکار کر دیا ہے موجودہ علماء میں سے علامہ فرید وجدی مصر اور بعض دیگر علماء بھی ہیں جنہوں نے ان روایات پر عقل و عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے شدید تنقید کی ہے۔ بعض نے اصول شریعت اور عقل کے مطابق ان کی تاویل و تعبیر کی ہے تاکہ ان سے کوئی محظور لازم نہ آئے۔ اور متشابہات کے لئے ہر مذہب کے سلیم فطرت انسان کے لئے یہی اصول ہے کہ محکمات کے مطابق ان کی تاویل و تعبیر کی جاتی ہے کیونکہ پیشگوئیاں کشوف و رؤیا سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اکثر تعبیر طلب ہوتی ہیں۔

متضاد روایات اور ان کا حل

اگر ان روایات کو ظاہری مفہوم میں لیا جائے تو واقعی ان میں شدید اختلاف و تضاد پایا جاتا ہے۔ مثلاً بعض روایات میں ہے کہ ابنِ صیاد جو مدینہ میں کسی یہودی کے گھر پیدا ہُوا تھا اور اس میں دجال والی بعض علامات پائی جاتی تھیں وہ دجال معہود ہے جس پر بعض صحابہ قسمیں کھاتے تھے کہ یہی دجال معہود ہے جو مسلمان ہو کر مرا[1]۔ بعض کا

[1] بخاری و مسلم کتاب الفتن۔

خیال ہے کہ زمانہ نبوی میں تمیم داری نے جس دجال کو گرجا میں مغرب کے ایک جزیرہ میں زنجیروں میں جکڑا ہُوا دیکھا وہ دجال ہے اور آخر زمانہ میں نکلے گا[1] بعض کہتے ہیں دجال شیطان ہے بعض جزائر میں اسے زنجیروں میں باندھا گیا ہے[2]۔ اسی طرح مسیح دجال کی وجہ تسمیہ میں پچاس اقوال مروی ہیں[3]۔

بعض کہتے ہیں کہ دجال یہودیوں میں سے نکلے گا[4]۔ اور بعض روایات میں ہے کہ عیسائیوں سے تعلق رکھتا ہوگا جیسا روایت ہے کہ جو سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات پڑھے گا وہ مسیح دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور ان دس آیات میں خدا کا بیٹا بنانے والے عیسائیوں کا ردّ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح دجال خدا کا بیٹا بنانے والے عیسائیوں سے تعلق رکھتا ہے اور یکسر الصلیب[5] والی حدیث سے بھی یہی مترشح ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال فرد واحد ہے[6]۔ اور بعض دوسری روایات اور لُغت سے معلوم ہوتا ہے[7] کہ وہ جھوٹوں کا ایک گروہ ہوگا اور بعض مفسرین نے سورۃ مومن کی آیت اکبر من خلق الناس (مومن ع ۶) میں النّاس سے دجال مراد لیا ہے[8] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال وحدت شخصی نہیں بلکہ وحدت نوعی ہے۔ پھر دجال کی عمر میں متضاد روایات ہیں کسی میں ہے کہ دجال بوڑھا آدمی ہوگا کسی میں ہے۔ کہ جوان آدمی ہوگا اور دونوں قولوں کی سند صحیح ہے[9]۔

دجال کے حلیہ والی روایات میں بھی تضاد ہے۔ بعض میں ہے کہ دجال جسیم ہے بعض میں سُرخ اور بعض میں سفید خالص اور بعض میں گندم گوں تبلایا ہے۔ بعض میں ہے گھونگھریالے بال ہوں گے بعض میں ہے کہ سیدھے بال ہوں گے۔ بعض میں ہے دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ بعض میں ہے کہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ بعض میں ہے کہ دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ دونوں پنڈلیوں کے بیچ میں فاصلہ ہوگا یا دونوں پاؤں میں کجی ہوگی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ر لکھا ہوگا بعض میں ہے کہ لمبے قد والا ہوگا یہاں تک کہ بادلوں کو پکڑے گا۔ بعض میں ہے پستہ قد ہوگا[10]۔ اسی طرح بعض روایات میں ہے کہ اس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھا اَن پڑھا کاتب و غیر کاتب پڑھ لے گا اور بعض روایات میں ہے کہ صرف وہ پڑھے گا جو اس کے اعمال کو ناپسند کرتا ہوگا[11]۔

[1] و [2] بخاری و مسلم کتاب الفتن۔ [3] فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن ذکر دجال [4] مسلم کتاب الفتن۔ [5] بخاری و مسلم باب نزول عیسٰی بن مریم [6] بخاری و مسلم کی روایات دجال [7] المنجد و تاج العروس وغیرہ عربی لغات۔ [8] تفسیر معالم التنزیل از علامہ بغوی آیت مذکور۔ [9] اقتراب الساعۃ صہ ۱۲۳ [10] اقتراب الساعۃ نیز فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن و مسلم وغیرہ کتب حدیث۔ [11] فتح الباری شرح بخاری و مسلم اور دیگر کتب حدیث کے ابواب دجال دیکھیے۔

اسی طرح دجال کے مقام خروج میں اختلاف ہے بعض روایات میں ہے کہ حیات نبوی میں مدینہ سے نکلا اور مسلمان ہو کر مر گیا بعض میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے خواب میں دیکھا اور بعض میں ہے کہ مغرب کی طرف دریا کے جزیرہ میں زنجیروں میں ایک گرجا میں قید ہے آخری زمانہ میں وہاں سے نکلے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہودیہ اصفہان سے نکلے گا بعض روایات میں ہے کہ مشرق سے نکلے گا۔ بعض میں یمن اور شام سے بھی اس کے نکلنے کا ذکر ہے۔[1]

بعض روایات میں ہے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور یہ روایت بھی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے خانہ کعبہ (مکہ) کا طواف کرتے دیکھا آگے آگے مسیح ابن مریم طواف کر رہا تھا پیچھے پیچھے مسیح دجال۔ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ دجال مسیح ابن مریم کو دیکھ کر نمک کی طرح پگھل جائے گا۔ اور بعض میں ہے کہ مسیح اسے قتل کرے گا مگر طواف کے وقت وہ نہیں پگھلا اور نہ مسیح ابن مریم نے اسے حربہ سے قتل کیا۔[2] بعض روایات میں ہے کہ وہ خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا اور انہی روایات میں ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ بعض روایات میں اسے انتہائی صاحب کمال اور عجیب و غریب خوارق عادت دکھلانے والا بتایا ہے۔ اور انہی روایات میں ہے کہ وہ اندھا کانا ہوگا اور کوڑھوں اور اندھوں کو ٹھیک کرے گا۔ مگر اپنی آنکھوں کے عیب کو دور نہ کر سکے گا۔[3] اسی طرح دجال کے قیام کی مدت روایات میں مختلف بتلائی گئی ہے۔ کسی روایت میں ہے کہ دجال چالیس یوم زمین پر رہے گا۔ بعض میں ہے کہ چالیس برس رہے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کے دن عام دنوں کی مانند ہوں گے اور بعض میں ہے کہ اس کا ایک دن ایک ماہ کی مانند ہوگا اور ایک ماہ سال کے مانند ہوگا۔[4]

اسی طرح لکھا ہے کہ دجال کے ساتھ جنّت و دوزخ ہوں گے کسی کو جنّت میں اور کسی کو دوزخ میں ڈال دے گا پھر انہی روایات میں ہے کہ صرف جنّت و دوزخ کی مانند صورتیں ساختہ ہوں گی پھر یہ بھی ہے کہ جسے دوزخ میں ڈال دے گا اس کے لئے وہ جنّت ہو گی اور جسے جنّت میں ڈال دے گا اس کے لئے وہ دوزخ ہو گی۔[5]

مسیح دجال کے گدھے کے بارے میں جو روایات آئی ہیں۔ وہ نہ صرف مختلف ہیں بلکہ عقل و عادت

[1] اقتراب الساعۃ و مظاہر حق وغیرہ دیکھئے۔ [2] اقتراب الساعۃ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ و مظاہر حق وغیرہ دیکھیں۔
[3] ایضاً [4] بخاری و مسلم کتاب الفتن ذکر الدجال نیز کنز العمال۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ فتح الباری شرح بخاری دیکھئے۔ [5] ایضاً۔

اور سنّت اللہ کے خلاف ہیں مثلاً یہ کہ دجال ایسے گدھے پر سوار ہو کر آئے گا جس کے ایک کان سے لے کر دوسرے کان تک چالیس گز کا فاصلہ ہوگا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ ستّر باع فاصلہ ہوگا۔ آگ اور پانی اس کی خوراک ہو گی یعنی گدھوں کی عام عادت کی طرح گھاس نہیں کھائے گا بلکہ آگ کھانیوالا ہوگا۔ اس کے پیٹ میں ایسے سوراخ ہوں گے جن میں سے لوگ اندر داخل ہو کر سوار ہوا کریں گے اس کا ایک قدم درجنوں میل لمبا ہوگا اور ہزاروں آدمی اس پر سوار ہوا کریں گے۔ ایسا تیز رفتار ہوگا۔ کہ اس کے چلنے سے زمین لپٹتی چلی جائے گی اور ہوا کی مانند تیز جائے گا۔ مشرق و مغرب کو گھوم جائیگا اس کے اندر روشنی اور فائدے والے سامان ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔[1]

اسی طرح یاجوج و ماجوج کے بارے میں روایات باہم مختلف و متضاد ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ آدم کی نسل سے نہیں بعض میں ہے کہ آدم کی نسل غیر حوّا سے ہیں بعض میں ہے کہ آدم و حوا ہی کی نسل سے ہیں بعض روایات میں ان کے اوصاف ایسے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ عام انسانوں کی طرح نہیں بلکہ انسانوں سے مختلف کوئی عجیب و غریب مخلوق ہے۔ بعض میں ان کے پست قد بیان کئے گئے ہیں بعض میں ہے، کہ درختوں کی مانند لمبے ہونگے بعض میں ہے، کہ انکے کان اتنے چوڑے ہونگے کہ انہیں نیچے بچھا دینگے اور بعض روایات میں ہے، کہ کانونکو چادر کی طرح اوڑھینگے، گویا مختلف حلیے بیان کئے گئے ہیں بعض میں گھنے بالوں والے بعض میں آدھے سر کے بالوں والے اور بعض میں اس سے مختلف حلیہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے۔ کہ کوہ قاف کے پیچھے دیوار ذوالقرنین کو چاٹتے رہتے ہیں اور ابھی تک نہ وہ دیوار ٹوٹی اور نہ وہ نکل سکے۔ حالانکہ بخاری میں روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی دیوار یاجوج و ماجوج کھلنی شروع ہو گئی تھی۔ جیسا آگے آئے گا۔ علاوہ اس کے موجودہ زمانہ میں جبکہ زمین کا چپہ چپہ یوروپین اقوام نے چھان مارا۔ برّ و بحر میں رسائی حاصل کی نہ وہ دیوار ذوالقرنین کہیں کھڑی نظر آئی اور نہ مزعومہ عجیب صفات والی مخلوق یاجوج و ماجوج کہیں نظر آئی۔ پھر دیوار سے خروج کے برعکس بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ دریا کی راہ سے خروج کریں گے۔[2] یہ بھی آیا ہے کہ تمام قومیں جو مری ہوں گی دوبارہ زندہ ہوں گی حالانکہ قرآن مجید میں ہے کہ کوئی شخص مر کر دوبارہ زندہ ہو کر اس دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔[3] ایسے ہی دابۃ الارض۔ طلوع شمس من المغرب دخان وغیرہ علامات قیامت سے متعلق۔ متضاد۔ اصول شریعت اور عقل کے خلاف روایات آتی

[1] بخاری و مسلم کتاب الفتن وغیرہ۔ [2] و [3] ان تمام روایات کے لئے دیکھئے صحاح ستہ۔ کنز العمال ذکر یاجوج و ماجوج نیز اقتراب الساعۃ۔ تفسیر ابن کثیر زیر آیت یاجوج و ماجوج و تفسیر درِ منثور از سیوطی مطبوعہ مصر۔

ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دابۃ الارض زمینی کیڑا ہے۔ بعض سے حیوان اور بعض سے انسان اور بعض سے انسان حیوان دونوں معلوم ہوتا ہے۔ سورج کا مغرب سے چڑھنے کے بارے میں ظاہر روایات عام عادت اور سنّت اللہ کے خلاف ہیں کیونکہ قیامت سے قبل سنت اللہ جو اس نظامِ کائنات میں جاری وساری ہے وہ تبدیل نہیں ہوسکتی جیسا فرمایا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا (بنی اسرائیل) دخان کی بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زبردست دھوآں ہوگا بعض سے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

یہ ان روایات کا سرسری خلاصہ ہے جو زیرِ نظر موضوع سے متعلق وارد ہوئی ہیں جنہیں اس لئے درج کیا گیا ہے تا معلوم ہو کہ ان میں کتنا تضاد و اختلاف موجود ہے اور ان سب کو حل کرنا انہیں قابل قبول اور قابل استفادہ بنانا کس قدر ضروری ہے۔ ان کا ظاہر مان لیا جائے تو بڑے شرعی عقلی اور عادی محظورات لازم آتے ہیں۔ ظاہر مفہوم کے لحاظ سے ان روایات کو اگر آجکل کی علمی اور عقلی دنیا میں پیش کیا جائے تو مضحکہ خیز ہوں گی۔ جیسا ہمارے موجودہ غیراز جماعت علماء نے ان کو پیش کر کے مضحکہ خیز اور ہنسی مزاح کا نشانہ بنا دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے نئے تعلیم یافتہ نوجوان جو مغربی علوم جدیدہ سے متأثر ہیں اور دیگر مسلمان موجودہ علماء کی ان روایات کی غیر معقول تشریحات سُن کر اسلام ہی سے بدظن ہو کر اسلام کو خیرباد کہہ چکے ہیں اور وہ دہریہ بن گئے۔ بہت سے مسلمان اور مسلم مولوی بھی عیسائی بن گئے اور عقل اور فطرت سلیمہ رکھنے والا کوئی مسلمان ان روایات کا ظاہر مفہوم لے کر اسلام کو شرح صدر سے سچا یقین نہیں کرسکتا۔ رسمی طور پر اسلام کو ماننا اور چیز ہے ورنہ ان متضاد روایات کے ظاہری مضمون سے ہر اچھا بھلا مسلمان بھی گھبرا جاتا ہے اور اس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہونے لگتے ہیں اور دیر یا سویر اسلام ہی کو خیرباد کہنے کی نوبت آجاتی ہے۔

جن روایات میں تضاد ہے ان میں سے جس کسی ایک روایت کو مانا جائے تو اس کی ضد کو ردّ کرنا پڑے گا کیونکہ آگ اور پانی بیک وقت جمع نہیں ہوسکتے جو روایات اصول شریعت کے خلاف ہیں جیسے دجال کا مردوں کو زندہ کرنا یا الوہیّت کے اختیارات کا حامل ہونا۔ ان سے توحید۔ نبوّت معجزات اور آدم سے لے کر اس وقت تک کی تمام شریعتوں کا ابطال واستیصال لازم آتا ہے۔ جو روایات عام عادت یا عقل یا سنّت اللہ کے خلاف پڑتی ہیں۔ جیسے دجال کے گدھے کی روایات یا سورج کا مغرب سے چڑھنا وغیرہ، سے شرعی محظورات کے علاوہ عقلی اور عادی محظورات لازم آتے ہیں اور عادت اللہ قیامت سے قبل تبدیل نہیں ہوسکتی۔

ان محظورات کو دیکھ کر ایک مومن کا جسم وجان کانپنے لگ جاتا ہے اور وہ سوچنے لگ جاتا ہے کہ کس طرح ان روایات کو حل کیا جائے جو پونے چودہ سو سال سے اسلامی لٹریچر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسُوب ہوتی چلی آرہی ہیں تاکہ کسی طرح ردّ کئے بغیر انہیں حل کر کے قابلِ قبول بنایا جائے۔

سو ایسے لوگوں کو خوشخبری ہو کہ اس مقالہ میں ہم ان تمام روایات کا حل پیش کر رہے ہیں جو اس مقالہ کو غور سے پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ شریعت کے اصولوں کے مطابق ان سب روایات کو حل کر لیا گیا ہے اور نہ صرف قابل قبول بنایا گیا ہے بلکہ وہ ایسی ایمان افروز ثابت ہوتی ہیں جن سے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہوجاتی ہے، تو انہیں بے انتہا خوشی حاصل ہوگی اور ان کی رُوح فرطِ خوشی سے اُچھل پڑے گی کہ ان پیشگوئیوں کے ظہور سے ایک مومن کا ایمان کس قدر بڑھ جاتا ہے۔ اور کس طرح موجودہ زمانہ میں ان پیشگوئیوں کے پورے ہونے سے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی صداقت وعظمت ثابت ہوتی ہے جس طرح آج سے پونے چودہ سو سال قبل ثابت ہوئی تھی۔ کیونکہ ان کے عملی ظہور سے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی صداقت کے زندہ معجزات ظاہر ہو رہے ہیں جس طرح آج سے پونے چودہ سو سال قبل عرب میں ظاہر ہوئے تھے ایک سلیم الفطرت انسان گواہی دے گا کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے حوادثات وعجائبات کے بارے میں پونے چودہ سو سال پہلے پیشگوئیاں کی گئی تھیں جبکہ ان کا وہم وگمان بھی نہ ہوسکتا تھا۔ وہ یہ بھی یقین کرے گا کہ موجودہ یورپین اقوام ان کا عالمگیر غلبہ ان کے مذہبی فتنے اور ان کے بے مثال اور حیرت انگیز کام باحسن وجوہ انہیں ان پیشگوئیوں[1] کا مصداق ثابت کر رہے ہیں اور اس سے اسلام کی صداقت کے تازہ ثبوت میسّر آتے ہیں۔

فصل دوم

زمانۂ دجّال کی علامات

زمانۂ دجال کی علامات کے سلسلے میں حضرت حذیفہ سے مسلم میں مشہور حدیث مروی ہے:۔

١- عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ اُسَيْدِ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ

[1] پیشگوئیوں کو سمجھنے کے لئے ہم نے چند اصولی امور کی وضاحت اپنی کتاب "امام مہدی کا ظہور" میں بھی کر دی ہے تفصیلات کے لئے شائقین اس کی طرف رجوع کرسکتے ہیں اس جگہ اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔

وَالدَّآبَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَى الْمَحْشَرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِى الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِى النَّاسَ فِى الْبَحْرِ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب علامات بین یدی الساعۃ وذکر الدّجال)

ترجمہ:- یعنی حذیفہ بن اُسید الغفاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم باہمی گفتگو کر رہے تھے فرمایا کیا گفتگو کر رہے ہو؟ عرض کی گئی قیامت کا ذکر کر رہے ہیں فرمایا یقین جانو قیامت تب تک قائم نہ ہوگی جب تک اس سے قبل دس نشانیاں نہ دیکھو گے پھر آپ نے دخانؔ۔ دجالؔ۔ دابّہؔ۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور نزول عیسیٰ ابن مریم اور یاجوج وماجوج کا ذکر کیا۔ نیز تین خسف و مسخ کا۔ ایک خسف و مسخ مشرق میں ہوگا اور ایک خسف مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں ہوگا اور ان نشانیوں کے آخر میں ایک آگ ظاہر ہوگی۔ جو یمن سے ظاہر ہوگی جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانکے گی اور ایک روایت میں ہے کہ آگ عدن کی گہرائیوں سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانکے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی یہ آئی ہے کہ ایک ہوا ہوگی جو لوگوں کو دریا میں ڈال دے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے یہ حدیث جن الفاظ میں ہے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ امور کے ظاہر ہونے سے قبل اعمال میں جلدی کرو۔ دخانؔ۔ دجالؔ۔ دابۃ الارضؔ۔ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا اور امرِ عامہ اور بعض خواص کا امر (اسے بھی مسلم نے روایت کیا)

حضرت ابی ہریرہؓ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ جب تین علامات ظاہر ہوں تو پھر ایمان کا کوئی فائدہ نہیں جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے پہلے اپنے ایمان میں نیکی نہ کی ہو۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا دجال کا اور دابۃ الارض کا نکلنا۔ (مسلم)

اسی طرح عبداللہ بن عمرو سے بھی مختلف الفاظ میں یہی روایت آئی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ کہ یہ نشانیاں ایک دوسرے کے بعد قریب قریب ہوں گی۔

ان روایات میں جن دس علاماتِ قیامت کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ وہ یوں ہیں۔ دخانؔ۔ مسیح دجالؔ۔ دابۃ الارضؔ۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ نزولؔ عیسیٰ ابن مریم۔ یاجوجؔ وماجوج تین خسف

ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک جزیرۂ عرب میں اور آخر میں آگ جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو اپنے محشر کی طرف ہانکے گی اور ایک روایت میں ہے کہ قعر عدن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانکے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی ہوا کا آنا بیان ہوئی ہے جو لوگوں کو دریا میں ڈالے گی۔

ان روایات میں علاماتِ قیامت کی جو ترتیب آئی ہے وہ مختلف روایات کی بناء پر مختلف آئی ہے چنانچہ دُرِّ منثور میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے یوں بھی روایت بیان کی ہے۔

۲- وَاَخْرَجَ نَعِيْمٌ عَنْ وَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ اَوَّلُ الْاٰيَاتِ الرُّوْمُ ثُمَّ الدَّجَّالُ وَالثَّالِثَةُ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَالرَّابِعَةُ عِيْسٰى وَالْخَامِسَةُ الدُّخَانُ وَالسَّادِسَةُ الدَّآبَّةُ۔[1]

یعنی نعیم نے وہب بن منبّہ سے روایت کیا ہے کہ پہلی علامت روم (نصاریٰ) کا نکلنا ہے۔ پھر دجال کا اور تیسری یاجوج وماجوج کا اور چوتھی علامت عیسیٰ بن مریم اور پانچویں دخان اور چھٹی دابہ کا نکلنا ہے۔

اس حدیث میں رومؔ سے نصاریٰ کے سیاسی غلبہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جب رومیوں کا سیاسی غلبہ ہوگا تو مسیح دجال (پادریوں اور فلاسفروں کا گروہ) خروج کرے گا۔ اس کے بعد مسیح موعود بھی مبعوث ہوں گے۔ بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۳- اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ۔[2]

اس آگ سے ظاہری اور معنوی دونوں قسم کی آگ مراد ہو سکتی ہے معنوی آگ دجال کے مذہبی و سیاسی فتنوں کی آگ ہو سکتی ہے اور ظاہری جنگوں کی آگ سے وہ آگ مراد ہو سکتی ہے جس سے عیسائی اپنی ایجادات و مصنوعات میں کام لیتے ہیں کیونکہ موجودہ زمانہ میں جس کثرت سے اس قوم نے آگ سے کام لیا ہے اس سے پہلے کسی قوم نے نہیں لیا۔ اور مشرق و مغرب کے لوگ نئی تیز رفتار سواریوں اور آمدورفت کی سہولتوں کے ذریعہ ایک شہر کی مانند مل جل گئے ہیں۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ جب مسیح دجال۔ یاجوج وماجوج اور دابۃ الارض والی علامات ظاہر ہوں گی تو معًا بعد مسیح موعود بھی تشریف لائیں گے اور عیسائیوں اور یہودیوں اور مسلمانوں تینوں کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیح موعود۔ مسیح دجال اور یاجوج وماجوج کا زمانہ ایک ہی ہوگا اور مسیح موعود کا ظہور غلبۂ نصاریٰ کے زمانہ سے تجاوز نہیں کرے گا۔

مسیح دجّال کا حُلیہ

مجہول کو معلوم سے دریافت کرنے کا اصول مسلّم ہے۔ یعنی اگر کوئی شے نامعلوم ہو

[1] تفسیر دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۱۱ طبع مصر [2] بخاری

تو معلوم امور کی مدد سے اسے دریافت کر سکتے ہیں۔ مسیح دجّال اور یاجوج وماجوج کو بھی ہم اسی اصول کے تحت دریافت کر سکتے ہیں وہ مجہول ہیں مگر ان کی علامات۔ صفات اور بہت سے امتیازی نشانات معلوم ہیں جن کا بیان قرآن واحادیث میں آچکا ہے حلیہ بھی بیان کر دیا گیا ہے اس لئے ان کی شناخت کوئی مشکل امر نہیں کیونکہ کسی شخص کو شناخت کرنے کے لئے یہی امور ضروری ہیں اگر ہمارے پاس کسی نامعلوم شخص کی مفصّل علامات۔ صفات۔ امتیازی نشانات اور حلیہ تک بیان کر دیا گیا ہو اور وہ آدمی ہمارے سامنے حاضر ہو جائے اور خدا کی طرف سے مبعوث شدہ ایک شخص اس کی نشاندہی بھی کرے اور واضح کرے کہ یہی وہ شخص ہے جس کی خبر دی گئی تھی۔ تو ایک مومن کے لئے اسے پہچاننا کچھ بھی مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے اِلّا یہ کہ کوئی جان بوجھ کر ضد اور ہٹ دھرمی کرے۔

۴۔ کنز العمال کی حدیث میں آیا ہے کہ کَاَنَّ اَنْفَهٗ مِنْقَارٌ[1] یعنی یوں سمجھو کہ گویا اس کی ناک خمدار ہے جیسے پرندوں کی چونچ خمدار ہوتی ہے۔

۵۔ مؤطا امام مالکؒ اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مسیح دجال کو اس حالت میں خانۂ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا رَجُلٌ جَسِیْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ[2] یعنی وہ بھاری جسم والا انسان تھا اور سُرخ رنگ تھا جس کے سر کے بال گھونگھریالے تھے۔

۶۔ عبداللہ بن مغفّل کی حدیث میں ہے۔ اِنَّهٗ اٰدَمُ[3] یعنی دجال گندم گون ہے۔ حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ جُفَالُ الشَّعْرِ[4] یعنے وہ گھنے بالوں والا ہوگا۔

۸۔ حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خاں نے ایک روایت کی رُو سے دجال کو سفید رنگ ابلق بھی لکھا ہے[5]

صحیح مسلم میں فاطمہ بنت قیس سے تمیم داری والا جو مکاشفہ لکھا ہے اس میں ہے کہ تمیم داری نے دجال کو ایک جزیرہ میں گرجا کے اندر بہت مضبوط اور خلقت کے لحاظ سے جسیم انسان دیکھا[6]

۹۔ ابن ابی شیبہ۔ احمد بن حنبل اور عبد بن حمید نے اپنے مسند میں اور حاکم نے ابی سعید خدریؓ سے روایت کیا ہے۔ وَعَیْنُهُ الْیُمْنٰی جَاحِظَةٌ کَاَنَّهَا فِیْ حَائِطٍ مُجَصَّصٍ وَعَیْنُهُ الْیُسْرٰی کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ[7] یعنی اس کی دائیں آنکھ پھولی ہوئی ہے جیسا کہ وہ گچ کی ہوئی دیوار میں ہے

[1] کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفتن وکنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۲۶۔ [3] کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹۔ [4] ایضاً صفحہ ۱۹۴۔ [5] حجج الکرامہ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال۔
[7] تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۵۳ طبع مصر۔

اور اس کی بائیں آنکھ چمکتے ہوئے تارے کی مانند ہے۔

۱۰۔ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں ابی ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اَلدَّجَّالُ عَیْنُهٗ خَضْرَاءُ[1] کہ دجّال کی آنکھ نیلی سبزی مائل ہے۔

۱۱۔ ایک حدیث میں ہے۔ قَطَطٌ جَعْدُ الرَّأْسِ[2] یعنی دجال تراشے یا سنوارے ہوئے گھونگھریالے بالوں والا ہوگا۔ قطّ قلم کی تراشں خراش اور سنوارنے کو بھی کہتے ہیں المنجد میں ہے۔ قططاً۔ قط۔ قَطَطٌ وقَطَاطَةٌ یعنی چھوٹے اور گھونگھریالے بالوں والا۔ سنوارے اور برابر کئے ہوئے بالوں والا۔[3] لُغت کے ان معنوں کے مطابق حدیث مذکور میں موجودہ پادریوں اور فلاسفروں کے فیشنی بال اور فیشنی وضع قطع کی ہو بہو تصویر کھینچی گئی ہے کہ دجّال اپنے بالوں کی خاص تراشں خراش کرے گا۔ بالوں کی تراش وخراش کا یہ مغربی فیشن مشرق میں بھی پھیل گیا ہے اور عام لوگ ان فیشنی بالوں اور بودی کی نقل کرتے ہیں۔

۱۲۔ بعض روایات میں ہے کہ دجال جوان ہوگا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ بوڑھا ہوگا۔ اور دونوں کی سند صحیح ہے[4]

۱۴۔ بعض روایات میں ہے کہ دجّال کے بال درختوں کی ٹہنیوں کی مانند لٹکتے ہوں گے[5] پادریوں اور فلاسفروں کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کوئی جوان ہے کوئی بوڑھا۔ ان کے فیشنی بالوں کو دیکھو تو درختوں کی ٹہنیوں کی مانند لٹکتے معلوم ہوتے ہیں۔

ان روایات پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ دجّال کے مختلف مظاہر ہوں گے اور وہ ایک ہی شخص نہیں ہوگا کیونکہ اگر وہ فرد واحد ہوتا تو اس کا ایک ہی حلیہ بتلایا جاتا۔ مگر ان روایات میں کہیں تو بتلایا ہے کہ دجال گندم گوں ہے کسی میں ہے کہ سُرخ رنگ ہے کسی میں ہے کہ سفید رنگ ہے اسی طرح آنکھوں کے بارے میں مختلف روایات ہیں کسی میں ہے کہ آنکھ سے کانا ہے کسی میں ہے اس کی آنکھ نیلی سبزی مائل ہے اور بعض روایات میں ہے کہ آنکھ میں پھولا ہے۔ جیسے انگور کا دانہ اور یہ بھی ہے کہ ایک آنکھ تارے کی مانند چمکتی ہے۔ اگر دجال ایک ہی شخص ہوتا تو ایک ہی قسم کا حلیہ بتلایا جاتا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ہی شخص بوڑھا بھی ہو، جوان بھی ہو۔ گندم گوں اور سفید رنگ بھی ہو اور ساتھ ہی سُرخ رنگ بھی ہو۔ بعض احادیث میں یاجوج وماجوج کے کانوں کے بارے میں آیا ہے کہ لمبے ہوں گے۔ اور دجال کے بارے میں فتح الباری شرح بخاری میں طبرانی

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۹۲۔ [2] مسلم۔ [3] المنجد زیر لفظ قط مطبوعہ مصر۔
[4] حجج الکرامہ۔ [5] مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۳۳۷

کے حوالہ سے سلیمان بن شہاب کی روایت نقل کی گئی ہے۔ فَتَقْطَعُ اُذُنُہٗ[۱] یعنی دعویٰ الوہیت کرنے پر اس کے کان کاٹ دیئے جائیں گے جس سے ظاہر ہے کہ وہ کانوں سے ہی محروم کر دیا جائیگا یعنی وہ حق کو سُننے کی برداشت نہیں رکھتا ہوگا۔

اب ہم موجودہ مسیحی پادریوں۔ فلاسفروں اور یوروپین اقوام کو دیکھتے ہیں تو یہ حُلیہ ہُو بہُو ان پر چسپاں ہوتا ہے کیونکہ ان میں سے کوئی تو سُرخ رنگ کا ہے کوئی سفید رنگ ہے کوئی گندم گوں ہے اسی طرح ان کی آنکھیں نیلی اور سبزی مائل بھی ہیں۔ اور یہ جو آیا ہے کہ خواب میں جسیم و مضبوط دیکھا تو اس سے اس کی قوت و شوکت کی طرف اشارہ ہے اور ایسے ہی اس وقت قوت و شوکت کے لحاظ سے مسیحی پادری اور فلاسفر اور ان کے سیاسی نمائندے تمام دنیا سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ کہ ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور خواب میں کانا۔ اندھا یا بہرہ دیکھنے کی تعبیر یہ بھی کہ وہ باطنی آنکھ جس سے حق کو شناخت کیا جاتا ہے نہیں رکھتے ہوں گے اور یہ جو ایک آنکھ کو چمکنے والے تارے کی مانند دیکھا اس سے اس کا دنیوی آنکھ کے لحاظ سے بڑا ہوشیار۔ تیز اور ترقی یافتہ ہونا مراد تھا۔ جیسا کہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ پادری اور فلاسفر باطنی آنکھ کے لحاظ سے اتنے کورے ہیں کہ یسوع مسیح کو خدا بنا رہے ہیں اور دین حق اسلام کو شناخت نہیں کر سکے۔ مگر دنیاوی عقل اور مادی ترقی کے لحاظ سے سب دنیا والوں سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔

مسیح دجّال کے عقائد مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کے عقائد کے بارے میں کئی اشارات اور تصریحات گذر چکی ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جو سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کو پڑھے گا۔ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا اور ان میں عیسائیوں کے عقیدہ ابنیت مسیح کی تردید ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ مسیح دجال کا عقیدہ یہ ہوگا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور پھر اسے کامل خدا منوانے کے لئے خروج کرے گا اور لوگوں سے کہے گا کہ یسوع مسیح کو خدا مان لوگے تو نجات ہوگی اور اس طرح شرک کا درخت ممنوعہ اولاد آدم کو کھلائے گا جس طرح آغاز دنیا میں حضرت آدم و حوّا کو شرک کے شجر ممنوعہ سے کھلایا تھا۔

مجموعی طور پر قرآن و احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج عقائد کے لحاظ سے تین حصوں پر مشتمل ہوں گے۔

۱۔ ان میں سے ایک حصّہ کا عقیدہ یہ ہوگا کہ مسیح و مریم الٰہ ہیں۔ اور کہیں گے کہ مسیح تین میں سے

[۱] فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن جلد ۱۳

تیسرا ہے۔ پھر وہ یہ عقیدہ بھی اختراع کرے گا کہ مسیح کامل خدا ہے اور اسے لوگوں سے منوانے نکلے گا۔ یہانتک کہ تمام دنیا میں پھرے گا اور جھوٹ اور دجل اور طمع و لالچ اور زبردست تدابیر سے بہت سے لوگوں کے لئے ایمانی ٹھوکر کا باعث ہوگا اور وہ اس کا ساتھ دیں گے۔

۲۔ دوسرے حصّہ کا عقیدہ الحاد پر مبنی ہوگا۔ یعنی وہ خدا مذہب۔ قیامت اور رُوحانی امور کے منکر ہوں گے اور مادی علوم پھیلانے والے ہوں گے۔

۳۔ تیسرا حصّہ نیک فطرت لوگوں پر مشتمل ہوگا جو بالآخر اسلام کو قبول کریں گے۔

پہلا حصّہ پادریوں اور ان کے متبعین پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ فلاسفروں پر اور تیسرے حصہ کو حقیقت پسندوں اور ہدایت پانے والوں کا گروہ کہہ سکتے ہیں۔

علّامہ ابن حجرؒ فتح الباری شرح بخاری میں مسیح دجال کے عقاید کے بارے میں لکھتے ہیں کہ پہلے دجال ایمان اور نیکی کا دعویٰ کرے گا یعنی یہ کہ مَیں خدا پر ایمان رکھتا ہوں اور نیک کام کرتا ہوں۔ پھر وہ نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ جب لوگ اس کی تابعداری کرنے لگ جائیں گے تو پھر وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔ علامہ موصوف نے طبرانی سے سلیمان بن شہاب کی جو روایت اس سلسلہ میں نقل کی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

قَالَ نَزَلَ عَلَیَّ عَبْدُ اللہِ ابْنُ الْمُعْتَمِرِ وَکَانَ صَحَابِیًّا فَحَدَّثَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ الدَّجَّالُ لَیْسَ بِہٖ خِفَاءٌ یَجِیْءُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَیَدْعُوْا اِلَی الدِّیْنِ فَیُتَّبَعُ وَیَظْہَرُ فَلَا یَزَالُ حَتّٰی یَقْدُمَ الْکُوْفَۃَ فَیُظْہِرُ الدِّیْنَ وَیَعْمَلُ بِہٖ فَیُتَّبَعُ وَیَحُثُّ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ یَدَّعِیْ اَنَّہٗ نَبِیٌّ فَیَفْزَعُ مِنْ ذٰلِکَ کُلُّ ذِیْ لُبٍّ وَیُفَارِقُہٗ فَیَمْکُثُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اَنَا اللہُ فَتُغْشٰی عَیْنُہٗ وَتُقْطَعُ اُذُنُہٗ وَیُکْتَبُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ کَافِرٌ فَلَا یَخْفٰی عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فَیُفَارِقُہٗ کُلُّ اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ۔[۱]

یعنی مجھ پر عبداللہ بن معتمر وارد ہوئے اور وہ صحابی تھے۔ تو انہوں نے مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنائی کہ آپ نے فرمایا کہ دجال میں کوئی خفا نہیں وہ مشرق سے آئے گا پس وہ دین کی طرف دعوت دے گا۔ اور اس کی تابعداری کی جائے گی اور اس کا غلبہ ہوگا یہانتک کہ کوفہ آئے گا۔ پھر وہ دین کو

[۱] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ طبع مصر۔

ظاہر کرے گا اور اس پر عمل کرے گا اور اس کی تابعداری کی جائے گی اور اس پر لوگوں کو اُبھارے گا۔ پھر وہ دعوٰی کرے گا کہ میں نبی ہوں اس سے ہر عقلمند گھبرا جائے گا اور اس سے جُدا ہو جائے گا۔ عرصہ تک وہ (دجال) اسی حالت میں رہے گا تب وہ کہے گا کہ میں خدا ہوں پس اس کی آنکھ پر پردہ پڑے گا۔ اور اس کے کان کاٹے جائیں گے (یعنی وہ نہ حق کو دیکھ سکے گا اور نہ سُن سکے گا) اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا جائے گا تب وہ کسی مسلمان پر پوشیدہ نہ رہے گا پس مخلوق میں سے ہر وہ شخص اس سے الگ ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح دجال ایک دین کا پیرو ہوگا۔ دوسرا یہ کہ اس کا دعوٰے بتدریج ہوگا پہلے وہ دینداری کی دعوت دے گا پھر وہ نبوت کے مقام پر کھڑا ہوگا۔ اس کے بعد وُہ الوہیت اور خدا کے قائم مقام ہوگا۔ تب اس کی آنکھ پر پردہ پڑے گا جس سے اس کے کانا ہونے کی طرف اشارہ ہے مگر نہ ظاہری آنکھ سے۔ کیونکہ ظاہری آنکھ سے کانا ہونے کا تعلق دعوئ الوہیت سے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس حدیث نے دجال کے اَعْوَر ہونے والی حدیث کی خود تشریح کر دی ہے کہ وہ روحانی بصیرت سے محروم ہوگا۔ کانوں کے کاٹے جانے سے بھی یہی مراد ہے کہ وہ حق کو نہ سُن سکیگا یا حق کا اس پر کوئی اثر نہ ہوگا اور ایسا معلوم ہوگا کہ گویا وہ کان ہی نہیں رکھتا ہے۔ دجّال کے تدریج دعوئ پر تاریخی واقعات شاہد ہیں۔ چنانچہ جب مسیحی قوم دنیا میں ظاہر ہوئی تو اوّل انہوں نے دین کو پیش کیا اور لوگوں نے ان کی تابعداری کی مگر پھر ایسا دَور آیا کہ انہوں نے پیغمبر کی طرح اپنے دین میں ترمیم و تنسیخ کی یہ وہ زمانہ تھا جب مسیحیوں نے غیر قوموں میں تبلیغ شروع کی اور بعد میں قسطنطینِ اعظم مسیحی ہو گیا جس کے زمانہ میں اور رفتہ رفتہ بعد کے ادوار میں مسیحیوں نے تین خداؤں کا عقیدہ، مسیح کی صلیبی موت اور شریعت کو لعنت قرار دینے کا عقیدہ اختراع کر لیا حلال و حرام کے احکام کی تنسیخ کی۔ سبت منانے کی خلاف ورزی کی۔ ختنہ کا عہد توڑ دیا اور اسی طرح کئی دیگر مسائل و عقائد اختراع کر لئے۔ اس طرح انہوں نے عملاً ثابت کیا کہ گویا وہ نبوت کے مقام پر ہیں اس پر بھی اس زمانہ کے مسیحیوں نے ان کی تابعداری کی۔ گو بعض مسیحی ان سے الگ بھی ہو گئے۔ اور اپنا الگ توحید پرست فرقہ بنا لیا۔ اس کے بعد موجودہ دَور آیا جو پندرھویں صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے جس میں مسیح دجال کی حیثیت سے مسیحی قوم کے پادریوں کا خروج اور دنیا میں مسیحی قوم کا سیاسی غلبہ مقدر تھا تو پوپ نے دعوٰی کیا کہ وہ زمین پر گویا خدا ہے اور مسیحی اپنے پوپ کو اس طرح خطاب کرتے رہے ہیں کہ:۔

"اے پوپ اعظم! زمین پر دوسرے خدا! تو خدا ہے اور خدا کا سایہ" وغیرہ[1]

پس حدیث میں جو پیشگوئی تھی وہ پوری ہو گئی اور تدریج مسیحیوں سے دعوٰی دینداری اور دعوئ نبوّت اور دعوئ الوہیت ظاہر ہو گئے۔ بہر حال اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح دجال ایک دین کا پیرو ہوگا گو وہ دین جھوٹا اور مسخ شدہ ہوگا۔ اور اس کے دعاوی غلط ہوں گے۔ پس یہ وہم جو لوگوں میں پھیلا ہوا ہے کہ مسیح دجال کا کوئی دین نہ ہوگا درست نہیں ہے ہاں یہ درست ہے کہ اس کا دین سچا دین نہ ہوگا۔ ہاں اشتراکیوں کے بارے میں یہ کہنا ٹھیک ہے کہ ان کا کوئی دین نہیں ہے، پس مسیح دجال کا ایک حصہ مسخ شدہ اور جھوٹی عیسائیت لوگوں سے منوائے گا اور دوسرا حصہ دہریت والحاد کی طرف دعوت دے گا جیسا کہ ہو بہو موجودہ مغربی مسیحی قوموں سے مشاہدہ میں آرہا ہے۔

صحیح مسلم کی فاطمہ بنت قیسؓ سے تمیم داری کے دجّال کو گرجا میں مقید دیکھنے کی روایت آرہی ہے اس سے خود ہی ظاہر ہے کہ جو گرجا سے نکلے گا اس کا دین عیسائیت ہوگا اور گرجاؤں میں وعظ کرنے والے پادریوں کا گروہ ہے نہ کوئی اور پس اسی کو دجال کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے جھوٹی عیسائیت کا جال پھیلانا اور دنیا والوں کو پھر کر گمراہ کرنا تھا۔ دوسرا اس میں یہ بھی ہے۔ کہ عنقریب مجھے خروج کی اجازت دی جائے گی۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نکلنے کے لئے اجازت کا منتظر تھا نیز معلوم ہوتا ہے کہ ابھی حالات مانع تھے اور جب مقدر وقت یعنی آخری زمانہ آئے گا تو پھر اس سے نکلنا تھا یہ جو احادیث میں مذکور ہے کہ وہ دعوئ الوہیت کرے گا اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہونے کا دعوٰی کرے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ تکبّر و غرور کی وجہ سے چاہے گا کہ اس کو "اَرْبَابٌ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ" قرار دیا جائے یہی حال اس زمانہ کے پادریوں کا ہے جو گناہ بخشنے کی قدرت رکھنے کے مدعی ہیں۔

ابوداؤدؒ میں عمران بن حصین سے جو یہ روایت آئی ہے کہ جو دجال کو سُنے وہ اس سے دُور ہی رہے۔ قسم بخدا انسان اس کے پاس آئے گا اور وہ گمان کرتا ہوگا کہ میں مومن ہوں مگر وہ اس کی تابعداری کرے گا بوجہ اس کے کہ دجال اس کے دل میں شبہات پیدا کرے گا۔ مسیحی پادریوں کا پہلا کام یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کے مذاہب کے بارے میں وساوس پیدا کر کے مسیح کی خدائی منوائیں

اخلاق بعض احادیث مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج سے متعلق ایسی بھی ملتی ہیں۔ جن سے ان کے اخلاق و عادات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً

[1] "ہمارے زمانہ کے لئے خاص پیغام" از سی۔ بی ہائنز

۱۶۔ کنز العمال میں ابوہریرہؓ سے حدیث ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ حَتّٰى حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ مِنْهُمْ حَيْرَانَ۔[1]

ترجمہ:۔ یعنی آخر زمانہ میں دجال نکلے گا۔ یہ لوگ دنیا کو دین سے مخلّ کر دیں گے۔ وہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یعنی اپنے دین میں داخل کرنے کے لئے بھیڑوں کا لباس پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شہد سے میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ عزّ وجلّ ان کو فرمائے گا۔ کیا میرے حلم پر یہ لوگ مغرور ہو گئے ہیں۔ یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں یہانتک کہ مَیں نے قسم کھائی ہے۔ کہ مَیں انہیں کی قوم میں سے ان پر فتنہ بھیجوں گا۔ جس پر ان کے عقلاء بھی حیران ہوں گے۔

مسیح دجّال کا مقامِ خروج وظہور مسیح دجال کے بارے میں احادیث میں یہ بھی تبلایا گیا ہے۔ کہ وہ سمندر پار کے ایک مغربی جزیرہ سے گرجا سے نکلے گا۔ اور مشرق سے ظہور کرے گا یعنی اقتدار اور قوت سے مشرق سے نمایاں ہوگا۔ اس کے ساتھ جاسوس گروہ اور عورتیں ہوں گی۔ زمانۂ نبوی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور پھر اسلامی حکومت اس کے نکلنے میں روک تھے لیکن مقدّر وقت پر اسے خدا کی طرف سے نکلنے کی اجازت ملنے والی تھی چنانچہ صحیح مسلم میں فاطمہ بنت قیسؓ سے حدیث ہے۔

۱۷۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ سَمِعْتُ نِدَآءَ الْمُنَادِيْ مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ فِيْ صَفِّ النِّسَآءِ الَّذِيْ يَلِيْ ظُهُوْرَ الْقَوْمِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزِمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ اَتَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوْا۔ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِاَنَّ تَمِيْمَ الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَآءَ فَبَايَعَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِيْ حَدِيْثًا وَّافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ اُحَدِّثُكُمْ

[1] کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

عَنْ مَسِيْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِيْ اَنَّهٗ رَكِبَ فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ ثُمَّ اَرْفَؤُا اِلٰى جَزِيْرَةٍ فِي الْبَحْرِ حِيْنَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ فَجَلَسُوْا فِيْ اَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَآبَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَا يَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ فَقَالُوْا وَيْلَكِ مَا اَنْتِ؟ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوْا وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ يَا اَيُّهَا الْقَوْمُ انْطَلِقُوْا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَاِذَا فِيْهِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ رَاَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَّاَشَدُّهٗ وِثَاقًا مَجْمُوْعَةٌ يَدَاهُ اِلٰى عُنُقِهٖ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا اَنْتَ؟ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِيْ فَاَخْبِرُوْنِيْ مَا اَنْتُمْ؟ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِيْنَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا ثُمَّ اَرْفَيْنَا اِلٰى جَزِيْرَتِكَ هٰذِهٖ فَجَلَسْنَا فِيْ اَقْرُبِهَا فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَآبَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَا نَدْرِيْ مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ فَقُلْنَا وَيْلَكِ مَا اَنْتِ؟ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ قُلْنَا وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ اعْمِدُوْا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ فَاَقْبَلْنَا اِلَيْكَ سِرَاعًا وَّفَزِعْنَا مِنْهَا وَلَمْ نَاْمَنْ اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً فَقَالَ اَخْبِرُوْنِيْ مِنْ نَخْلِ بَيْسَانَ قُلْنَا عَنْ اَيِّ شَاْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ اَسْئَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا هَلْ يُثْمِرُ قُلْنَا لَهٗ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّهَا يُوْشِكُ اَنْ لَّا تُثْمِرَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ قُلْنَا عَنْ اَيِّ شَاْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ هَلْ فِيْهَا مَآءٌ قَالُوْا هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَآءِ قَالَ اَمَا اِنَّ مَآءَهَا يُوْشِكُ اَنْ يَّذْهَبَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ عَيْنِ زُغَرٍ قَالُوْا عَنْ اَيِّ شَاْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَآءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَآءِ الْعَيْنِ قُلْنَا لَهٗ نَعَمْ هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَآءِ

وَاَهْلَهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَّائِهَا قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَّبِيِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ؟
قَالُوْا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ؟ قُلْنَا
نَعَمْ - قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ؟ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ عَلٰى مَنْ يَّلِيْهِ
مِنَ الْعَرَبِ وَاَطَاعُوْهُ قَالَ قَالَ لَهُمْ قَدْ كَانَ ذَاكَ - قُلْنَا نَعَمْ قَالَ
اَمَا اِنَّ ذَالِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ وَاِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ اَنِّيْ
الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ وَاِنِّيْ اُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجُ
فَاَسِيْرُ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ
مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ
وَاحِدَةً اَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ
عَنْهَا وَاِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَآئِكَةً يَّحْرُسُوْنَهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ
هٰذِهٖ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذٰلِكَ فَقَالَ
النَّاسُ نَعَمْ فَاِنَّهٗ اَعْجَبَنِيْ حَدِيْثُ تَمِيْمٍ اَنَّهٗ وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ
اُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَعَنِ الْمَدِيْنَةِ وَمَكَّةَ اَلَا اِنَّهٗ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ وَ
بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَمَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ
وَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ قَالَتْ فَحَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفتن - باب فی الجساسۃ)

ترجمہ:- فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منادی کی آواز سُنی کہ نماز باجماعت ہونے والی ہے۔ میں مسجد کی طرف نکلی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں جماعت کے متصل عورتوں کی صف میں تھی۔ جب آپ نے نماز پوری کی۔ تو منبر پر بیٹھے آپ ہنس رہے تھے فرمایا ہر شخص اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے آپ سب کو کیوں جمع کیا؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسُولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا قسم بخدا میں نے ترغیب و ترہیب کے لئے آپ کو جمع نہیں کیا۔ بلکہ اس لئے جمع کیا کہ تمیم داری ایک نصرانی تھا۔ جو مسلمان ہو گیا تو اس نے ایک بات بیان کی جو اس حدیث کے موافق ہے جو میں نے مسیح دجال کے بارے میں اس سے قبل آپ سے بیان کی تھی۔ اس نے بیان کیا کہ وہ ایک سمندری کشتی پر مع تیس

آدمیوں کے جو قبیلہ لخم اور جذام سے تھے سوار ہوا تو طوفان کی وجہ سے سمندری لہروں نے ایک ماہ تک انہیں سمندر میں رکھا پھر وہ ایک سمندری جزیرہ کی طرف جا پڑے۔ جبکہ سورج غروب ہونے کا وقت تھا تب وہ ایک چھوٹی کشتی پر بیٹھے اور اس سمندری جزیرہ میں داخل ہوئے۔ جہاں انہیں غلیظ اور کثیر بالوں والی دابّہ ملی۔ اس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا پچھلا کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا تو انہوں نے کہا افسوس تجھ پر تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جسّاسہ ہوں۔ انہوں نے کہا جسّاسہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔ اے قوم! تم اس آدمی کے پاس جاؤ جو گرجا میں ہے وہ تمہاری خبریں سُننے کا شوق رکھتا ہے۔ تمیم نے کہا جب اس نے ایک آدمی کا نام لیا تو ہم اس سے جُدا ہو گئے اس ڈر سے کہ یہ شیطانہ نہ ہے، تمیم نے بتایا کہ پھر ہم جلدی سے چلے۔ یہاں تک کہ گرجا میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں اس میں ایک بہت بڑا انسان تھا جیسا ہم نے خلقت کے لحاظ سے کبھی دیکھا ہو اور وہ مضبوطی سے زنجیروں میں بندھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ اس کی گردن کی طرف جمع کر کے اس کے گھٹنوں اور ٹخنوں کے درمیان لوہے سے باندھے گئے تھے ہم نے کہا۔ تجھ پر افسوس! تو کون ہے؟ کہا تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ میں کون ہوں۔ مجھے تم بتاؤ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں ہم ایک سمندری کشتی پر سوار ہوئے تھے اچانک طوفان چڑھ آیا تو لہروں نے ہمیں ایک ماہ تک سمندر میں رکھا۔ پھر ہم اس تیرے جزیرے کی طرف جا پڑے جہاں ہم ایک چھوٹی کشتی پر سوار ہوئے اور جزیرہ میں داخل ہو کر کثیر بالوں والی دابّہ سے ملے جس کا اگلا پچھلا بالوں کی کثرت کی وجہ سے معلوم نہیں ہوتا تھا۔ ہم نے کہا تجھ پر افسوس تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جسّاسہ ہوں ہم نے کہا۔ جسّاسہ کیا ہوتی ہے اس نے کہا تم اس آدمی کے پاس جاؤ جو گرجا میں ہے وہ تمہاری خبر سننے کا شوقین ہے۔ تب ہم جلدی تیری طرف آئے اور ہم اس سے گھبرائے کہ وہ شیطانہ نہ ہو۔ اس نے کہا کہ بیسان کے کھجوروں کی مجھے خبر دو۔ ہم نے کہا آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہا میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اسے کھجور لگتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں۔ کہا عنقریب اسے پھل نہیں لگیں گے۔ اس نے کہا بحیرۂ طبریہ کی مجھے خبر دو ہم نے کہا کس بارے میں؟ کہا کیا اس میں پانی ہے انہوں نے کہا اس میں بہت پانی ہے کہا عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا مجھے زغر کے چشمے کے بارے میں خبر دو۔ انہوں نے کہا کس بات کے بارے میں؟ کہا کیا اس چشمے میں پانی ہے؟ اور کیا وہاں کے لوگ اس چشمے کے پانی سے زراعت کرتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے زراعت کرتے ہیں۔ پھر اس نے کہا۔ مجھے نبی امیّینؐ کی بابت خبر دو کہ اس نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا مکّہ سے نکلا اور یثرب میں اُترا۔ کہا کیا عربوں نے اس سے

لڑائی کی؟ ہم نے کہا ہاں! کہا اس نبی نے ان سے کیا سلوک کیا۔ ہم نے اسے بتلا دیا اور یہ کہ وہ عرب کے اُس پاس کے علاقوں پر غالب ہوگیا اور سب نے اس کی اطاعت کی۔ اس نے کہا۔ اچھا کیا واقعی ایسا ہی ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا۔ ہاں ان کے لئے ان کی اطاعت کرنا ہی بہتر ہے اور مَیں تمہیں اب اپنے بارے میں خبر دیتا ہوں کہ مَیں ہی مسیح دجال ہوں اور قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی پھر مَیں نکلوں گا اور زمین میں سَیر کروں گا تب مَیں کسی بستی کو نہیں چھوڑوں گا جہاں کہ چالیس رات میں نہ اُتروں سوائے مکّہ وطیبہ کے وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ جب بھی مَیں ان میں سے کسی میں داخل ہونے لگوں تو میرے سامنے تلوار لے کر فرشتہ کھڑا ہوگا۔ جو مجھے ان میں داخل ہونے سے روک دے گا۔ اور ان کے ہر راستہ پر فرشتے مقرر ہوں گے جو ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ فاطمہ بنتِ قیس نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر اپنا عصا مارا اور فرمایا یہ ہے طیبہ! یہ ہے طیبہ! یعنی مدینہ خبردار کیا مَیں نے یہ حدیث پہلے بیان نہیں کی تھی؟ لوگوں نے کہا ہاں (فرمایا) مجھے تمیم کے بیان نے تعجب میں ڈالا کہ وہ اس کے موافق ہے جو مَیں نے مسیح دجال۔ مکّہ اور مدینہ کے بارے میں بیان کیا تھا۔ خبردار وہ شام اور یمن کے سمندر میں ہے۔ نہیں بلکہ مشرق کی طرف سے وہ نہیں۔ مشرق کی طرف سے وہ نہیں اور اپنے ہاتھ سے آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ فاطمہ نے کہا۔ مَیں نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا ہے۔

اس حدیث کو حضرت ابوہریرہؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ نے بھی روایت کیا ہے اور فاطمہ بنتِ قیسؓ سے کئی طریقوں سے مروی ہے یہ دراصل تمیم داریؓ کا ایک مکاشفہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ مسیح دجال زمانۂ نبویؐ میں سمندری جزیرہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا گرجا میں دیکھا گیا اور اس نے کہا مَیں ہی مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے گی اور مَیں سوائے مکّہ و مدینہ کے جو مجھ پر حرام ہیں دنیا کی تمام بستیوں میں اتروں گا اس کے ساتھ جسّاسہ بھی دیکھی گئی جو دجال کو خبریں پہنچانے پر مقرر تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری کے اس کشفی واقعہ کی تصدیق کی اور فرمایا۔ جس مسیح دجال کے آخری زمانہ میں نکلنے اور فتنہ برپا کرنے کی پہلے مَیں نے خبر دی تھی یہی وہ مسیح دجال ہے وُہ نہیں اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

مسیح دجّال سمندر پار کے گرجا سے نکلیگا

فاطمہ بنتِ قیسؓ کی حدیث مذکور میں دجال کی بہت سی ایسی علامات وصفات بیان ہوئی ہیں کہ ہم اسے آسانی سے شناخت کرسکتے ہیں یہ جو فرمایا کہ تمیم داری نے دجال کو مغرب کی طرف دریا کے ایک جزیرہ میں محبوس دیکھا

ہمارے زمانے میں اس کی پوری پوری تعبیر ظاہر ہوگئی ہے۔ کیونکہ دجال یعنی پادریوں اور فلاسفروں کا گروہ سمندر پار کے ایک جزیرہ یعنی جزیرہ روم (اٹلی) کے گرجا سے جانب مغرب سے نکلا اور مشرق سے سر نکالا یا یوں کہئیے کہ ایشیا میں آگھسا۔ زمانۂ نبویؐ میں یہ بند پڑا تھا اور جہالت کی تاریکی اور گوشہ گمنامی میں تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اسلام کی ترقی اس کے نکلنے میں روک بن گئی۔ مگر جب مسلمان کمزور ہوگئے اور اسلامی حکومت روبزوال ہونے لگی اور مسلمان اسلام سے بھی دور ہوتے گئے تو اللہ تعالےٰ نے دجالی گروہ کو نکلنے کی اجازت دے دی چنانچہ اس نے آخری زمانہ میں اپنے مقدر وقت پر انگڑائی لی۔ اور وہ جہالت کی تاریکی اور گوشۂ گمنامی سے نکل کر دریائی روکیں توڑ کر ایشیا میں آگھسا اور ایشیا کے ملکوں میں رفتہ رفتہ غلبہ حاصل کرکے الوہیّت مسیح پر مشتمل جھوٹا دین پھیلانے لگا غرضیکہ گرجا کے مقام نے ظاہر کر دیا کہ دجال کا تعلق عیسائیت سے ہوگا۔ انجیل میں بھی ہے کہ "دجال گرجا میں بیٹھ کر خدا کا قائم مقام بن بیٹھے گا"[1] چنانچہ عیسائی لٹریچر میں لکھا ہے کہ پوپ نے خود دعویٰ کیا کہ مَیں زمین پر خدا کا قائم مقام ہوں اور عیسائی بھی اسے یوں خطاب کرتے ہیں۔ "اے پوپ اعظم! تو زمین پر خدا کا قائم مقام ہے جیسا گذر گیا۔

دجّال کے ساتھ زبردست جاسُوسی گروہوں کا نظام

فاطمہ بنتِ قیسؓ کی حدیث مندرجہ بالا میں دجال کے ساتھ دابّۃ یا "جسّاسہ" کا بھی ذکر ہے ابوداؤد میں دابّہ کی بجائے اِمْرَاَۃٌ (عورت) کا لفظ ہے اور دابّۃ اور امراۃ دونوں کو "جسّاسہ" کہا گیا ہے جسّاسہ عربی میں جاسوسی کرنے والے گروہ کو کہتے ہیں خواہ وہ عورتیں ہوں یا مرد۔ المنجد میں ہے کہ جسّاس وہ ہے جو امور اور خبروں کو خوب تلاش و تفحّص کرتا رہے اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں پہنچانے پر حریص ہو اور تجسّس کے معنی خبروں پر بحث کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ زمین کے لئے تجسّس بولا جائے تو اس کے معنی تمام رُوئے زمین پر قدم مار کر احاطہ کرنے کے ہیں اور اس کے معنی قوم میں گھس کر فساد پھیلانے کے بھی ہیں اور گھروں اور مکانوں میں گھس کر مطلب کی چیزیں ڈھونڈنے اور گہری تلاشی لینے کے بھی ہیں اور جاسوس دشمن کو بھی کہتے ہیں اور کسی کا تعاقب کرنے کو بھی تجسّس کہتے ہیں۔[2] دابّہ ان کیڑوں اور حشرات کو کہتے ہیں جو زمین پر رینگتے ہوئے چلیں جیسے سانپ اور بچھو وغیرہ۔ دابّہ بہت بڑے چھوٹے کو بھی کہتے ہیں۔ دُب ریچھ کو بھی کہتے ہیں۔ دبّاب ایسے آہستہ چلنے والے کو بھی کہتے ہیں جو چیونٹی کی چال چلے کہ کسی کو پتہ نہ چلے اور دبابہ ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ

[1] تھسلنیکیون باب ۲ آیت ۴۔ [2] المنجد زیر لفظ جسّس وجاس۔

قلعوں کی دیواروں میں نقب لگاتے ہیں وہ آلہ آدمیوں سمیت قلعہ کے اندر داخل ہوتا ہے اور پانی میں چھوٹے چھوٹے کھیلنے والے کیڑوں کو بھی دبیب کہتے ہیں۔ چغلخوری کرنے والے کو دبوب کہتے ہیں اور دابّۃ مؤنث ومذکر دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس کی تاء تانیث کی نہیں ہے وحدت کی ہے اور ایسے حیوان کو بھی دابّۃ کہتے ہیں جس کے جسم پر بہت بال ہوں کہ معلوم نہ ہو کہ اس کا اگلا پچھلا کہاں ہے اور یہ عورت ہے یا مرد۔[1]

جب ہم موجودہ پادریوں اور فلاسفروں اور ان کے چیلے چانٹوں اور ان کے جاسوسوں کے گروہ عظیم کو اور ان کی مخفی در مخفی کارروائیوں کو دیکھتے ہیں تو مندرجہ بالا تمام معانی ان پر ہو بہو منطبق ہوتے ہیں۔ مردوں میں مرد جاسوسی کا کام کرتے ہیں اور عورتوں میں عورتیں۔ بعض جگہ مرد عورتوں کے لباس میں اور عورتیں مردوں کے لباس میں ایسے مخفی اور چیونٹی کی چال گشت لگاتے ہیں کہ کسی کو پتہ نہیں چل سکتا۔ جاسوسی کا یہ طریقہ بھی ایجاد کیا گیا ہے کہ جہاں مرد خود نہ پہنچ سکیں وہاں عورتوں سے جاسوسی کا کام لیا جاتا ہے اور وہ تجسس کرکے پادریوں کو خبریں پہنچاتی ہیں کہ فلاں شخص یا عورت یا خاندان عیسائیت کی طرف مائل ہے۔ دنیوی لالچ رکھنے والے ہزاروں زن مزاج مرد اور عورتیں اطراف واکناف سے بڑی تلاش کرکرکے خبریں اس دجالی گروہ کو پہنچاتے ہیں اور یہ لوگ مختلف مخفی تدابیر اور مختلف لباسوں میں زمین دوز کام کرتے ہیں۔ پہلے زمانوں میں بھی جاسوسی کے محکمے ہوا کرتے تھے مگر اس زمانہ میں سی۔ آئی۔ ڈی کے نام سے جو محکمے کثرت سے قائم کئے گئے ہیں اور اسی طرح جن نئے آلات اور خاص ذرائع سے کثرت تنظیم اور وسعت سے جاسوسی کا جال تمام ملکوں میں پھیلایا گیا ہے اس کی مثال پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ دجالی گروہ کے جاسوس رینگنے والے حشرات الارض یعنی سانپوں۔ بچھوؤں۔ چوہوں اور نیولوں کی طرح اطراف واکناف زمین میں خفیہ پھر رہے ہیں۔ اس آلۂ کار گروہ میں ہندو بھی ہیں سکھ بھی۔ مسلمان بھی ہیں۔ بدھ بھی ہیں۔ زرتشتی بھی ہیں۔ یہودی بھی ہیں۔ غرضیکہ ہر مذہب اور فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جنہیں مذہب سے تو اصل میں لگاؤ ہی نہیں وہ لالچی اور زمینی کیڑے ہیں۔ آسمانی اور ایمانی رُوح ان میں نہیں۔ صرف دولت ملازمت اور روٹی کی طمع نے انہیں اس کام کے لئے مجبور کیا ہے۔ احادیث نبویہؐ میں اس کی بھی خبر دی گئی تھی کہ کئی قومیں صرف حصولِ خوراک کی غرض سے دجالی گروہ اور ان کے سیاسی نمائندوں کے ساتھ ہو جائیں گی۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ کافر ہے اس کے آلۂ کار بنیں گے۔ چنانچہ کنز العمال میں ہے کہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں عبید بن عمیر سے یہ روایت درج کی ہے:۔

---

[1] المنجد زیر لفظ دبّ

۱۸۔ لَیَصْحَبَنَّ الدَّجَّالَ اقوامٌ یقولون انا لنصحبه وانا لنعلم انه الکافر ولکنا نصحبه نأکل من طعامه ونرعی من الشجر فاذا انزل غضب الله نزل علیهم کلهم۔[1]

یعنی ضرور ہے کہ بہت سی قومیں دجال کی ساتھی اور مددگار ہوں گی اور کہیں گی کہ ہاں ہم ضرور اس کا ساتھ دیں گے اور یقیناً ہم ضرور جانتے ہیں کہ وہ کافر ہے بڑا کافر ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن ہم اس کا ساتھ اس لئے دے رہے ہیں کہ ہم اس کی خوراک میں سے کھاتے ہیں اور شاخیں درخت ہی کا حصہ ہوتی ہیں۔ سو جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو ان سب پر نازل ہوگا۔

یہ حدیث تفسیر دُرِ منثور میں بھی ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے عبید بن عمیر سے نقل کی گئی ہے۔[2]

تعبیر رؤیا کی کتب میں لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں دابّۃ الارض کو نکلتا دیکھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شخص جس نے یہ خواب دیکھی بادشاہوں کے لئے جاسوسی کا کام کرے گا۔ اور اس واسطے کہ دابّۃ اصل میں جسّاسہ ہے۔[3]

قرآن مجید کی آخری سورتوں میں جو آخری زمانہ کے فتنوں اور حالات سے تعلق رکھتی ہیں سورۃ لہب بھی ہے جس میں حمّالۃ الحطب کا ذکر ہے اور سورۃ فلق میں نَفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا بھی سکھائی گئی ہے۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ میں ابولہب (جس کے معنی ہیں شعلہ کا باپ یا شعلہ کا موجد جس سے دجالی گروہ اور یاجوج وماجوج کی طرف اشارہ ہے) کی تباہی وناکامی کا ذکر کیا گیا ہے اور وامرأتہٗ حمّالۃ الحطب میں اس کے تابعداروں اور آلہ کاروں کا ذکر کیا گیا ہے۔[4] معلوم ہوتا ہے جسے حدیثوں میں دآبّۃ اور جسّاسہ کہا گیا ہے قرآن میں انہی کو امرأۃ حَمَّالَةَ الْحَطَب اور نَفّاثَۃ کہا گیا ہے۔ نفّاثہ کی تشریح گذر چکی ہے اور حمّالۃ الحطب وہ ہیں جو فتنوں کی آگ کے لئے ایندھن مہیا کرتے ہیں۔ جس سے فتنوں کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور بدامنی پھیلتی ہے حمالۃ الحطب چغلخور کو بھی کہتے ہیں کیونکہ چغلخوری سے بدامنی پھیلتی ہے۔ اور "دآبّۃ" کے ایک معنی چغلخوری کے بھی ہیں یہ لوگ زن مزاج ہوتے ہیں اس لئے انہیں عورت بھی کہا گیا ہے۔ حدیث مذکور میں دآبّۃ کو اس حالت میں دیکھا گیا کہ اس کا اگلا پچھلا معلوم نہ ہوتا تھا۔ گویا جیسے مخنّث ہوتا ہے جو نہ مرد ہوتے ہیں نہ عورتیں۔ عورت و مرد

---

[1] کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹۔ [2] تفسیر دُرِ منثور صفحہ ۳۵۵۔ [3] تعطیر الانام فی تعبیر المنام جلد ۲ زیر لفظ دابّۃ الارض صفحہ ۲۱۔ مطبوعہ مصر۔ [4] تشریح کے لئے دیکھئے تفسیر کبیر جلد ششم جزء چہارم حصّہ چہارم تفسیر سورۂ لہب۔

دونوں کے خواص ان میں ہوتے ہیں اور جاسوسی کرنے والوں کی مثال بھی مخنثوں کی مثال ہے۔ کہ نہ انہیں ان کے پردوں میں چھُپ چھُپ کر کام کی وجہ سے مَرد کہہ سکتے ہیں نہ اصل کے اعتبار سے عورتیں۔ گویا وہ زن مزاج مرد ہوتے ہیں ان میں شجاعت نہیں ہوتی بلکہ پردوں میں چھپ چھپ کر کام کی وجہ سے ان میں بُزدلی اور زن مزاجی پَیدا ہوتی ہے۔

عورتیں بھی دجّال کے سَاتھ ہونگی

۱۹۔ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں ابی سعید خدریؓ سے روایت کیا ہے:۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال مع الدّجال امرأۃٌ یقال لها الثِّیبَۃُ لا یَؤُمُّ قریۃ الاسبقتہٗ الیها فتقول هٰذا الرجل داخلٌ علیکم فاحذروہٗ۔[1]

یعنی دجال کے ہمراہ عورت ہوگی جسے "ثُیبّہ" کہا جاتا ہے دجال جس کسی گاؤں کی پیشوائی کرے گا اس سے پہلے وہ عورت پھرا کرے گی اور کہے گی یہ شخص تم پر داخل ہونے والا ہے پس تم ہوشیار ہو جاؤ۔

چنانچہ یہ بات مشاہدہ ہو رہی ہے کہ پادریوں کے ساتھ مبلغہ عورتیں ہوتی ہیں اور گاؤں گاؤں اس سے پہلے پھرا کرتی ہیں۔ کبھی تو یہ مبلغہ عیسائی عورتیں دوائیوں کے بہانے یا دستکاری سکھانے کے بہانہ سے گھروں میں چلی جاتی ہیں اور ان لوگوں کے بھید گرجاؤں میں پہنچاتی ہیں۔ کہ فلاں گھر عیسائیت کی طرف مائل ہو سکتا ہے یا نہیں یا یہ کہ فلاں گھر کو روپیہ پیسہ دے کر عیسائی بنایا جا سکتا ہے اور اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیئے۔

ثِیبّۃ اگر آبّتًا سے ہو تو اس کے معنی شدّتِ حرارتِ الی چیز کے ہیں اور اگر آبّھًا سے ہو تو اس کے معنی فخر و تکبّر کرنیوالی عورت کے ہیں[2] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفسانی جذبات کو بھڑکانے والی ہوں گی۔ موجودہ زمانہ میں مغربی عورتوں کی وجہ سے جس قدر فحاشی اور بے حیائی پھیلی ہوئی ہے اس کی مثال سابق زمانوں میں کہاں؟ یوروپین اقوام کے ساتھ ہوٹلوں میں دیکھو تو عورت، تجارتوں میں دیکھو تو عورت، دفتروں میں دیکھو تو عورت، سنیماؤں میں دیکھو تو عورتیں ہی عورتیں، ریڈیو میں گانے بجانے والی عورتیں ہی عورتیں، اسی طرح ہسپتالوں میں۔ کارخانوں میں، ہوائی جہازوں اور جاسوسی کے محکموں وغیرہ میں جس کثرت اور وسعت سے آجکل عورتوں سے کام لیا جاتا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں لیا گیا۔ ہر شعبہ زندگی میں عورت داخل ہو چکی ہے۔ نسوانی آزادی عام ہے۔ جنسی مشاغل جنسی اشتہارات۔ تصویر کشی۔ جنسی اخبارات و رسائل اور جنسی کتب کی جو کثرت اس زمانہ میں ہو چکی ہے۔

[1] کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۲۶۴ ۔ [2] المنجد زیر اب و آبۃ مطبوعہ مصر

خصوصًا یوروپین ممالک میں جہاں سے یہ وبا چلی اور مشرقی ملکوں میں پھیلی ہے۔ اس کی مثال پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ تجارت اور کاروباری مراکز میں پروپیگنڈہ کی غرض سے عورتوں کی تصاویر رکھنا انہیں بورڈوں پر دکانوں کے سامنے چہروں پر چسپاں کرنا یا لٹکانا لازمہ بن گیا ہے تاکہ گاہکوں کے لئے کشش کا باعث بن سکیں۔ یہ طریقہ مغربی تاجر اقوام نے اپنے تجارتی مال کے فروخت کو فروغ دینے کے لئے مشرقی ممالک میں اختیار کیا ہے۔ دانتوں کا منجن بھی ہو تو اس پر بھی مصور عورت دلکش مسکراہٹ کے ساتھ بنی ٹھنی دکھائی دے گی اور یورپی منڈیوں میں تجارت کو فروغ دینے کی غرض سے ماڈل گرلز (نمونہ کی لڑکیاں) غول در غول منڈلاتی نظر آتی ہیں۔ مشرقی تاجر اب اس کی نقل کرتے ہیں۔ اور اس سے نسوانی آزادی، مفاسد۔ عشق بازی۔ زناں بازاری۔ زنا۔ اغوا اور بے حیائیوں کو جس قدر فروغ ملا ہے اس نے مغرب و مشرق اور جنوب و شمال کے گھریلو امن و سکون اور تمدنی زندگی کو غارت کر کے رکھ دیا ہے۔ اور یہ چمکتی دمکتی نسوانی زندگی دُور کی سُہانی شہنائی کی مانند ہے یہ مشاہدات و حالات تیرہ سو سال کی مذکورہ پیشگوئیوں کی حرف بحرف تصدیق کرتے ہیں اور کسی زائد تشریح کی ضرورت نہیں۔

خروج کے استعمال میں حکمت

یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث اور دیگر احادیث میں مسیح دجال یاجوج وماجوج اور دابّۃ الارض کے لئے خروج کا لفظ آیا ہے اور مسیح موعود کے لئے نزول کا۔ خروج "میں اشارہ ہے کہ ان کے وجودوں میں ظلمت و خبث اور کدورت بھری ہوئی ہے۔ اور نزول میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا وجود نور۔ صفائی اور رُوحانیت سے پُر ہے۔ نیز دجال اور یاجوج و ماجوج زمینی قوّت سے نکلنے والے تھے۔ اس لئے خروج کے لفظ سے خفّت و حقارت ثابت کرنا مقصود تھا اور نزول کا لفظ مسیح موعود کے لئے اس لئے استعمال کیا کہ اس کی عزّت و عظمت ثابت ہو کیونکہ نازل خارج پر غالب ہُوا کرتا ہے۔

خُرُوْج کے لفظ سے ایک اور لطیف اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ یہ چیزیں آخری زمانہ میں ظہور پذیر ہونے والی ابتدائی زمانہ میں بکلّی معدوم نہیں تھیں بلکہ وجود نوعی یا مثالی کے ساتھ جو آخری وجود کا ہمرنگ ہوگا بعض افراد میں ان کا وجود متحقق ہوگا لیکن ضعف اور ناکامی کی حالت میں، مگر دوسرا وجود جس کو "خروج" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جلالی شان اور طاقت کے ساتھ اس کا ظہور ہوگا۔ قرآن مجید میں بھی اسی لئے دابّۃ الارض کے لئے اَخْرَجْنَا (نمل ع ۶) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے پس اس لفظ سے یہی اشارہ تھا کہ ان چیزوں کا خروج ہوگا نہ حدوث یعنی تخمی طور پر یا کم مقدار کے

طور پر تو پہلے ہی سے تھوڑے بہت ہر زمانہ میں وہ پائے جائیں گے لیکن آخری زمانہ میں بکثرت اور اپنے کمال لائقہ کے ساتھ نکلیں گے اور شمار میں بہت بڑھ جائیں گے اس کی بابت دوسری حدیث میں آخری زمانہ میں روم کی کثرت تعداد کے الفاظ میں بھی اشارہ آیا ہے کہ اَلرُّوْمُ اَکْثَرُ النَّاسِ تمیم داری کی حدیث کے مطابق پہلے دجال کو اس طرح پر دیکھا گیا کہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا کمزور اور ضعیف ہے کسی پر حملہ نہیں کر سکتا مگر اس آخری زمانہ میں عیسائی مشن کا دجال اسی دجال کے رنگ میں قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے گویا مثالی و ظلّی وجود کے ساتھ وہی ہے اور جیسا کہ وہ اوّل زمانہ میں گرجا میں جکڑا ہوا نظر آیا تھا اب وہ اس بند سے مخلصی پا کر عیسائیوں کے گرجا ہی سے نکلا ہے۔ اور دُنیا میں ایک طوفان یا آفت برپا کر رہا ہے۔

خرِ دجّال

مسیح دجال کی اہم علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ چاند کی سی روشنی رکھنے والے گدھے پر خروج کرے گا جیسا مشکوٰۃ میں امام بیہقی کی کتاب البعث والنشور کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث درج ہے:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلٰی حِمَارٍ اَقْمَرَ مَا بَیْنَ اُذُنَیْهِ سَبْعُوْنَ بَاعًا[1] - یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال روشنی رکھنے والے گدھے پر نکلے گا۔ جس کے دونوں کانوں کے درمیان سترّ باع کا فاصلہ ہوگا۔

حِمَارٍ اَقْمَرَ کے معنی بعض شارحوں نے سفید گدھا بھی کئے ہیں۔ مگر اَقْمَرَ کا مادہ قمر ہے اور قمر چاند کو کہتے ہیں اور اَقْمَرَ کے معنی چاند کی روشنی رکھنے والی چیز کے ہوتے ہیں[2] اس لئے یہ معنی ہوں گے کہ دجال کا گدھا چاند کی سی روشنی رکھنے والا ہوگا۔

یہ جو فرمایا کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان سترّ باع کا فاصلہ ہوگا۔ اس سے سمجھا گیا ہے کہ دجّال کا گدھا موجودہ چار ٹانگوں والا گدھا نہیں ہوگا بلکہ اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق گدھے کی کوئی ترقی یافتہ شکل ہوگی جس کا سلسلہ بہت طولانی ہوگا۔ یہ علامات ہُوبہُو موجودہ ریل گاڑی پر صادق آتی ہیں جو مسیحی فلاسفروں نے ایجاد کی ہے۔ اور سوائے ریل گاڑی کے اور کسی پر صادق نہیں آتیں

[1] مشکوٰۃ کتاب الفتن ص۴۷۶ - [2] المنجد زیر لفظ قمر مطبوعہ مصر

اور اس میں چاند کی سی روشنی بھی ہے۔ جو ریل گاڑی کے اندر رات کو بجلی کے قمقموں سے پیدا ہوتی ہے اور رات کو ریل گاڑی کے اندر دیکھو تو بجلی کے بلب چاندنی کا سا سماں پیدا کرتے ہیں اور اس پر "حِمَارٍ اَقْمَرَ" کے الفاظ ہو بہو صادق آتے ہیں۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ یَخْرُجُ عَلٰی حِمَارٍ اَبْتَرَ[1] یعنی دجال ایسے گدھے پر خروج کرے گا جو معدوم الذنب یا معدوم النسل ہوگا عربی لغات میں اَبْتَرْ دُم کٹے زہریلے اور خبیث سانپ کو بھی کہتے ہیں یا جس کے پیچھے کوئی اولاد نہ رہے، یا یہ کہ اس کی نسل آگے نہ چلے[2]۔

موجودہ زبانوں کے عام محاوروں میں بھی اَبْتَرا ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی نرینہ اولاد نہ ہو۔ اس سے اشارہ ہے کہ دجال کا گدھا درحقیقت عام گدھوں کی مانند جاندار حیوان نہیں ہوگا کہ اس کی دُم ہو یا اس کی نسل چلے بلکہ وہ بے دُم اور بے جان سواری ہوگی۔ یہ دونوں علامتیں بھی موجودہ ریل گاڑی میں پائی جاتی ہیں کہ وہ بے دُم بھی ہے اور بے جان بھی۔

دجّال کی سواری کو "دُم کٹے سانپ" سے تشبیہ دینے سے شاید اس طرف بھی اشارہ ہو کہ اس کی چال میں سانپ کی چال سے مشابہت ہوگی۔ چنانچہ جس طرح سانپ بَل کھا کر چلتا ہے اسی طرح ریل گاڑی میں اس کی مشابہت موجود ہے۔

مسلم بزرگوں کے تذکروں میں بعض اولیاء کے ایسے کشوف بھی ملتے ہیں جن میں انہیں ایک سفید قوم دکھا دی گئی جو فولادی ٹانگوں والا سانپ ہمراہ لائی اور پھر واپس چلی گئی۔ چنانچہ صدیوں پہلے ایک افریقی بزرگ کبیرو نے پیشگوئی کی تھی کہ یہاں ایک سفید قوم آئے گی جو فولادی ٹانگوں والا سانپ لائے گی اور پھر چلی جائے گی۔ کینیا اور افریقہ کے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی۔ انگریز آئے۔ ریلوے لائن ڈالی سانپ کیطرح لہراتی بل کھاتی ہوئی اور ریل گاڑی فولادی ٹانگوں والے سانپ کے مشابہ ہے اب انہیں کینیا (مشرقی افریقہ) کو آزادی دے کر واپس جانا پڑا[3]۔

بعض اور بزرگوں نے بھی بے جان سواریوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی نے حضرت محی الدین ابنِ عربی کے رسالہ "مالابُدّ قبل یوم القیامہ" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن عربی نے اس رسالہ میں اپنے مکاشفات کی بناء پر قربِ قیامت اور امام مہدی علیہ السلام کے جو نشانات لکھے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمہاری سواریاں بے جان ہونگی اور زمین کو قینچی کی مانند کتریں گی

[1] نزہۃ المجالس جلد ۱ ص۱۰۹ مطبوعہ مصر۔ [2] المنجد و تاج العروس زیر لفظ ابتر۔
[3] روزنامہ جنگ راولپنڈی نومبر ۱۹۵۹ء۔

خواجہ حسن نظامی رسالہ "امام مہدی" کے حاشیہ میں اس پر نوٹ لکھتے ہیں کہ "یہ بے جان سواریاں موٹر۔ بائیسکل۔ ریل وغیرہ ہیں"[1]

کنز العمال کی حدیث میں ہے۔ تَسِیْرُ مِنْ حَبْسِ السَّبِیْلِ[۲۲]۔ یعنی خرِ دجال بھاپ کو بند کرنے سے چلے گا۔ بھاپ آگ کے ذریعہ پانی کو جوش دینے سے اُٹھتی ہے جب اسے بند کر دیا جائے تو اس کے ذریعہ وہ چیز حرکت کرتی ہے جس میں وہ بند ہو۔ ابتداء میں ریل گاڑی کے مُوجد نے ہانڈی کو آگ کے ذریعہ جوش دینے کے نتیجہ میں اس کے ڈھکنے کی حرکت دیکھ کر ریل گاڑی ایجاد کی تھی حدیث کے الفاظِ پیشگوئی اس پر ہو بہو صادق آتے ہیں کیونکہ ریل گاڑیوں کے انجن آگ اور پانی کے ذریعہ بھاپ کو بند کر کے چلائے جاتے ہیں غالبًا اسی لئے مشہور تھا کہ خرِ دجال کی خوراک کوئلہ اور پتھر ہوں گے کیونکہ ریلوے انجن میں پتھر اور لکڑی دونوں کے کوئلے جلتے ہیں۔ جب ہم قرآن مجید میں یہ پیشگوئی پڑھتے ہیں۔ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ یعنی ایک زمانہ آئے گا جب حملدار اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ پھر حدیث میں بھی پڑھتے ہیں۔

۲۳۔ لَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْهَا (مسلم کتاب الایمان) یعنی اونٹنیاں چھوڑ دی جائینگی اور ان سے تیز رفتاری کا کام نہیں لیا جائے گا۔ سَعی کے معنی دوڑنے اور تیز چلنے کے ہیں پس معنی یہ ہونگے کہ تیز چلنے اور فوری پہنچنے کے کاموں میں اونٹنیوں وغیرہ سے کام نہیں لیا جائے گا بلکہ کثرت سے ایسی سواریاں نکل آئیں گی کہ لوگ اونٹنیوں وغیرہ قسم کی سواریوں سے مستغنی ہو جائیں گے جیسا مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بھی اس حدیث کے تحت لکھا ہے[2]

پھر قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں حملدار اونٹنیوں کا ذکر زبردست قرینہ ہے کہ قیامت کا ذکر نہیں ہے بلکہ قیامت سے قبل دنیا کا ذکر ہے کیونکہ قیامت میں حملدار اونٹنیاں نہیں ہوں گی اس کے علاوہ قرآن مجید میں زمانہ مستقبل میں گدھوں۔ گھوڑوں۔ خچروں وغیرہ کے علاوہ اور سواریاں پیدا کرنے کی پیشگوئی بھی موجود ہے۔ جیسا فرمایا:۔ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَزِیْنَةً وَّیَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (نحل ع۱) یعنی اور اُس نے گھوڑوں خچروں اور گدھوں کو بھی تمہاری سواری کے لئے نیز زینت و شان کے لئے پیدا کیا ہے اور آئندہ بھی وہ تمہارے لئے سواریوں کے مزید سامان پیدا کرے گا۔ جسے تم ابھی نہیں جانتے۔ دُوسری طرف ہم دجال کے گدھے کا ذکر بھی پڑھتے ہیں کیا اس سے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ دجّال کا گدھا بھی اُس کے زمانہ کی ضروریات کے مطابق سواری کی

[1] رسالہ امام مہدی صفحہ ۸۷ مطبوعہ جون ۱۹۲۰ء۔ [2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ مصر

کوئی نئی ترقی یافتہ صُورت ہوگی جو پہلے ہمارے علم میں نہ ہوگی پھر جب واقعات نے بھی ظاہر کر دیا جبکہ مسیح دجال کا ہمارے زمانہ میں خروج ہو چکا اور اس نے اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق مشرق و مغرب میں تیز رفتاری سے آمد و رفت کے لئے ریل گاڑی ایجاد کر لی جس پر اور ضروریات کے علاوہ پادری انجیلیں بغل میں دبا کر مشرق و مغرب کی سیر کر رہے ہیں اور الوہیتِ مسیح۔ کفارہ وغیرہ گمراہ کن عقاید پھیلا رہے ہیں نیز تیز رفتاری اور فوری سفروں کے لئے لوگ اونٹنیوں اور گدھوں اور گھوڑوں سے عموماً کام نہیں لیتے۔ بلکہ انہیں چھوڑ کر کثرت سے ریل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں پر برّی بحری اور ہوائی سفر کر رہے ہیں تو پھر اب کیا شک رہ گیا کہ مسیح دجال کے گدھے سے مراد دراصل یہی ریل گاڑی یا ہوائی جہاز تھے جن پر تمام علامات صادق آرہی ہیں جو آگ اور پانی کے بھاپ کے زور سے چلتی ہیں۔ اور ان میں پتھر اور لکڑی کا کوئلہ مٹی کا تیل اور پٹرول استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۴۔ کنز العمال میں ہے مابین حافر حمارہٖ الی الحافر الاٰخر مَسِیْرَۃُ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ[1]۔ یعنی خرِ دجال کے ایک قدم سے دوسرے قدم کے درمیان ایک دن اور رات کا فاصلہ ہوگا۔ بعض روایات میں ہے۔

۲۵۔ وکل خطوۃٍ من خُطَّاہ ثلثۃ ایّامٍ وَتُطْوٰی لَہُ الْاَرْضَ حَتّٰی یَسْبِقَ الشمسُ اِذَا طَلَعَتْ الی مغربھا یخوض البحر بحمارہٖ[2]۔ امامہ جبل دُخَانٍ[3]۔ یعنی اس کے قدموں میں سے ہر قدم تین دن کا ہے اور اس کے لئے زمین لپیٹی جائے گی۔ اور سورج کے طلوع سے پہلے اس کے غائب ہونے کی جگہ پر پہنچ جائے گا۔ ٹخنوں تک سمندر میں چلے گا اس کے آگے دھوئیں کا پہاڑ اُٹھ رہا ہوگا۔ یہ علامات بھی چار ٹانگوں والے گدھے کی نہیں ہو سکتیں اور موجودہ ریل گاڑی اور دخانی جہازوں پر صادق آرہے ہیں۔ قدموں کے مابین فاصلہ کی بعض روایات میں یہ جو آیا ہے۔ کہ ایک دن رات کا اور بعض میں تین دن رات کا فاصلہ ہوگا۔ اس سے ریل گاڑیوں کے سٹیشنوں اور ان کے مابین فاصلوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا ہم دیکھ رہے ہیں کہ ریل گاڑی ایک سٹیشن سے مسلسل چلتی ہے اور دوسرے سٹیشن پر جو اس کے ٹھہرنے کے لئے مقرر ہوتا ہے جا ٹھہرتی ہے اور ایک قدم کا تین دن کا ہونا ایکسپریس ٹرین کی طرف اشارہ ہے جو دُور دُور کے بڑے سٹیشنوں پر جا ٹھہرتی ہے جس فاصلہ کو طے کرنے کے لئے پیدل چلنے والے کو تین دن تک چلنا پڑے۔

[1] کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۲۹۹۔ [2] نزہۃ المجالس جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ [3] کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۲۹۹

یہ جو آیا ہے کہ زمین اس کے لئے لپیٹ دی جائے گی اس سے اس کی تیز رفتاری کی طرف اشارہ ہے، اور یہ جو آیا ہے کہ وہ گدھے سمیت سمندر میں تیرے گا اس سے اشارہ ہے کہ خرِ دجال جیسے خشکی میں چلیگا سمندر میں بھی چلے گا گویا دخانی بحری جہازوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۲۶۔ بعض روایات میں ہے کہ دجال کا گدھا چیخ مار کر بلند آواز سے لوگوں کو پکارا کرے گا۔ اِلَیَّ اَوْلِیَآئِیْ اِلَیَّ اَوْلِیَآئِیْ۔ یعنی میرے ہمراہیو! ادھر آؤ میرے ہمراہیو! جلدی میری طرف آؤ۔ اس آواز کو سب لوگ سُن لیا کریں گے[1] یہ ریل گاڑی کے وِسل دینے کی طرف اشارہ ہے کہ "چلنے کا وقت ہوگیا ہے جلدی سوار ہو جاؤ" چنانچہ سٹیشنوں پر ٹھہرنے کے بعد گاڑی گدھے کی چیخ کے مشابہ اونچی چیخ مارتی ہے جسے سب لوگ سُن لیتے ہیں۔ اور جو سواریاں اپنی ضرورتوں کے تحت اُتری ہوتی ہیں وہ اس چیخ کو سنتے ہی گاڑی میں چڑھ آتے ہیں تفسیر درِ منثور میں ہے کہ ابن ابی شیبہ نے خبادہ بن امیۃ الدُرتی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۷۔ قَالَ اُذُنُ حمار الدّجّال لَتَظِلُّ سَبْعِیْنَ الفًا[2]۔ یعنی دجال کے گدھے کے کان ستّر ہزار لوگوں پر سایہ کرنے والے ہوں گے۔

ستّر ہزار نفوس سے کثرت مراد ہے یعنی کثیر لوگ اس میں ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک سوار ہوں گے جیسا شیخ امین کُردی الاربلی الشافعی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) لکھتے ہیں۔

۲۸۔ ولیستظل باُذنِ حِمَارِہٖ خَلقٌ کَثِیْرٌ[3]۔ یعنی دجّال کے گدھے کے کانوں کے ذریعہ خلق کثیر سایہ حاصل کرے گی"۔ دو کان قرار دینے سے اشارہ ہے کہ اس کے ایک سرے پر ڈرائیور ہوگا اور دوسرے پر گارڈ اور ان میں باہمی ایسے اشارات ہوں گے جنہیں وہ سمجھتے ہوں گے ان الفاظ سے اس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ ریل گاڑی میں دھوپ اور گرمی سے بچنے کے لئے محفوظ چھتوں اور پنکھوں کا انتظام بھی ہوگا جیسا ریل گاڑی میں مضبوط چھت بھی اور پنکھوں کا انتظام بھی مشاہدہ میں آرہا ہے۔

۲۹۔ بعض روایات میں ہے کہ خروج دجال کے وقت ملک وسیع ہونگے اور باہم تمام ممالک میں راہ آہن یعنی لوہے کی پٹڑی بچھ جائے گی۔ وائرلیس اور ٹیلی ویژن اور ٹیلیگراف وغیرہ جاری ہوں گے[4]۔

---

[1] بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳ باب علامات ظہورہٖ علیہ السلام و نور الانوار صفحہ ۱۳۷ نیز کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۲۶ و صفحہ ۲۶۷۔ [2] تفسیر دُرِ منثور جلد ۵ صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ مصر۔ [3] تنویر القلوب صفحہ ۶۸ مطبوعہ مصر۔ [4] آثار قیامت وظہور حجت صفحہ ۷ یہ شیعوں کا شائع کردہ کتابچہ ہے۔

سو خرِ دجال کے لئے ریل کی پٹڑی لوہے کی بھی بچھ گئی ہے اور بعض ملکوں میں مشہور ہے اور کشمیر میں بھی ہم باپ دادا سے سنتے تھے کہ امام مہدی کے زمانہ میں لوہے کی سڑکیں ہوں گی اور یہ لوہے کی ریلوے لائن کی طرف ہی اشارہ تھا اور یہی زمانہ امام مہدی اور مسیح موعود کا بھی ہے بعض روایات میں ہے۔

۳۰۔ فاذا اٰن ظهوره فك الله عنه كل عام حلقة فاذا بَرَزَ اَتَتْهُ اتان عرض ما بين اذنيها اربعون ذراعًا فيضع على ظهرها منبرًا من نحاس ويقعد عليه ويتبعه قبائل الجن يخرجون له خزائن الارض[1]

یعنی جب دجال کے ظہور کا وقت آئے گا تو اللہ تعالے ستر بندھنوں کی زنجیر سے جن سے وہ بندھا ہُوا تھا ہر سال اسے ایک حلقہ سے آزاد کرتا چلا جائے گا جب بروز کرے گا تو اس کے پاس گدھی آئے گی۔ جس کے دو کانوں کے مابین فاصلہ چالیس گز ہوگا۔ وہ اس پہ تانبے کا بنا ہُوا منبر بچھائے گا[2]۔ اور اس پر بیٹھ جائے گا اور جنوّں کے قبائل اس کی تابعداری کریں گے اور وہ اس کے لئے زمین کے خزانے نکالیں گے۔

اس روایت میں گدھے کی بجائے گدھی آیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر گدھا تھا تو گدھی کیوں بیان فرمایا اور اگر گدھی تھی تو گدھا کیوں فرمایا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی سواری کے لئے صرف گدھے کی تعیین نہیں فرمائی تھی بلکہ دجال کی نامعلوم سواری کو کسی قدر قریب الفہم بنانے کے لئے گدھے اور گدھی کی مثال بیان فرمائی تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو اتان یعنی گدھی کی مثال بیان نہ فرماتے اس لئے کہ آج سے تیرہ سو سال قبل ریل گاڑی کا وہم و گمان بھی نہ ہوسکتا تھا۔ نیز یہ جو فرمایا کہ گدھی پہ دجال بروز کرے گا اس سے پتہ چلتا ہے کہ دجّال جو شیطان کا نام ہے بروزی رنگ میں ظاہر ہوگا اور وہ کسی قوم کو اپنا آلۂ کار اور مظہر بنائے گا۔ سو وہ خدا کا بیٹا بنانے والے اور ملحد لوگ ہیں جو اس کے کامل مظہر بن گئے ہیں۔ اس روایت میں یہ جو آیا کہ خرِ دجال چالیس گز لمبا ہوگا۔ اور پیچھے ایک روایت میں گذر چکا ہے کہ ستّر باع لمبا ہوگا یہ دراصل مختلف ریل گاڑیوں کی نسبت سے ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف ریل گاڑیوں کی نسبت سے کبھی تو مثال سے یوں سمجھایا کہ بعض سواریاں کم لمبی ہیں۔ اور بعض زیادہ۔ واقعہ میں بھی ایسا ہی ہے۔

---

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ مصر۔ [2] اس سے اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے ممالک یا تصرف میں تانبا کثرت سے ہوگا۔ جغرافیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوہ قاف سے پرے شمال کی طرف جو یورپین ممالک ہیں ان میں کثرت سے تانبا اور سونا اور چاندی برآمد ہوتے ہیں یہی وجہ ان ممالک کی صنعتی ترقی کی بھی ہے بعض روایات میں آتا ہے کہ کوہ قاف سے شمال کی طرف کی زمین تانبے کی ہے یا چاندی کی۔ اس سے بھی ان ملکوں کی زمینی پیداوار تانبا اور چاندی کی طرف اشارہ ہے۔ واقعہ میں بھی ایسا ہی ہے (دیکھو جغرافیہ یورپ یا اٹلس)

مال گاڑی زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ ریلوے کار کم لمبی ہوتی ہے۔ عَلیٰ ھٰذا القیاس۔

تانبے کے منبر بچھانے سے شاید ان سیٹوں کی طرف اشارہ ہے جو لوہے یا تانبے کی قسم کی کرسی نما یا منبر نما گاڑیوں کے کمروں کے اندر بنائی گئی ہوتی ہیں۔ جن پر سواریاں درجہ کے لحاظ سے بیٹھتی ہیں کیونکہ نشستوں کے لحاظ سے اوّل دوم اور سوم درجے بھی گاڑیوں میں بنائے گئے ہیں۔ اوّل درجہ کی سیٹوں پر بیٹھکر پادری سواریوں کے سامنے جھوٹے دین کا وعظ کرتے ہیں۔

حِمَارُ عربی میں گدھے کو اور اَتَان گدھی کو کہتے ہیں۔ اس روایت میں اتان کی مثال دینے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اُتون عربی لغت کے لحاظ سے حمام کی آگ جلانے والے کو بھی کہتے ہیں[1] شاید اس طرف اشارہ ہے کہ دجال کی سواری میں ایسے آگ جلانے والے بھی ہوں گے جیسے حمام کی آگ جلانے والے ہوتے ہیں اور اب واقعات نے بھی ایسا ہی ظاہر کر دیا ہے۔ ریلوے انجن میں حمام کی طرح آگ جلانے والے ڈرائیور کام کرتے ہیں۔

تمام ممالک میں سونے تانبے۔ کوئلے۔ پٹرول اور مٹی کے تیل کی کانوں میں پہاڑی اور میدانی قبائل کے مزدوروں نے زمین کھود کھود کر دجال اور اس کے سیاسی نمائندوں کے لئے جو خزانے نکالے ہیں اس کی مثال پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔

۱۳۔ بحار الانوار وغیرہ کتب میں خرِ دجال کے بارے میں یہ بھی ہے۔ ذَوَاتِ السُّرُجِ وَالْفُرُوْجِ۔[2] یعنی خرِ دجال کے ساتھ چراغ ہوں گے جن سے روشنی پیدا ہوگی۔ اور اس میں سوراخ بھی ہوں گے۔ اس سے ریل گاڑی کے بجلی کے بلبوں اور اس کی کھڑکیوں اور دروازوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے دور سے ریل گاڑی کو دیکھو تو اس کی کھڑکیاں اسکے پیٹ کے سوراخ معلوم ہوتے ہیں۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کشف میں موجودہ ریل گاڑی۔ ہوائی جہازوں وغیرہ حالات کا ہُو بہُو نقشہ دکھلایا گیا تھا۔ اور کشف میں دیکھے ہوئے امور کی آپ نے خبر دی اور آج پونے چودہ سو سال بعد ہم اس نقشہ کے مطابق پیشگوئیاں پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ سب علامات وصفات جو خرِ دجال کی اوپر بیان کی گئی ہیں کیا یہ چار ٹانگوں والے گدھے میں یا اونٹنی میں ہو سکتی ہیں مثلاً ایک کان سے دوسرے کان کے مابین ستر گز کا فاصلہ ہونا ایک قدم سے دوسرے قدم کے مابین ایک دن رات یا تین دن رات کا فاصلہ ہونا اس کے آگے دھوئیں کے پہاڑ اٹھنا۔ اس کے پیٹ میں سوراخ ہونا اس کے اندر چاندنی کی طرح روشنی یا چراغ ہونا یا

---

[1] المنجد زیر لفظ اتان یا اُتون۔ [2] بحار الانوار جلد ۱۳

آگ۔ پانی اور پتھر کا اس کی خوراک ہونا۔ ہوا کی مانند اس کا تیز چلنا۔ زمین کا اس کے لئے لپیٹے جانا۔ اس کا بے جان اور بے دُم ہونا۔ چلتے وقت اس کا بلند آواز سے وسل کرنا اور اس میں لوہے یا تانبے کی سیٹیں ہونا وغیرہ اگر یہ علامات کسی چار ٹانگوں والے گدھے یا گدھی میں نہیں ہو سکتیں اور ہرگز نہیں ہو سکتیں تو پھر یہ ریل گاڑی کا نقشہ نہیں تو اور کیا ہے؟ گدھوں اور اونٹنیوں کے بارے میں جو سنت اللہ قدیم سے چلی آ رہی ہے وہ تو بدل نہیں سکتی۔ جیسا فرمایا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ یعنی سنت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پس ان گدھوں اور اونٹنیوں میں تو قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہ تو ایسے ہی رہیں گے جیسے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی ایسی گدھی پیدا ہو سکے جو ستر گز لمبا گدھا جن ڈالے جس کی خوراک گھاس نہیں بلکہ آگ اور پتھر اور پانی ہو ایسے مزعومہ گدھے کے لئے پہلے تو ایسی گدھی بھی تجویز کرنی پڑے گی جو ایسا لمبا چوڑا عجیب الصفات خوارق عادات گدھا جن سکے تو کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ موجودہ حیوانات کی پیدائش میں کوئی خارق عادت اور خلافِ عقل تبدیلی ہو سکے جب قرآن۔ اصول شریعت۔ عقل اور عادت اللہ سب اس کے خلاف ہیں تو پھر دجال کے کسی ایسے گدھے کے انتظار میں رہنا کسی بھی عقل مند مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کشف میں ریل گاڑی کا ہُو بہُو نقشہ دکھایا گیا سو جیسا آپ نے دیکھا ویسا ہی وقوع میں آچکا کیا ان تیرہ سو سالہ پیشگوئیوں اور ان کے ساتھ حرف بحرف موجودہ ریل گاڑی اور موجودہ حالات کی مشابہت و موافقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک نیا اور تازہ ایمان پیدا نہیں کرتا اور صداقت اسلام کی زبردست دلیل نہیں ٹھہرتا کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے موجودہ ریل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں اور ان کے سب صفات کا ہُو بہُو نقشہ بتلا دیا۔ جبکہ ان کا تصوّر اور وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا جو پیشگوئی پوری ہو جائے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ اور آپ کی صداقت کی دلیل ٹھہرتی ہے پس کیوں اس سے انکار کیا جائے ایسے تازہ بتازہ معجزات دکھانا ہر زمانہ میں صرف اسلام کا کام ہے نہ کسی اور مذہب کا۔ ان کا انکار کرنا یا موجود کو چھوڑ کر موہوم کی انتظار میں رہنا کسی بھی عقلمند کا کام نہیں پس تازہ معجزہ کو دیکھکر اپنے اندر تازہ ایمان پیدا کر کے ان معجزات کو غیر مسلموں اور عیسائیوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اور انہیں بتلانا چاہیئے کہ دیکھو! ہمارے پیغمبر اسلام کی تیرہ سو سالہ پیشگوئیاں کس طرح ہُو بہُو موجودہ زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں۔

دجّال کے ساتھ جنت و دوزخ۔ روٹیوں کے پہاڑ اور دُودھ پانی کی نہروں کی حقیقت

روایات میں آتا ہے کہ دجّال کے ساتھ جنّت و دوزخ ہونگے۔ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے۔

دودھ پانی کی نہریں ہوں گی۔ بخاری۔ امام احمد۔ مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

۳۲۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا احدّثکم حدیثًا من الدّجال ما حدث بہ نبیٌّ قومہ انہ اَعْوَرُ وانّہ یجئ معہ مثل الجنّۃ والنّار فالّتی یقول انھا الجنۃ ھی النّار وانی انذرکم کما انذر بہ نوحؑ قومہ (متفق علیہ)[1]

یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں دجال کے متعلق ایسی بات نہ بتلادوں جو کسی نے اپنی امت کو نہیں بتلائی اور وہ یہ ہے کہ دجال کانا ہے اور وہ ضرور آئے گا اس کے ساتھ جنّت اور نار کی مثال ہوگی جس کو وہ کہے گا کہ یہ جنّت ہے وہ آگ ہوگی اور میں تمھیں اسی طرح ہوشیار کرتا ہوں جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو ہوشیار کردیا تھا۔

اس حدیث میں یہ جو فرمایا کہ اس کے ساتھ آگ اور جنّت کی مثال ہوگی اس سے واضح کردیا ہے کہ وہ آخرت والے جنّت و دوزخ نہ ہوں گے بلکہ ان کی مثال ہوں گے جس کے معنی یہی ہوسکتے ہیں۔ کہ اس کے ساتھ آرام وراحت اور تکلیف و رنج پہنچانے کے تمام سامان بکمال وتمام ہوں گے۔ عذاب کے آلات بھی ہوں گے جیسے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم وغیرہ جو جہنم کا نمونہ پیدا کردیتے ہیں۔

۳۳۔ ابن ابی شیبہ۔ احمد بن حنبل اور عبد بن حمید نے اپنے مسند میں اور حاکم نے ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَعَہٗ صُوْرَۃُ الجنّۃ خَضْرَآءَ یَجْرِیْ فِیْھَا الْمَآءُ وَمَعَہٗ صُوْرَۃُ النَّارِ سَوْدَاءَ تُدْخَنُ الخ[2] یعنی اس کے ساتھ جنّت کی صورت سبز رنگ کی ہوگی جس میں پانی جاری ہوگا اور اس کے ساتھ آگ کی صورت کالے رنگ کی ہے جس سے دھواں اٹھتا ہے۔ ان الفاظ سے بھی واضح ہے کہ آخرت والی جنّت و دوزخ اس کے ساتھ نہ ہونگے بلکہ جنت و آگ کے مشابہ اشیا ہوں گی اگر ہم پادریوں کی کوٹھیوں کے ساتھ والے جگہ جگہ کے خوبصورت باغات دیکھیں تو "جَنَّۃ خَضْرَآءَ" کا نقشہ ہو بہو سامنے آئے گا اور جب ان کی حکومتوں کے آلات حرب ایٹم بم۔ ہائیڈروجن بم وغیرہ دیکھیں جو سینکڑوں میلوں تک دوزخ پیدا کردیتے ہیں اور جن سے زمین اور اس کی اشیاء کو آگ لگتی ہے۔ اور ہر جگہ آگ ہی آگ اور دھواں بھڑک اٹھتے ہیں تو صُوْرَۃُ النَّارِ سَوْدَآءُ تُدْخَنُ کی ہو بہو مراد ظاہر ہوجاتی ہے۔

جہاں پادری اور یوروپین لوگ رہائش پذیر ہوتے ہیں وہاں سبزہ۔ باغ۔ درختوں اور پانی کی

[1] بخاری ومسلم ابن ماجہ و احمد بحوالہ کنز العمال جلد ۷ ص ۱۹۴ [2] تفسیر در منثور جلد ۷ ص ۳۵۳ مطبوعہ مصر

نہروں کا ایسا انتظام کرتے ہیں کہ وہ جنّت کی مثال بن جاتے ہیں اور لوگوں میں یہ مثل چل نکلی ہے کہ جہاں پادری اور انگریز لوگ رہتے ہیں اسے جنّت بنادیتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں دوسری جگہ ہیچ نظر آتی ہے۔ بائبل میں مسیح دجال کی دنیوی ترقی مال و دولت کی فراوانی اور اس کے ساتھ عیش وآرام کی کیفیات کے بیان میں لکھا ہے کہ جہاں وہ سکونت اختیار کرے گا وہ باغ عدن ہوگا اور جس مقام کو چھوڑ دے گا ویران ہوگا۔[1]

پس جو بات احادیث میں راویوں نے بیان کی ہے وہی بائبل میں یوایل نبی نے بیان کی ہے عام محاورات کے مطابق بھی دجال کی جنّت و دوزخ کی مثال کو سمجھنا آسان ہے جہاں باغ ہو وافر پانی ہو۔ پھل ہوں اور ہر طرح کا آرام میسّر ہو اسے عام محاورات میں جنت قرار دیا جاتا ہے اور جہاں یہ اشیاء اور آرام میسّر نہ ہو اور تکالیف ہوں اس جگہ کو دوزخ سے موسوم کرتے ہیں مولانا ابوالکلام آزاد نے دجال کی جنّت و دوزخ کے بارے میں لکھا ہے۔ دجال کی فوج ہر طرف پھیل گئی ہے یہ شیطانی بادشاہتیں چاہتی ہیں کہ خدائی حکومت کو نیست و نابود کردیں ان کی دہنی جانب دنیوی لذّتوں اور عزّتوں کی ایک ساحرانہ جنّت ہے اور بائیں جانب جسمانی تکلیفوں اور عقوبتوں کی ایک دکھائی دینے والی جہنم بھڑک رہی ہے۔[2]

بعض علماء نے ریل گاڑی کے اوّل کلاس کو جنّت اور تیسرے کلاس کو دوزخ سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ ریل گاڑی میں پانی بھی جاری ہوتا ہے اور اس کا انجن دوزخ کے مشابہ ہے یورپ کے بعض شہروں کو دیکھا جائے۔ جیسے پیرس وغیرہ تو جنّت کے مشابہ معلوم ہوں گے اور مغربی عیسائیوں کو اس پر بڑا فخر ہے کہ ہم تو دنیا ہی میں جنت میں ہیں اور اب تک فخر سے مشرقی اقوام سے کہتی ہیں۔ کہ جنّت دیکھنی ہو تو انگلستان جاکر دیکھ لیں کیا اب بھی مذکورہ پیشگوئیوں کی تصدیق میں کچھ شک باقی رہ سکتا ہے جن میں دجّال کے ساتھ جنّت و دوزخ کی مثال یا صورت ہونے کی خبر دی گئی تھی۔

دُنیا کی ہر زبان ساتھ ہوگی

۳۴۔ ابی سعید خدری کی مذکورہ حدیث میں یہ بھی ہے۔ مَعَہٗ مِنْ کُلِّ لِسَانٍ[3] یعنی دجال کے ساتھ ہر زبان کا حصّہ ہے۔ چنانچہ پادریوں نے دنیا کے قریبًا ہر ملک کی زبان میں اپنا مذہبی لٹریچر پھیلا دیا ہے اسی طرح فلاسفروں نے بھی ہر زبان میں اپنے خیالات پھیلائے ہیں جب سے یورپ میں احیاء علوم کی تحریک اٹھی ہے

[1] یوایل باب ۲ آیت ۳۔ [2] البلاغ جلد اوّل ص ۱۵ بحوالہ الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۳۶ء۔
[3] تفسیر دُر منثور جلد ۵ ص ۳۵۳ مطبوعہ مصر۔

پادریوں نے اناجیل کا ترجمہ دُنیا کی ہر زبان میں کیا ہے۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ اردو۔ پشتو۔ کشمیری۔ ہندی۔ یونانی۔ عبرانی۔ چینی۔ جاپانی۔ جرمن۔ افریقی۔ بنگالی۔ سندھی۔ انڈونیشی اور اسی طرح دیگر ایشیائی زبانوں میں اناجیل کے ترجمے بکثرت موجود ہیں اور ہر قوم و ملک میں ان کی زبانوں میں یہ ترجمے پھیلا کر انہیں عیسائیت کی طرف دعوت دیگئی ہے۔ جب پادریوں نے دیکھا کہ ہر قوم اپنی زبان میں لٹریچر زیادہ پسند کرتی ہے تو انہوں نے کروڑوں روپے خرچ کر کے اناجیل اور مسیحی لٹریچر کا ترجمہ ان کی زبانوں میں کیا اور پھیلایا۔

ایک پادری اے ایم اکبر لکھتے ہیں کہ آجکل دنیا میں صرف ایک کتاب (یعنی انجیل) موجود ہے جس کا ترجمہ نہ صرف عبرانی۔ یونانی۔ عربی۔ فارسی میں موجود ہے بلکہ تقریباً گیارہ سو سے زائد زبانوں میں موجود ہے۔"[1]

کیا اب بھی مَعَهُ مِنْ كُلِّ لِسَانٍ (اس کے ساتھ ہر زبان کا حصہ ہوگا) کی پیشگوئی پوری ہونے میں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے؟

گندم اور پانی کی کثرت

۳۵۔ بخاری میں حدیث ہے اَنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَ نَهْرَ مَآءٍ۔ (صحیح بخاری) یعنی دجال کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔

علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:۔

وَالْمُرَادُ اَنَّ مَعَهُ مِنَ الْخُبْزِ قَدْرَ الْجَبَلِ وَاَطْلَقَ الْخُبْزَ وَاَرَادَ بِهٖ اَصْلَهُ وَهُوَ الْقَمْحُ مَثَلًا ......"[2]

حدیث سے مراد یہ ہے کہ دجّال کے ساتھ پہاڑ جتنی روٹی ہوگی اور یہاں مطلق روٹی کہا ہے۔ اور مراد روٹی کی اصل ہے اور وہ مثال کے طور پر گندم ہے۔

امام مسلم نے ہشیم کی روایت میں مزید یہ درج کیا ہے کہ اس کے ساتھ روٹی اور گوشت کے پہاڑ ہونگے اور پانی کی نہریں ہوں گی اور ابراہیم بن حمید کی روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ خوراک اور نہریں ہونگی اور یزید بن ہارون کی روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ خوراک اور پانی ہوں گے۔ احمد اور بیہقی نے جنادہ بن امیہ کے طریق سے مجاہد سے روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا کہ ہم ایک انصاری کے پاس چلے گئے اور اس سے کہا کہ جو کچھ تو نے صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے ہم سے بیان کردے تو اس نے حدیث بیان کی جس میں ہے کہ زمین بارش برسائے گی اور درخت نہ اگیں گے اور اس کے ساتھ جنت بھی ہے،

[1] موجودہ سچائی ص۱۰۱۔ [2] فتح الباری جلد ۱۳ ص۸۷ طبع مصر

اور آگ بھی ہے اسکی آگ جنت ہے اور اس کی جنت آگ ہے اور اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ ہے (الحدیث) اور امام احمد نے ایک اور طریق سے جنادہ سے ایک انصاری کی روایت درج کی ہے کہ اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے اور پانی کی نہریں ہوں گی اور احمد نے جابر سے روایت کی ہے کہ دجال کے ساتھ روٹی کے پہاڑ ہوں گے اور لوگ تکلیف اور مشقت میں ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جو دجال کی پیروی کرنے والے ہوں گے اور اس کے ساتھ دو نہریں ہوگی۔ (الحدیث)[1]

ان روایات کی روشنی میں موجودہ مغربی اقوام اور ان کے پادریوں اور فلاسفروں کو دیکھئے تو سوائے ان کے اس زمانہ میں یہ روایات کسی پر صادق نہیں آسکتیں جن کے پاس کثرت سے گندم خوراک۔ پانی اور دیگر اشیاء ضروریات ہیں بلکہ پہاڑوں کی مانند ان اشیاء کے ذخائر موجود ہیں یہانتک کہ امریکہ سے گندم۔ دودھ کے ڈرم وغیرہ اشیاء ضروریات دیگر ممالک میں بھیجی جاتی ہیں اس وقت امریکی گندم ضرب المثل بن چکی ہے کیونکہ امریکہ اپنے ہر حمایتی ملک کو گندم کی امداد دیتا ہے۔ پانی کی نہروں سے یہ مراد ہے کہ مسیحی موجدین دریاؤں سے کثرت سے نہریں نکالنے والے ہوں گے۔ اور پائپ لائنوں۔ ٹیوب ویلوں اور مشینوں کے ذریعہ پانی لاکر غیر آباد زمینوں کو آباد کریں گے۔ جس روایت میں دجال کے ساتھ دو نہروں کا ذکر ہے ہوسکتا ہے کہ اس سے نہر سویز (مصر) اور نہر پانامہ (امریکہ) کی طرف اشارہ ہو جنہوں نے مشرق و مغرب میں سمندروں کو خشکی سے ملا دیا ہے اور عالمی اہمیت کی حامل بن گئی ہیں۔

امریکہ کی معرفت پادریوں کو از قسم غلہ۔ گھی۔ دودھ۔ لباس، گندم وغیرہ جو سامان بھیجا جاتا ہے۔ پادری لوگ جن کے اڈے ہر ملک اور ہر شہر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ غرباء میں تقسیم کرکے عیسائیت کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور بہت سے ناواقفوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

دجّال کے پیرو

۳۶۔ ابن المنادی نے روایت کیا ہے۔ اَلَا اِنَّ الدَّجَّالَ اَكْثَرَ اَشْيَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ الْيَهُوْدُ وَ اَوْلَادُ الزِّنَا۔[2] یعنی خبردار! دجال کے اکثر مددگار گروہ اور پیروی کرنے والے یہود اور زنا سے پیدا ہونے والے لوگ ہوں گے۔

مسیحیت بھی یہودی مذہب کی شاخ ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر فلاسفر مذہب کے لحاظ سے بھی یہودی ہیں جو اس وقت عیسائی حکومتوں کی تائید میں ہیں یورپی اقوام میں اولاد الزّنا بھی بکثرت پائی جاتی ہے۔

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ ص۸۷ [2] کنز العمال جلد ۷ ص۲۶۷

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَھُوْدِ اَصْبَھَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَیْھِمُ الطَّیَالِسَۃُ (مسلم) یعنی اصبھان کے یہودیوں سے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے ہولیں گے جن پر سیاہ چادریں ہوں گی یَتْبَعُ کو یَتَّبِعُ تَ کی شد سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ پہلے کے معنے ہیں ہمراہ ہونا دوسرے کے معنی ہیں "تابعداری کرنا" مطلب یہ ہے۔ کہ یہودی اقوام اسلام کے خلاف دجال کی مددگار ہوں گی اور مسلمانوں کے مقابلہ میں گٹھ جوڑ کر کے ان کا مشترکہ مقابلہ کریں گی جیسا مشاہدہ میں آرہا ہے کہ مسیحی طاقتوں نے یہودیوں کو جو مختلف اطراف و اکناف عالم میں پھیلے ہوئے تھے لاکر فلسطین میں بسایا اور وہاں کے عرب مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا۔ چنانچہ انیگلو امریکی بلاک کی مدد سے یہودیوں نے فلسطین میں" اسرائیل" کے نام سے حکومت بھی قائم کرلی ہے اور اب بیت المقدس پر بھی قبضہ کر لیا ہے جو اس سے پہلے مسلمانوں کے پاس تھا۔ مسلمانوں اور یہودیوں کی کشمکش اب تک جاری ہے۔

مقدّر وقت پر نکلے گا

حدیث مذکور میں گرجا میں محبوس دجال نے یہ بھی کہا کہ عنقریب مجھے خروج کی اجازت دی جائے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ دجال خدا کی اجازت اور مقدرہ وقت پر خروج کا منتظر تھا اور ابھی اسلام کی آمد کی وجہ سے حالات کی زنجیریں اس کے لئے روک بن رہی تھیں۔ حالات سازگار ہونے پر اسے خروج کی اجازت ملنے والی تھی سو جب اسلامی حکومت رفتہ رفتہ کمزور ہوتی چلی گئی اور ایک ہزار سال کی مدّت مقدرہ پوری ہو چکی جو دجال کے کھولے جانے کے لئے سابق پیشگوئیوں کی رو سے مقرر کی جاچکی تھی جیسا گذر چکا تو وہ مغربی جزائر کے گرجاؤں سے نکل پڑا اور آناً فاناً دنیا میں پھیل گیا۔

گرجا سے نکلنے کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ عیسائی اور صلیب پرست ہوگا۔

نبئ اُمیّ کی تحقیر

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملّا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ "گرجا والے مسیح دجال نے عرب کے لوگوں سے یہ جو پوچھا کہ مجھے نبی اُمیّین کی بابت اطلاع دو۔ اس سے اس کا مقصد تحقیر و تعریض تھا کہ وہ اُمیّوں کا نبی ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ وہ آخری زمانہ میں نکل کر اپنے گھمنڈ اور سائنسی ترقی کی وجہ سے نبی اُمّی پر ان کے اُمّی ہونے کی وجہ سے اور مسلمانوں پر اُمّی نبی کی اُمّت ہونے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرنے والا اور الوہیت مسیح پر ایمان لانے کی دعوت دینے والا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ مسیحی پادری عموماً مسلمانوں کے سامنے یہی اعتراض پیش کرتے ہیں۔ کہ عرب کا نبی اُمّی تھا اور وقتی طور پر اُمیّوں کو اپنے

پیچھے لگا کر کامیاب ہو گیا تھا۔ اس علمی زمانہ میں ہوتا تو کبھی کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔ اور مسلمان اُمّی نبی کی اُمّت ہیں۔ پس مسلمان الوہیت مسیح پر ایمان لا کر مسیح کی اُمّت میں شامل ہو جائیں (العیاذ باللہ)

دجال نے نبی اُمّی کے بارے میں یہ بھی کہا "کہ عرب کے لوگوں کا اس کی اطاعت کرنا ہی بہتر ہے" اس پر ملّا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ یہ کلام ایسے شخص کے کلام کے مشابہ ہے جو حق کو پہچانتا ہے مگر خدا سے بُعد کی وجہ سے حق کو نہیں دیکھتا اور اندھا بنا ہوا ہے [1]

حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے کہ یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و صداقت کو پہچانتا ہے مگر کفر و عناد کی وجہ سے انکار کرے گا۔ جیسا یہودیوں کی عادت ہے [2] موجودہ مسیح کے پجاریوں سے ایسا ہی ظہور میں آیا ہے۔ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام سے تجاہل عارفانہ سے پیش آرہے ہیں اور حق سے غافل اور اندھے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ محمد صاحب عرب کے پیغمبر تو تھے مگر سب دنیا کے لئے نہیں تھے (نعوذ باللہ)

چونکہ دجال کے لئے سرزمین مکّہ و مدینہ (عرب) میں پیشگوئیوں کی رُو سے داخلہ ممنوع تھا جیسا خود بھی اس نے کہا کہ مجھ پر ان میں داخلہ حرام کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اس نے کہا کہ عربوں کے لئے اس پیغمبر کی اطاعت بہتر ہے دنیا کے باقی ممالک کے لئے ایسا نہیں کہا کیونکہ ان میں اس نے پھر کر دجالیت پھیلانی تھی جیسا عرب کے سوا اب باقی ملکوں میں پھیلا رہا ہے۔ حین مغرب الشمس سے اشارہ ہے کہ مغرب کی جانب والے گرجاؤں سے دجّال نکلے گا۔ جیسا اب مغرب ہی کی جانب سے نکل آیا ہے حین مغرب الشمس سے اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ جب حق کا سورج غروب ہوگا تو مغربی جزیرہ سے دجال خروج کرے گا۔ یہ مفہوم بھی پورا ہو چکا ہے کیونکہ حق کا سورج یورپ میں اس طرح غروب ہو چکا کہ عیسائیوں نے شریعت کو لعنت قرار دیا۔ اور مسیح کو خدا بنایا اور فلاسفروں نے ایسا فلسفہ شائع کیا جس میں الحاد و دہریّت موجود تھی۔ الہامی کلام اور صحیفوں میں حق کو سُورج سے اور کفر کو تاریکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس جب یورپ اور مغربی ممالک میں حق کا سورج غروب ہؤا تو وہاں کفر کی تاریکی لے کر نمودار ہؤا اور ساری دُنیا کو ظلمت سے بھر دیا۔

بحیرہ طبریہ اور عربوں کی موجودہ مشکلات

دجال نے یہ بھی کہا کہ عنقریب بحیرہ طبریہ خشک ہو جائیگا جس سے اشارہ تھا کہ میرے خروج و عروج کے زمانہ میں بحیرہ طبریہ کا پانی خشک کیا جائے گا۔ اور عربوں کو مصیبت کا سامنا ہوگا۔ بعض دیگر روایات میں

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۰۷ ۔ [2] حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۷۶ ۔

آیا ہے کہ یاجوج و ماجوج "بحیرہ طبریہ" کا پانی پی جائیں گے اور مسلمانوں یا عربوں کے لئے اُسے خشک کر دیں گے۔

موجودہ زمانہ میں یہ پیشگوئی بھی حرف بحرف پوری ہو گئی کیونکہ امریکہ و برطانیہ نے فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم کی اور اعلان بالفور کے مطابق ۱۹۴۸ء میں اس طرح فلسطین کی تقسیم عمل میں لائی گئی کہ اردن کی معاون ندیوں اور نہروں کے منابع جن میں بحیرہ طبریہ کا منبع بھی شامل ہے جن پر اردن کی سرسبزی و شادابی اور زرعی پیداوار کا دارو مدار ہے فلسطین کے اس حصہ میں آئے جو اسرائیل کو دے دیا گیا تھا جس سے عربوں کو بڑا نقصان پہنچا اور اب تک عربوں اور اسرائیل کے درمیان جھگڑا چل رہا ہے کیونکہ اسرائیل جب چاہے ان دریاؤں اور نہروں کا رُخ موڑ کر پانی خشک کر سکتا ہے اس طرح دریائے اُردن اور بحیرہ طبریہ خشک ہو کر ملک اردن اور دیگر علاقہ کے عربوں کی آبادی اور زرعی پیداوار کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

یاد رہے کہ اسرائیلی حکومت کا قیام یاجوج و ماجوج یعنی امریکہ۔ برطانیہ و روس ہی کی سازشوں کا نتیجہ ہے۔ برطانیہ نے یہودیوں کا یہ مطالبہ تسلیم کیا کہ فلسطین کو اسرائیل کا وطن بنایا جائے۔ امریکہ نے اس مطالبہ کی تکمیل کے لئے برطانیہ کی مدد کی۔ کیونکہ اس طرح وہ مشرقِ وسطیٰ کے سینے میں اسرائیلی حکومت کا خنجر گھونپ کر مسلمانوں کے سینے پر چڑھ کر مونگ دلنا چاہتے تھے اس لئے یہودیوں کو مختلف ملکوں سے جمع کر کے جہاں جہاں وہ منتشر ہو کر آباد چلے آرہے تھے تیز رفتاری کے ساتھ فلسطین میں بسا دیا۔ روس نے بھی سب سے پہلے ۱۹۴۸ء میں اسرائیلی سلطنت کو تسلیم کر کے اسے مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا۔ اب تینوں طاقتیں (یاجوج و ماجوج) مل کر بحیرہ طبریہ کا پانی پی کر عربوں کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔

جانب شمال سے خروج کریگا

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۸ھ) نے دابہ اور دجال کی نشان دہی دُنیا کے شمالی جہت کے جزیرہ میں کی تھی اور لکھا تھا کہ دابہ اور دجال شمالی جہت کے جزیرہ میں موجود ہیں جیسا پیشگوئیوں کے باب میں گزر چکا۔ اب ہم نے دیکھا کہ مسیحی قوم کے پادری اور فلاسفر جن جزائر روم سے نکلے ہیں وہ مشرقی ملکوں کے جہت شمال میں ہی ہیں۔ حدیثِ نبویؐ میں وارد ہے۔

۳۸۔ اَسْرَعُ الْاَرْضِ خَرَابًا یُسْرَاھَا ثُمَّ یُمْنَاھَا۔[1] (طس حل عن جریر) یعنی زمین میں سے زیادہ تیزی کے ساتھ پہلے اس کی بائیں جانب خراب ہو گی پھر اس کی دائیں جانب۔ اس کے کئی

[1] کنز العمال جلد ۷، کتاب القیامۃ

مطلب ہو سکتے ہیں مگر

اس سے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ دینی و اخلاقی لحاظ سے سب سے بڑھ کر شمال کی جانب خراب ہو گی پھر اس کی دائیں جانب پر اس کے اثرات پڑیں گے واقعات نے بھی ظاہر کر دیا ہے کہ سب سے پہلے شریعت و اخلاق کو شمال مغربی ملکوں میں زوال آیا اور انہوں نے یہ نظریہ اپنایا کہ شریعت لعنت ہے، جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے اور مغربی فلاسفروں خصوصًا روس و چین وغیرہ شمالی ممالک نے خدا، دین روحانیت اور آخرت سب کا انکار کر دیا اس طرح سب سے پہلے دینِ حق کا سورج مغرب میں غروب ہوا۔ اسی لئے احادیث میں یہ بھی پیشگوئی آچکی ہے کہ مغرب کی طرف سے دینِ حق کا سورج طلوع ہو گا اس میں اشارہ تھا کہ پہلے وہاں دین و شریعت کا سورج غروب ہو گا۔ پھر مسیح موعود کے ذریعہ طلوع ہو گا کیونکہ جب تک سورج غروب نہ ہو طلوع نہیں ہو سکتا۔ طلوع ہونے کے لئے غروب لازمی ہے۔ سو چونکہ مغربی ملکوں میں حق کا سورج غروب ہو چکا اور الحاد و گمراہی اور شرک کا سیلاب وہیں سے اُمڈ کر مشرق میں پھیلا اس لئے ضروری ہے کہ اب مسیح موعود اور ان کی جماعت کے ذریعہ مغربی ملکوں میں پھر حق کا سورج طلوع ہو جس کی جد و جہد جاری ہے اور خدا کے فضل سے ایسے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ کہ عنقریب مغربی اقوام مسلمان ہوں گی اور وہاں سے دوبارہ اسلام کا سُورج طلوع ہو گا۔[1]

مسیح دجال مشرق سے ظہور کریگا

حدیث مذکور میں دجال کے خروج کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ ظاہر یہی ہے کہ آپ نے یہ سمجھایا کہ وہ مشرق سے ظہور کرے گا مطلب یہ ہو گا کہ وہ شمال مغرب کی جہت کے جزیرہ سے تو نکلے گا مگر اس کا عروج و ظہور مشرق میں ہو گا اور وہیں اس کے مذہبی و سیاسی فتنے ظہور پذیر ہوں گے اور مشرقی ممالک ہی اس کی لڑائیوں کا میدان ہوں گے۔

علامہ نودیؒ اور دیگر شارحین حدیث نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد اس کلام سے یہ تھی کہ مسیح دجال آخری زمانہ میں مشرق کی طرف سے ظاہر ہو گا اسی لئے خاص طور پر اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں "اَلْفِتْنَةُ مِنَ الْمَشْرِقِ" کے عنوان سے باب قائم کیا ہے اور اس میں متعدد احادیث درج کی ہیں کہ فتنہ مشرق سے ظاہر ہو گا جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا جب آپ مشرق کی طرف

[1] اس کی تفصیلات کے شائقین دیکھیں خاکسار کی کتاب "عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی تاریخ" مطبوعہ ۱۹۷۰ء شائع کردہ نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف ربوہ

رُخ کئے ہوئے تھے۔ اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ (بخاری کتاب الفتن و مسلم) یعنی فتنہ اس جگہ (مشرق میں) ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع کرے گا۔ بعض روایات میں اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا کے الفاظ تین دفعہ دُہرائے گئے ہیں۔ شعیبؔ۔ یونسؔ۔ معمرؔ سے بھی یہ روایت آئی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں داؤدی سے نقل کیا ہے کہ ممکن ہے کہ قرن سے شیطان کی قوت مراد ہو۔ اور جس سے وہ گمراہی پھیلانے میں مدد حاصل کرے گا اور خطابی سے نقل کیا ہے کہ "قَرن" اَلْاُمَّةُ مِنَ النَّاسِ یعنی لوگوں میں سے ایک امّت مراد ہے مفسرین نے سورۂ مومن کی آیت اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ الخ میں النَّاسِ سے دجال مراد لیا ہے ان معنوں کی رُو سے خطابی کے قول سے النَّاس سے دجّال مراد لیا جائے تو مراد دجالی اُمّت ہوگی۔

ان تصریحات کے مطابق مشرق سے شیطان کے سینگ طلوع کرنے سے مراد اس کی قوت و شوکت کا ظہور ہے اور جس سے وہ گمراہی پھیلانے میں مدد حاصل کرے نیز خاص لوگوں کی ایک جماعت کا پیدا ہونا بھی مراد ہے جو شیطان کی آلۂ کار بنے گی ظاہر یہی ہے کہ "قرن الشیطان" کے طلوع سے بھی مسیح دجال کے ظہور کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دوسری روایات کے مطابق بھی مشرق سے ہی مسیح دجال کا ظہور ہونا تھا۔ پس مطلب یہ ہوگا کہ مسیح دجال کی قوت و شوکت اور اس کے مذہبی و سیاسی فتنوں کا ظہور مشرق کی سرزمین سے ہوگا۔[1] اور دجال ہی شیطانی تحریکات کا محرک ہوگا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعاتی لحاظ سے بھی مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں ہی مسیح دجال کی قوت و شوکت کا ظہور ہوا یعنی مسیحی قوموں کی جولانگاہ یہی مشرقی ممالک ہیں جن میں ان کے فتنے ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

دجال ہندوستان سے سر نکالے گا | بعض روایات میں ہے کہ مسیح دجال ہندوستان سے سر نکالیگا

[1] بزاز نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا يَخْرُجُ الْاَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَسِيْحُ الضَّلَالَةِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ فِيْ زَمَنِ اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ وَ فِرْقَةٍ فَيَبْلُغُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْلُغَ مِنَ الْاَرْضِ الخ یعنی کانا دجال مسیح ضلالت مشرق سے نکلے گا۔ جبکہ لوگوں میں بڑے اختلاف اور فرقے ہوں گے تب وہ زمین میں جہاں اللہ چاہے گا پہنچ جائے گا ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اس حدیث کو ایک اور طریق سے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ ایسا ہی وقوع میں آچکا ہے۔ دُنیا کے تمام لوگوں اور اقوام و مذاہب میں شدید اختلافات موجود تھے جبکہ مشرقی ممالک سے عیسائی دجالی گروہوں نے عروج حاصل کر لیا۔

چنانچہ ایک مشہور بزرگ اخوند درویزہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "ارشاد الطالبین" میں لکھتے ہیں:۔

"پیغمبر فرمود علیہ السلام کہ در آنچناں زمانہ دجال لعین بفرمانِ ربّ العالمین از بندہا و زنجیرہا خلاص یابد و بر کوہی از کوہ ہائے ہندوستان بر آید و بانگ کند و آوازِ اُو از مشرق تا بمغرب برسد و بگوید کہ ہر کہ امروز بمن پیش آید نجات یابد و اِلّا روزِ دیگر قبول نہ کنمش و من خدائے جہانم جملہ انواعِ کفّار و اہلِ روافض و بدعت و مردمانِ کم یقین بسببِ کم یقینی بدو رجوع کنند حتّٰی کہ اُو را ہفت خوانین پیدا شوند و بعقبِ ہر خان ہفت لک لشکر پیدا شوند و شیطانان و دیوان و پریاں را بدو مسخر کردہ دہد۔"[1]

ترجمہ:۔ یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال لعین اس زمانۂ آخری میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے زنجیروں کی بندشوں سے رہائی حاصل کرے گا اور ہندوستان کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر آئے گا اور یہاں سے آواز کرے گا جو مشرق سے مغرب تک پہنچے گی اور کہے گا کہ جو آج میرے پاس آئے گا نجات حاصل کرے گا ورنہ دوسرے دن میں اسے قبول نہ کروں گا اور میں دنیا کا خدا ہوں تمام انواعِ کفار اہلِ روافض و بدعت اور کم یقین لوگ کم یقینی کے باعث دجال کی طرف رجوع کریں گے یہاں تک کہ سات خان اس کے مددگار پیدا ہو جائیں گے اور ہر خان کے پیچھے سات لاکھ کا لشکر پیدا ہوگا اور شیطانوں اور دیووں اور پریوں کو ان کے ذریعہ مسخر کرے گا (یعنی بہت سے سردار اور بہت سے لوگ اس کے مددگار ہوں گے)

یہ پیشگوئی بھی واقعات کے مطابق پوری ہو چکی ہے مسیحی اقوام نے جزائر مغربی سے نکل کر ہندوستان کی تلاش شروع کی صنعت اور بحریات میں ترقی کرنے کی وجہ سے وہ ہندوستان کا بحری راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے اور تاجروں کے بھیس میں آکر رفتہ رفتہ ترقی کر کے موقعہ پا کر ہندوستان پر تسلط جما لیا۔ اوّل ولندیزی آئے۔ پھر انگریز آئے۔ ہندوستان سے ہی انگریزوں کی آواز (بذریعہ ٹیلیفون۔ وائرلیس۔ ریڈیو وغیرہ) اکنافِ عالم میں پہنچی اور ان کے غلبہ کا شہرہ اطرافِ دنیا میں پہنچا۔ نیز یہاں کے بہت سے خوانین۔ سرداروں (و دیگر) لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ اور ان کی مدد کی جنہیں اس قوم کی طرف سے ان کی اس مدد کے صلہ میں بڑی بڑی جاگیریں اور انعام و اکرام حاصل ہوئے اور اب تک وہ ان جاگیروں اور انعامات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور یہ جو لکھا ہے کہ جو میرے پاس آئے گا نجات پا جائے گا واقعات کے عین مطابق ہے کیونکہ مسیحی پادری الوہیّتِ

[1] "ارشاد الطالبین" فارسی صفحہ ۳۸۴ مطبوعہ ۱۸۹۲ء مطبع نامی لکھنؤ

فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِّيْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ۔[1]

ترجمہ:۔ نواس بن سمعان سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجّال کا ذکر کیا اور اونچی اور نیچی آواز سے اس کا قصّہ بیان کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ مدینہ کی کھجوروں میں ہے ہم جب پھر آپ کے پاس گئے تو آپ ہمارا حال دیکھ کر پہچان گئے۔ فرمایا تمہارا کیا حال ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کل آپ نے بلند و پست آواز سے دجال کا ذکر کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے طائفہ میں ہے آپ نے فرمایا تمہارے اوپر غیر دجال کا خوف مجھے زیادہ ہے اگر دجال نکلا اس حالت میں کہ مَیں تم میں موجود ہُوا تو مَیں خود تمہارے سامنے اس سے گفتگو کروں گا۔ اور اگر دجال ایسے وقت میں نکلا جب مَیں تم میں نہ ہُوا۔ تو ہر مسلمان اپنی ذات سے اس سے گفتگو کرے گا۔ اور اللہ تعالےٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہے یاد رکھو دجال گھونگھریالے بالوں والا اور جوان ہے۔ اس کی آنکھ پھولی ہوئی ہو گی گویا میں اسے عبد العزیٰ بن قطن سے مشابہت دیتا ہوں پس جو شخص تم میں سے اُسے پائے اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے دجال اس راہ سے خروج کرے گا جو شام اور عراق کے درمیان ہے۔ دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اے خدا کے بندو! ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کب تک زمین پر رہے گا؟ فرمایا۔ چالیس دن۔ اس کا ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہو گا اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کی مانند ہی ہوں گے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! جو دن اس کا سال کے برابر ہو گا کیا اس دن ہمارے لئے ایک دن کی نماز کافی ہو گی؟ فرمایا نہیں اس کے اندازہ پر اندازہ کرو۔ ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ! وہ زمین پر کیسا تیز رفتار ہو گا؟ فرمایا ایسے ابر کی مانند جس کے پیچھے ہوا ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور ان کو دعوت دے گا اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی فرمانبرداری کریں گے پھر وہ آسمان کو بارش کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ گھاس اور اناج اُگائے گی۔ شام کو ان کے مویشی چر کے آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے ہوں گے تھن کشادہ ہوں گے اور کوکھیں خوب بھری ہوئی ہوں گی پھر دجال دوسری قوم کے پاس آئے گا اور انہیں کفر کی دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو ردّ کر دے گی اور

[1] صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفتن

چنانچہ ایک مشہور بزرگ اخوند درویزہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "ارشاد الطالبین" میں لکھتے ہیں:۔

"پیغمبر فرمود علیہ السلام کہ در آنچناں زمانہ دجال لعین بفرمانِ ربّ العالمین از بندہا و زنجیرہا خلاص یابد و بر کوہی از کوہ ہائے ہندوستان بر آید و بانگ کند و آوازِ اُو از مشرق تا بمغرب برسد و بگوید کہ ہر کہ امروز بمن پیش آید نجات یابد و اِلّا روزِ دیگر قبول نمے کنمش و من خدائے جہانم جملہ انواعِ کفّار و اہلِ روافض و بدعت و مردمانِ کم یقین بسببِ کم یقینی بدو رجوع کنند حتیٰ کہ اُورا ہفت خوانین پیدا شوند و بعقبِ ہر خان ہفت لک لشکر پیدا شوند و شیطانان و دیوان و پریان را بدو مسخّر کردہ دہد"۔[1]

ترجمہ:۔ یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال لعین اس زمانۂ آخری میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے زنجیروں کی بندشوں سے رہائی حاصل کرے گا اور ہندوستان کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر آئے گا اور یہاں سے آواز کرے گا جو مشرق سے مغرب تک پہنچے گی اور کہے گا کہ جو آج میرے پاس آئے گا نجات حاصل کرے گا ورنہ دوسرے دن میں اسے قبول نہ کروں گا اور مَیں دنیا کا خدا ہوں تمام انواعِ کفار اہلِ روافض و بدعت اور کم یقین لوگ کم یقینی کے باعث دجال کی طرف رجوع کریں گے یہاں تک کہ سات خان اس کے مددگار پیدا ہو جائیں گے اور ہر خان کے پیچھے سات لاکھ کا لشکر پیدا ہو گا اور شیطانوں اور دیووں اور پریوں کو ان کے ذریعہ مسخر کرے گا (یعنی بہت سے سردار اور بہت سے لوگ اس کے مددگار ہوں گے)

یہ پیشگوئی بھی واقعات کے مطابق پوری ہو چکی ہے مسیحی اقوام نے جزائر مغربی سے نکل کر ہندوستان کی تلاش شروع کی صنعت اور بحریات میں ترقی کرنے کی وجہ سے وہ ہندوستان کا بحری راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے اور تاجروں کے بھیس میں آکر رفتہ رفتہ ترقی کر کے موقعہ پا کر ہندوستان پر تسلط جما لیا۔ اوّل ولندیزی آئے۔ پھر انگریز آئے۔ ہندوستان سے ہی انگریزوں کی آواز (بذریعہ ٹیلیفون۔ وائرلیس۔ ریڈیو وغیرہ) اکنافِ عالم میں پہنچی اور ان کے غلبہ کا شہرہ اطرافِ دنیا میں پہنچا۔ نیز یہاں کے بہت سے خوانین۔ سرداروں اور دیگر لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ اور ان کی مدد کی جنہیں اس قوم کی طرف سے ان کی اس مدد کے صلہ میں بڑی بڑی جاگیریں اور انعام و اکرام حاصل ہوئے اور اب تک وہ ان جاگیروں اور انعامات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور یہ جو لکھا ہے کہ جو میرے پاس آئے گا۔ نجات پا جائے گا واقعات کے عین مطابق ہے کیونکہ مسیحی پادری الوہیتِ

[1] ارشاد الطالبین فارسی صفحہ ۳۸۴ مطبوعہ ۱۸۹۲ء مطبع نامی لکھنؤ

فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَا هُوَ
كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنِّيْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا
لِّيْ لَا يَدَانِ لِاَ حَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ إِلَى الطُّوْرِ۔[1]

ترجمہ:۔ نواس بن سمعان سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجّال کا ذکر کیا اور اونچی اور نیچی آواز سے اس کا قصہ بیان کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ مدینہ کی کھجوروں میں ہے ہم جب پھر آپ کے پاس گئے تو آپ ہمارا حال دیکھ کر پہچان گئے۔ فرمایا تمہارا کیا حال ہے ہم نے عرض کی یارسول اللہ کل آپ نے بلند و پست آواز سے دجال کا ذکر کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے طائفہ میں ہے آپ نے فرمایا تمہارے اوپر غیر دجال کا خوف مجھے زیادہ ہے اگر دجال نکلا اس حالت میں کہ میں تم میں موجود ہوا تو میں خود تمہارے سامنے اس سے گفتگو کروں گا۔ اور اگر دجال ایسے وقت میں نکلا جب میں تم میں نہ ہوا۔ تو ہر مسلمان اپنی ذات سے اس سے گفتگو کرے گا۔ اور اللہ تعالےٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہے یاد رکھو دجال گھونگھریالے بالوں والا اور جوان ہے۔ اس کی آنکھ پھولی ہوئی ہوگی گویا میں اسے عبدالعزّٰی بن قطن سے مشابہت دیتا ہوں پس جو شخص تم میں سے اُسے پائے اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے دجال اس راہ سے خروج کرے گا جو شام اور عراق کے درمیان ہے۔ دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اے خدا کے بندو! ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! وہ کب تک زمین پر رہے گا؟ فرمایا۔ چالیس دن۔ اس کا ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کی مانند ہی ہوں گے۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! جو دن اس کا سال کے برابر ہوگا کیا اس دن ہمارے لئے ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ فرمایا نہیں اس کے اندازہ پر اندازہ کرو۔ ہم نے کہا۔ یارسول اللہ! وہ زمین پر کیسا تیز رفتار ہوگا؟ فرمایا ایسے ابر کی مانند جس کے پیچھے ہوا ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور ان کو دعوت دے گا اس پر ایمان لائینگے اور اس کی فرمانبرداری کریں گے پھر وہ آسمان کو بارش کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ گھاس اور اناج اگائے گی۔ شام کو ان کے مویشی چر کے آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے ہوں گے تھن کشادہ ہوں گے اور کوکھیں خوب بھری ہوئی ہوں گی پھر دجال دوسری قوم کے پاس آئے گا اور انہیں کفر کی دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو رد کر دے گی اور

[1] صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفتن

وہ ان کو اکیلا چھوڑ کر چلا جائے گا وہ قحط میں مبتلا ہوں گے اور خالی ہاتھ رہ جائیں گے ان کے مال انکے پاس نہیں رہیں گے پھر دجال ایک ویرانہ پر گذرے گا اور اسے حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانے نکال دے پس خزانے اس کے پیچھے ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب (شہد کی مکھیوں کے سردار) کے پیچھے چلتی ہیں۔ پھر دجال ایک ایسے مرد کو بلائے گا جو جوانی سے بھرپور ہوگا اور اسے اپنے دین کی طرف دعوت دے گا اور وہ اسے رد کر دے گا اس پر دجال غصے میں آکر) اس پر تلوار مارے گا۔ اور اس جوان کے دو ٹکڑے ہو کر اتنے فاصلہ پر گریں گے جتنا تیر کا نشانہ ہوتا ہے پھر اسے بلائے گا وہ سامنے آئے گا اس جوان کا چہرہ چمک دمک رہا ہوگا اور ہنستا ہوا ہوگا دجّال انہیں کاموں میں مشغول رہے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو مبعوث کرے گا جو دمشق کے سفید منارہ کے پاس شرقی جانب نزول فرما ہوں گے۔ مسیح دو زرد رنگ کی چادروں میں ملبوس ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے پروں پر رکھا ہوا ہوگا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور سر کو اٹھائیں گے تو چاندی کے دانوں کی مانند جو موتیوں جیسے ہوں گے قطرے بہیں گے جو کافر ان کے سانس کی ہوا پائے گا مر جائیگا اور ان کا دم حدِ نظر تک پہنچے گا پھر مسیح ابن مریمؑ دجال کو تلاش کریں گے اور اسے بابِ لُدّ پر پا کر قتل کریں گے۔ پھر مسیح کے پاس ایک قوم آئے گی جسے خدا تعالےٰ نے دجال کے شر سے محفوظ رکھا ہوگا۔ وہ ان کے چہروں سے غم پونچھ ڈالیں گے اور ان کو جنّت میں ان کے درجات کی خبر دیں گے۔ مسیح اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالےٰ ان کی طرف وحی بھیجے گا۔ کہ میں نے اپنے بہت سے ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن سے کسی کو لڑنے کی طاقت نہیں ہے پس تم میرے بندوں کو کوہِ طور کی طرف لے جاؤ اور اس کی حفاظت کرو۔

ایک مومن کو قتل کرکے اُسے زندہ کرنا

مسلمؒ نے ابو سعید خدریؓ سے ایک اور روایت کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال خروج کرے گا تو ایک مردِ مومن اس کی طرف متوجہ ہوگا اور کئی مسلح اشخاص جو سرحدی حدود کی حفاظت کرنے والے دجال کے سپاہی ہوں گے اسے راستہ میں ملیں گے اور اس سے کہیں گے کہ تو کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ وہ کہے گا اس شخص کے پاس جو خروج کر چکا ہے تو وہ دجال کے سپاہی اسے کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا وہ کہے گا ہمارے پروردگار کے صفات میں کچھ پوشیدگی نہیں وہ کہیں گے اسے مار ڈالو! کہ ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کیا تم کو تمہارے رب نے منع نہیں کیا کہ اس کے حکم کے سوا کسی کو قتل نہیں کرنا۔ پھر اس شخص کو دجال کی طرف لے جائیں گے۔

نئی شریعت اختراع کی ہے پس بہائیت بھی اس زمانہ کے دجال کا ایک مظہر ہے۔ کیونکہ ایک حدیث میں ہے، کہ دجال خراسان سے ظاہر ہوگا[1] اور وہ بہائی گروہ ہی ہوسکتا ہے یاد رہے کہ بہائی گروہ شیعہ سے نکلا ہے اس گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو قرآن مجید کا استخفاف کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ گروہ اپنے ان خطرناک عقائد کی رو سے مسیح دجال کے مددگار بن گئے ہیں اور جو کسی کا مددگار ہو وہ انہی میں شامل ہوتا ہے۔

دجّال کے قیام کی مدّت | یہ جو فرمایا کہ دجال چالیس یوم زمین پر رہے گا۔ بعض دن سال کی مانند۔ بعض دن مہینے کی مانند اور کوئی دن ہفتہ کی مانند ہوں گے۔ بعض دیگر احادیث میں ہے کہ چالیس برس رہے گا۔ علماء نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دجال ایسے عیش میں ہوگا کہ سال اسے ماہ کی مانند اور مہینہ ہفتہ کی مانند اور ہفتہ دن کی مانند معلوم ہوگا جیسا روایت اسماء بنتِ یزید میں" شرحِ سُنۃ" سے منقول ہے اور تکلیف کا وقت بھی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ عیش میں دن چھوٹا اور تکلیف میں بڑا دکھائی دیتا ہے[2]

" اقتراب الساعۃ" ص۱۳۱ میں ہے کہ دجال کے زمانہ میں دنوں کی لمبائی اور چھوٹائی کے متعلق جو حدیث ہے علماء نے اس کی تاویل میں اختلاف کیا ہے کسی نے کہا کہ یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ لوگ فتنوں اور مصیبتوں یا روزگار میں ایسے مشغول ہوں گے کہ انہیں معلوم نہ ہوگا کہ دن کدھر گیا مصیبت میں دن کا گذرنا ایسا ہوگا جیسا کہ ایک گھڑی کا مہینے کی مانند گزرنا یا اس کے برعکس عیش و آرام کا ایک مہینہ گھڑی کی مانند محسوس ہوگا۔ اور صفحہ ۲۳۲ پر ہے کہ یہ زمانہ بطور مثال کے ہوگا کسی کے نزدیک ایام ہیں کسی کے نزدیک سال۔ کسی کے نزدیک مہینہ۔ کسی کے نزدیک ہفتہ۔

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص۳۷۶ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ سُرعت و شدّت زمانہ مراد ہے[3]

علاوہ اس کے یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ دجال کے زمانہ میں شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کی طرف کثرت سے ایسے علاقوں کی طرف آمد و رفت ہوگی کہ جہاں بعض دن ہفتہ کے برابر بعض ایک ماہ کے برابر اور بعض ایک سال کے برابر ہوں گے۔ جیسا کہ قطبین میں مشاہدہ کیا گیا ہے جہاں چھ ماہ کی رات اور چھ ماہ کا دن بھی ہوتا ہے۔ گویا دن رات ملا کر وہاں کا ایک یوم سال کے برابر ہوتا ہے۔

اَبر کی مانند تیز رفتاری | یہ جو فرمایا کہ دجال ابر کی مانند تیز رفتار ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے

---

[1] مشکوٰۃ ص۴۷۷۔ [2] بحوالہ مباحثہ مونگھیر از حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری حصہ۲ ص۱۱۳۔ [3] بائیبل میں بھی یہ مضمون یوں بیان ہوا ہے کہ برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے اور ایسی مصیبت کے دن ہونگے کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا (متی باب ۲۴- آیت ۲۱/۲۲)

وہ ان کو اکیلا چھوڑ کر چلا جائے گا وہ قحط میں مبتلا ہوں گے اور خالی ہاتھ رہ جائیں گے ان کے مال انکے پاس نہیں رہیں گے پھر دجال ایک ویرانہ پر گذرے گا اور اسے حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانے نکال دے پس خزانے اس کے پیچھے ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب (شہد کی مکھیوں کے سردار) کے پیچھے چلتی ہیں۔ پھر دجال ایک ایسے مرد کو بلائے گا جو جوانی سے بھرپور ہوگا (اور اسے اپنے دین کی طرف دعوت دے گا اور وہ اسے ردّ کردے گا اس پر دجال غصے میں آکر) اس پر تلوار مارے گا۔ اور اس جوان کے دو ٹکڑے ہوکر اتنے فاصلہ پر گریں گے جتنا تیر کا نشانہ ہوتا ہے پھر اسے بُلائے گا وہ سامنے آئے گا اس جوان کا چہرہ چمک دمک رہا ہوگا اور ہنستا ہوا ہوگا دجّال انہیں کاموں میں مشغول رہے گا۔ کہ اللہ تعالٰے مسیح ابن مریم علیہ السلام کو معبوث کرے گا جو دمشق کے سفید منارہ کے پاس شرقی جانب نزول فرما ہوں گے۔ مسیح دو زرد رنگ کی چادروں میں ملبوس ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے پروں پر رکھا ہوا ہوگا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور سر کو اُٹھائیں گے تو چاندی کے دانوں کی مانند جو موتیوں جیسے ہوں گے قطرے بہیں گے جو کافر ان کے سانس کی ہوا پائے گا مرجائیگا اور ان کا دم حدِ نظر تک پہنچے گا پھر مسیح ابن مریمؑ دجال کو تلاش کریں گے اور اسے بابِ لُدّ پر پاکر قتل کریں گے۔ پھر مسیح کے پاس ایک قوم آئے گی جسے خدا تعالٰے نے دجال کے شر سے محفوظ رکھا ہوگا۔ وہ ان کے چہروں سے غم پونچھ ڈالیں گے اور ان کو جنّت میں ان کے درجات کی خبر دیں گے۔ مسیح اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالٰے ان کی طرف وحی بھیجے گا۔ کہ مَیں نے اپنے بہت سے ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن سے کسی کو لڑنے کی طاقت نہیں ہے پس تم میرے بندوں کو کوہِ طُور کی طرف لے جاؤ اور اس کی حفاظت کرو۔

ایک مومن کو قتل کرکے اُسے زندہ کرنا | مسلمؒ نے ابو سعید خدریؓ سے ایک اور روایت کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال خروج کرے گا تو ایک مردِ مومن اس کی طرف متوجہ ہوگا اور کئی مسلح اشخاص جو سرحدی حدود کی حفاظت کرنے والے دجال کے سپاہی ہوں گے اسے راستہ میں ملیں گے اور اس سے کہیں گے کہ تو کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ وہ کہے گا اس شخص کے پاس جو خروج کرچکا ہے تو وہ دجال کے سپاہی اسے کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا وہ کہے گا ہمارے پروردگار کے صفات میں کچھ پوشیدگی نہیں وہ کہیں گے اسے مار ڈالو! کہ ہمارے ربّ پر ایمان نہیں لاتا پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کیا تم کو تمہارے رب نے منع نہیں کیا کہ اس کے حکم کے سوا کسی کو قتل نہیں کرنا۔ پھر اس شخص کو دجال کی طرف لے جائیں گے۔

نئی شریعت اختراع کی ہے پس بہائیت بھی اس زمانہ کے دجال کا ایک مظہر ہے۔ کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ دجال خراسان سے ظاہر ہوگا[1] اور وہ بہائی گروہ ہی ہوسکتا ہے یاد رہے کہ بہائی گروہ شیعہ سے نکلا ہے اس گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو قرآن مجید کا استخفاف کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ گروہ اپنے ان خطرناک عقائد کی رو سے مسیح دجال کے مددگار بن گئے ہیں اور جو کسی کا مددگار ہو وہ انہی میں شامل ہوتا ہے۔

دجّال کے قیام کی مدّت یہ جو فرمایا کہ دجال چالیس یوم زمین پر رہے گا۔ بعض دن سال کی مانند۔ بعض دن مہینے کی مانند اور کوئی دن ہفتہ کی مانند ہوں گے۔ بعض دیگر احادیث میں ہے کہ چالیس برس رہے گا۔ علماء نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دجال ایسے عیش میں ہوگا کہ سال اسے ماہ کی مانند اور مہینہ ہفتہ کی مانند اور ہفتہ دن کی مانند معلوم ہوگا جیسا روایت اسماء بنت یزید میں "شرح سُنۃ" سے منقول ہے اور تکلیف کا وقت بھی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ عیش میں دن چھوٹا اور تکلیف میں بڑا دکھائی دیتا ہے[2]

"اقتراب الساعۃ" ص۱۳۱ میں ہے کہ دجال کے زمانہ میں دنوں کی لمبائی اور چھوٹائی کے متعلق جو حدیث ہے علماء نے اس کی تاویل میں اختلاف کیا ہے کسی نے کہا کہ یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ لوگ فتنوں اور مصیبتوں یا روزگار میں ایسے مشغول ہوں گے کہ انہیں معلوم نہ ہوگا کہ دن کدھر گیا مصیبت میں دن کا گذرنا ایسا ہوگا جیسا کہ ایک گھڑی کا مہینے کی مانند گزرنا یا اس کے برعکس عیش و آرام کا ایک مہینہ گھڑی کی مانند محسوس ہوگا۔ اور صفحہ ۲۳۲ پر ہے کہ یہ زمانہ بطور مثال کے ہوگا کسی کے نزدیک ایام ہیں کسی کے نزدیک سال۔ کسی کے نزدیک مہینہ۔ کسی کے نزدیک ہفتہ۔

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص۳۷۶ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ سُرعت و شدّت زمانہ مراد ہے[3]

علاوہ اس کے یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ دجال کے زمانہ میں شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کی طرف کثرت سے ایسے علاقوں کی طرف آمد و رفت ہوگی کہ جہاں بعض دن ہفتہ کے برابر بعض ایک ماہ کے برابر اور بعض ایک سال کے برابر ہوں گے۔ جیسا کہ قطبین میں مشاہدہ کیا گیا ہے جہاں چھ ماہ کی رات اور چھ ماہ کا دن بھی ہوتا ہے۔ گویا دن رات ملا کر وہاں کا ایک یوم سال کے برابر ہوتا ہے۔

اَبر کی مانند تیز رفتاری یہ جو فرمایا کہ دجال ابر کی مانند تیز رفتار ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے

[1] مشکوٰۃ ص۴۷۷۔ [2] بحوالہ مباحثہ مونگھیر از حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری حصہ۲ ص۱۱۳۔ [3] بائیبل میں بھی یہ مضمون یوں بیان ہوا ہے کہ برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے اور ایسی مصیبت کے دن ہونگے کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا (متی باب ۲۴۔ آیت ۲۱/۲۲)

زمانہ میں ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد ہوں گی کہ ابر کی مانند ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائینگی۔ جیسا آج کل ہوائی جہاز۔ بحری جہاز۔ موٹر۔ ریل گاڑیوں وغیرہ سے مشاہدہ میں آرہا ہے۔

بارش برسانے کے آلات ایجاد کریگا یہ جو فرمایا کہ دجال آسمان کو حکم دے گا تو بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ پھل دے گی اس سے مراد یہ ہے کہ دجالی گروہ کا ایک حصہ سائنٹفک ایجادات کرنے والا ہوگا جن کے ذریعہ جہاں چاہیں بارش ہوسکے گی اور زمین کی پیداوار غیر معمولی طور پر بڑھ جائے گی۔ موجودہ سائنسدانوں سے یہ بھی ظاہر ہے۔

دجّال عیش و تکلیف پہنچانے پر قادر ہوگا یہ جو فرمایا کہ جو دجال کی دعوت کو قبول کریں گے عیش و آرام میں ہوں گے اور جو اس کی کفر کی دعوت کو قبول نہ کریں گے قحط میں مبتلا ہوں گے یہ بھی ظاہر ہے کہ جو ملک عیسائی پادریوں اور فلاسفروں کے عقائد و نظریات قبول کرتا ہے اس کے لئے ہر قسم کا مال و دولت اور عیش یورپین اقوام فراہم کرتی ہیں۔ اور جو قبول نہیں کرتا وہ مال و دولت اور عیش و عشرت سے محروم کر کے قحط و مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

ویرانوں کو آباد کریگا یہ جو فرمایا کہ دجال ویرانوں سے بھی خزانے نکالے گا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ پہاڑوں، جنگلوں اور ویرانوں سے معدنیات کی ایسی کانیں تلاش کر کے نکالے گا جس سے خزانوں کی مانند دولت اسے حاصل ہوگی چنانچہ واقعی مسیحی قوم کے فلاسفر موجدوں نے دُوربین مشینوں سے زمین کی گہرائیوں کا پتہ لگا کر کھدائی کے ذریعہ بے شمار قدرتی خزائن۔ آثارِ قدیمہ۔ نمک۔ سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ کوئلہ۔ تیل۔ سیسہ۔ قدرتی گیس اور اسی طرح ہزاروں قسم کی معدنیات اس زمانہ میں دریافت کی ہیں۔ جن سے وہ انتہائی مالدار ہو چکے ہیں اور ساری دنیا میں غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ عرب ملکوں سے تیل نکال کر بے انتہاء مال و دولت کما رہے ہیں اور خود عرب ممالک ان کے محتاج ہیں۔ کھدائیوں کے ذریعے ویرانوں سے جس قدر خزائن مال و دولت اس زمانہ میں عیسائی قوم نے جن میں سے دجال نے خروج کرنا تھا دریافت کئے ہیں۔ اس سے پہلے کسی زمانہ میں دریافت نہیں ہوئے۔

مومنوں کو تکلیف پہنچائیگا یہ جو فرمایا کہ دجال ایک جوان آدمی کو دین کی طرف بلائے گا مگر وہ انکار کرے گا اور دجال اسے قتل کر دے گا۔ مگر وہ پھر زندہ ہو کر ہنستا ہوا اُٹھے گا۔ کشف میں یہ آدمی جو دکھایا گیا بہ تعبیر رؤیا کے اصول کے مطابق دراصل اسلام کی صورت ہے جو اپنی ذات میں ہمیشہ جوان رہتا ہے اس پر کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا۔ اسلامی دلائل سے دجّال

کی شناخت ہوگی۔ دجال اپنے زعم میں اسلامی مرکزیت اور قوتوں کو توڑ کر یہ سمجھ لے گا کہ میں نے اسلام کو ہلاک کر دیا ہے مگر اسلام تابناک صورت میں اس کے مقابلہ پر آئے گا اور اسے ناکام بنا دیگا۔ اس کی بنیاد بھی پڑ چکی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کو دوبارہ ترقی مل رہی ہے اور وہ یوروپین ممالک میں بگڑی ہوئی مسیحیت کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اور ایسے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ کہ اسلام غالب آجائیگا اور عیسائیت ناکام اور مغلوب ہو کر رہ جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وَ هُوَ الْمُسْتَعَان۔

باب ہفتم

یاجوج وماجوج کا ظہور

فصل اوّل

لغوی معنی۔ حلیہ۔ نسل۔ مقامِ خروج۔ اخلاق

یاجوج وماجوج کے سلسلے میں قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی لٹریچر میں جو پیشگوئیاں اور تصریحات آئی ہیں۔ ان پر مجموعی نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ موجودہ با اقبال مغربی قومیں ہیں جن کا اس زمانہ میں ظہور ہو چکا ہے۔ گو یہ قومیں پہلے بھی دنیا میں موجود تھیں مگر انہیں وہ عروج واقبال اور عالمگیر غلبہ پہلے کبھی نہیں ملا تھا۔ جو اس زمانہ میں ملا ہے۔ چونکہ ان کے خروج اور ان کے عالمگیر سیاسی غلبہ کے نتیجہ میں تمام مذاہب اور تمام اقوام متاثر ہونے والی تھیں اور مسیح دجال یعنی پادریوں اور فلاسفروں کا گروہ بھی انہی میں سے ظاہر ہو کر شرک اور دہریت پھیلانے والا تھا۔ اور باہمی ایسی عالمگیر جنگیں بھی ان کے زمانہ میں مقدر تھیں جو اپنی خرابیوں اور ہولناکیوں کے لحاظ سے عدیم المثال تھیں۔ اس لئے سابق انبیاء کرام نے ان کے بارے میں ہزاروں سال قبل پیشگوئیاں کی تھیں کہ آخر زمانہ میں ان قوموں کا ظہور ہونے والا ہے جس کے نتیجے میں عالمی تغیرات اور انقلابات رُونما ہونگے اور دنیا میں شرک والحاد کا غلبہ ہو جائے گا۔ اور بلیغ الفاظ میں آگاہ کیا گیا تھا کہ مومنوں کے لئے وہ زمانہ زبردست ابتلاؤں کا زمانہ ہوگا اور انہیں ان کے فتنوں سے خبردار اور ہوشیار رہنا چاہیئے

تا ان کے سیاسی ومذہبی فتنوں الحاد اور گمراہیوں کے شکار نہ ہوں جن کا ان کے زمانہ میں زور ہوگا۔

عالمگیر سیاسی فتنے پھیلانے والا گروہ

مسیح دجال کے بارے میں پچھلے حصہ میں ہم تفصیلات بیان کر آئے ہیں۔ اب ہم یاجوج وماجوج کے بارے میں چند تفصیلات بیان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ مسیح دجال کا تعلق مذہبی فتنے پھیلانے والے گروہ سے ہے۔ اور یاجوج وماجوج کا تعلق سیاسی فتنے پھیلانے والے گروہ سے ہے۔ موجودہ مغربی اقوام ان کے سب سے بڑے اور کامل مظاہر ہیں۔ جو اس وقت، دو بڑے بلاکوں میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ایک روسی بلاک اور دوسرا اینگلو امریکی بلاک۔ یہ دو جتھے ہیں۔ جن کی معاون ومددگار دیگر اقوام بھی ہیں۔ یہ دونوں جتھے باہم زبردست نظریاتی اختلافات رکھتے ہیں۔ اور اس وقت ان کی کشمکش پورے عروج پر ہے اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف زبردست جنگی اور مہیب ایٹمی اسلحہ تیار کر رہے ہیں۔ یہ دونوں بلاک دو عالمی جنگیں کر چکے ہیں اور اب تیسری جنگ کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں۔

جہاں تک پیشگوئیوں کا تعلق ہے جو قدیم مذاہب کے لٹریچر میں یاجوج وماجوج کے ظہور کے بارے میں چلی آرہی تھیں وہ ان مغربی اقوام کے سیاسی غلبہ سے پوری ہو چکی ہیں۔ سب سے پہلے ان کی نشاندہی بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام (۱۲۵۰ھ - ۱۳۲۶ھ / ۱۸۳۵ء - ۱۹۰۸ء) نے کی تھی۔ اور بعد سے دیگر محققین بھی اب تسلیم کر چکے ہیں کہ واقعی ان کا ظہور ہو چکا ہے۔ جن کے بیانات آگے آئیں گے۔ تاہم اکثر لوگ ابھی تک یاجوج وماجوج کو شناخت نہیں کر سکے ہیں۔ حالانکہ ان کی شناخت دو وجوہ سے ضروری ہے۔ ایک اس لحاظ سے کہ ان کے بارے میں قدیم پیشگوئیاں ظہور میں آچکی ہیں۔ جنہیں موجودہ فلاسفر بھی جھٹلا نہیں سکتے۔ دوسرا اس لحاظ سے کہ یاجوج وماجوج کے ظہور کا تعلق مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے ہے۔ جن کی اہم علامات میں سے یاجوج وماجوج کا ظہور ہے بلکہ یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ پیشگوئیوں کی رُو سے مسیح موعود اور یاجوج وماجوج نیز مسیح دجال کے ظہور کا ایک ہی زمانہ بتلایا گیا ہے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم یاجوج وماجوج کی نشاندہی کریں تاکہ مسیح موعود کی شناخت میں مدد مل سکے۔ جن کی شناخت مومنوں کے لئے ضروری قرار دی گئی ہے۔

لہٰذا اوّل ہم یہاں لغت اور پھر قرآن واحادیث کی رُو سے یاجوج وماجوج پر روشنی ڈالیں گے اور پھر اہلِ علم کے بیانات درج کریں گے جن میں انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ یاجوج وماجوج کا تعلق موجودہ مغربی اقوام سے ہے۔ جو ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور ان سے متعلقہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔

یاجوج وماجوج کے لغوی معنے

کتاب معجم البلدان یاقوت حموی میں سدّ یاجوج وماجوج کے ذیل میں لکھا ہے:-

قِيْلَ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اِبْنَا يَافِث بن نُوْح عَلَيْهِ السَّلَام وَهُمَا قَبِيْلَتَانِ مِنْ خَلْقٍ وَهُمَا اِسْمَانِ اَعْجَمِيَّانِ وَاِشْتِقَاقُ مِثْلِهَا مِنْ كَلَامِ الْعَرَبِ يَخْرُجُ مِنْ اَجَّتِ النَّارِ وَمِنَ الْمَآءِ الْاُجَاجِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمَلُوْحَةِ الْمُحْرِقِ مِنْ مَلُوْحَتِهٖ وَيَكُوْنَ التَّقْدِيْرُ بِفَعُوْلٍ وَمَفْعُوْلٍ وَيَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ يَاْجُوْجَ فَاعُوْلًا وَكَذٰلِكَ مَاْجُوْجَ۔[1]

یعنی کہا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور وہ عام لوگوں ہی میں سے دو قبیلے ہیں اور وہ دو عجمی نام ہیں اور ان کا اشتقاق کلام عرب سے بھی ہے اور وہ اجت النار (آگ روشن ہوئی) اور الماء اجاج سے نکلتا ہے۔ اجت النار کے معنی ہیں آگ روشن ہوئی الماء الاجاج سخت نمکین پانی کو کہتے ہیں جو کھاری ہونے کی وجہ سے سوزش پیدا کرنے والا ہو اور اس کی تقدیر فعول اور مفعول دونوں ہو سکتی ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ یاجوج فاعول ہو یہی حال ماجوج کے لفظ کا ہے۔

معلوم ہوا کہ دونوں لفظ بلحاظ لغت "اَجّ" یا "اُجاج" سے مشتق ہیں جس کے معنے میں آگ یا پانی کا مفہوم موجود ہوتا ہے۔ پس یاجوج وماجوج کے معنے ہوئے وہ قومیں جو آگ اور پانی سے کام لینے والی ہیں۔

اقرب الموارد میں جو کہ مشہور اور بہت بڑی لغت کی کتاب ہے لکھا ہے:-

اَلْيَاجُوْجُ ذُكِرَ فِيْ تَرْجَمَةِ اَجَّ وَيَاْجُوْجُ اَوْ يُقَالُ جُوْجَ وَاَجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ عَلَمَانِ .... اَجَّتِ النَّارُ اَجِيْجًا تَلَهَّبَتْ اَجَّ۔ اَلْمَاءُ اُجُوْجًا۔[2]

یعنی یاجوج کو اَجّ اور یاجوج کے عنوان کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ اور یاجوج وماجوج دونوں علم ہیں کہا جاتا ہے کہ آگ موجزن ہوئی یعنی آگ روشن ہو کر بھڑک اٹھی۔ یعنی پانی شدید کھاری ہوا پانی آواز کے ساتھ نیچے گرا۔

---

[1] معجم البلدان باب السین والدال ص۴۸ علامہ ابوالبقاء نے ان معنوں کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے۔ كِلَاهُمَا مِنْ اَجَّ الظَّلِيْمُ اِذَا اَسْرَعَ (املاء مامن بہ الرحمٰن جلد۲ ص۵۷ مطبوعہ مصر) یعنی یاجوج و ماجوج دونوں اَجَّ الظَّلِيْمُ (شتر مرغ تیزی سے چلا بمعنی سرعت) سے مشتق ہیں اس سے اشارہ ہے کہ یاجوج وماجوج میں شتر مرغ کے بھی خواص ہوں گے۔ [2] اقرب الموارد جلد ۴ ص۱۴۹۳

عربی لغت کی ان تصریحات کے مطابق یاجوج وماجوج یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ اور وہ عام لوگوں ہی میں سے دو بڑے قبیلے یا دو بڑی قومیں ہیں جن کا آخری زمانہ میں غلبہ ہونے والا تھا۔ اور اپنے غلبہ کے زمانہ میں وہ کثرت سے آگ اور پانی کو استعمال کرنے والی تھیں۔ آخری زمانہ کے اسی ظہور کے لحاظ سے ان کا نام یاجوج وماجوج رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ انگریز و روس کی ایجادات ومصنوعات۔ کارخانے۔ مشینریاں۔ جہاز۔ سواریاں اور جنگی اسلحہ کا دارومدار آگ اور پانی ہی کے استعمال پر ہے۔ جس کثرت سے اور جس رنگ میں ان قوموں نے آگ اور پانی سے کام لے کر صنعتی ترقی حاصل کی ہے۔ اس کثرت سے اس رنگ میں ان سے قبل آج تک کسی قوم نے ترقی حاصل نہیں کی تھی۔

آگ اور پانی دونوں میں یہ خصوصیت ہے کہ آگ کا شعلہ اٹھتا ہے اور پانی کی لہریں اٹھتی ہیں۔ اس لئے ان قوموں کا یہ نام رکھنے میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ وہ آگ اور پانی کے شعلوں اور موجوں کی طرح ہی دنیا میں سرعت اور جوش کے ساتھ پھیلیں گی اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہونگی۔

یاجوج وماجوج کے اشتقاق میں محدثین اور عربی لغت نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بعض نے کہا کہ دونوں لفظ اَجّ سے مشتق ہیں۔ اور اَجّ کے معنے جلدی اور تیزی سے دوڑنے کے ہیں[1]۔ ان معنوں کی رُو سے مغربی قوموں کا ہوائی جہازوں موٹروں اور ریل گاڑی جیسی تیز رفتار سواریوں کے ذریعے دنیا میں دوڑنا۔ پھیلنا اور جلد ہی دنیا میں غالب آنا اس وقت سب کے سامنے ہے۔ اور بعض نے یہ جو کہا ہے کہ "اُجاج" سے مشتق ہیں جس کے معنے ہیں "شدید نمکین پانی" اس سے اشارہ ہے۔ کہ وہ سمندر کی راہ سے بھی آئیں گے کیونکہ شدید نمکین پانی سمندر ہی کا ہے۔ اور یہ بات بھی وقوع پذیر ہو چکی ہے۔ کیونکہ یوروپین اقوام سمندر کی راہ سے بحری جہازوں کے ذریعہ بھی آکر مشرق میں پھیلی ہیں۔

یاجوج وماجوج کا حلیہ

کسی نامعلوم آدمی یا قبیلہ کا حلیہ معلوم ہو تو اسے شناخت کرنا کچھ مشکل نہیں اگر ہمیں کسی نامعلوم آدمی یا قوم کی شناخت کے لئے ان کا حلیہ ساتھ دے کر بھیجا جائے کہ اس کا چہرہ چوڑا ہے اس کے بال سنہری رنگ کے ہیں۔ اس کی آنکھیں نیلی سبزی مائل ہیں۔ وہ فلاں نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور فلاں جہت مثلاً شمال یا مغرب میں بستے ہیں بظاہر وہ خوش اخلاق اور بباطن مفسدانہ ارادے رکھتے ہیں اور بڑی بڑی ایجادات کرنیوالے ہیں۔

---

[1] حاشیہ بخاری از احمد علی سہارنپوری طبع مطبع ہاشمی میرٹھ ص۱۰۵۶

اوران کے بڑے شہروں کے نام بھی بتلا دیئے جائیں اور ہر ضروری علامت بتلادی جائے کہ اسے شناخت کرلو تو کوئی غبی شخص ہی ہوگا جو اتنی علامات اور واضح حلیہ بتلانے کے باوجود اس شخص یا اس قبیلہ کو شناخت نہ کرسکے جس کی شناخت کی اتنی علامات بتلادی گئی ہوں۔ یاجوج وماجوج کے متعلق یہ سب امور بتلا دیئے گئے ہیں اس لئے کسی بھی سمجھدار انسان کے لئے اگر وہ غبی یا شدید درجہ کا متعصب وگمراہ نہ ہو ان کی شناخت کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔ آئیے ان کا حلیہ سنیئے علامہ حمویؒ نے معجم البلدان میں لکھا ہے :۔

رُوِیَ عَنِ الشَّعْبِیْ اَنَّہٗ قَالَ سَارَ ذُوالْقَرْنَیْنِ اِلٰی نَاحِیَۃِ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ فَنَظَرَ اِلٰی اُمَّۃٍ صُھْبِ الشُّعُوْرِ زُرْقِ الْعُیُوْنِ فَاجْتَمَعَ اِلَیْہِ مِنْھُمْ خَلْقٌ کَثِیْرٌ قَالُوْا لَہٗ اَیُّھَا الْمَلِکُ الْمُظَفَّرُ اَنَّ خَلْفَ ھٰذَا الْجَبَلِ اُمَمًا لَایُحْصِیْھِمْ اِلَّا اللہُ وَقَدْ اَخْرَبُوْا عَلَیْنَا بِلَادَنَا یَاْکُلُوْنَ ثِمَارَنَا وَزُرُوْعَنَا قَالَ وَمَا صِفَتُھُمْ قَالُوْا قِصَارٌ صُلْعٌ عِرَاضُ الْوُجُوْہِ قَالَ وَکَمْ صِنْفُھُمْ قَالُوْا ھُمْ اُمَمٌ کَثِیْرَۃٌ لَایُحْصِیْھِمْ اِلَّا اللہُ قَالَ وَمَا اَسَامِیْھِمْ قَالُوْا اَمَّا مَنْ قَرُبَ مِنْھُمْ فَھُمْ سِتُّ قَبَائِلَ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَتَاوِیْلُ وَتَارِیْسُ وَمَنْسَکُ وَکَمَارِیْ وَکُلُّ قَبِیْلَۃٍ مِنْھُمْ مِثْلُ جَمِیْعِ اَھْلِ الْاَرْضِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنَّا بَعِیْدًا فَاِنَّا لَانَعْرِفُ قَبَائِلَھُمْ وَقَالَ بَعْضُ ھُمْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ قَبِیْلَۃً وَاحِدَۃٌ کَانَتْ خَارِجَ السَّدِّ لَمَّا رَدَمَہٗ ذُوالْقَرْنَیْنِ فَسَلِمُوْا۔[1]

امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ ذوالقرنین یاجوج وماجوج کی جانب چلا گیا وہاں ایک قوم دیکھی جن کے بال بھورے سُنہری مائل اور آنکھیں نیلی تھیں۔ ذوالقرنین کے پاس ان میں سے کثیر جماعت جمع ہوئی اوران سے کہا۔ اے منظفر بادشاہ! اس پہاڑی کے پیچھے کئی قومیں رہتی ہیں جن کا شمار خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور انہوں نے ہمارے شہروں کو ویران و برباد کردیا ہے وہ ہمارے باغوں کے پھلوں اور کھیتوں کو کھاجاتے ہیں۔ فرمایا ان کا حلیہ کیا ہے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ پست قد ٹنٹری نکلی ہوئی ہے اور چوڑے منہ والے ہیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا ان کے کتنے اقسام ہیں۔ انہوں نے کہا ان کی بہت سی قومیں ہیں۔ جن کا شمار سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا ذوالقرنین نے پوچھا کہ ان کے

[1] معجم البلدان جلد ۲ ص۴۵ و ۴۹

نام کیا ہیں انہوں نے کہا کہ جو ہمارے قریب رہتے ہیں وہ چھ قبیلے ہیں۔ یاجوج[1] وماجوج[2] وتاویل[3] وتاریس[4] ومنسک[5] وکماری[6]۔ اوران سب قبائل کے لوگ سب زمین والوں کی مانند ہیں اور جو ہم سے دُور ہیں ہم ان کو نہیں جانتے اور بعضوں نے کہا کہ یاجوج وماجوج بائیس[22] قبیلے ہیں ان میں سے ایک قبیلہ اس دیوار کے باہر رہتا تھا جبکہ ذوالقرنین نے دیوار قائم کی تھی۔ وہ سلامت رہا۔

بائیبل میں بھی تاویل۔ تاریس۔ منسک وغیرہ شمالی قبائل کو یاجوج وماجوج کہا گیا ہے۔ جیسا کہ اس روایت میں مذکور ہے۔ منسک وہی ہے جسے آجکل ماسکو کہا جاتا ہے جو روس کا دارالخلافہ ہے۔

یاجوج کی نسبت بائیبل میں حزقیل نبی کی کتاب میں لکھا ہے "۔ اے جوجہ روس اور مسک اور توبل کے سردار مَیں تیرا مخالف ہوں"۔[1]

اس آیت سے واضح ہے کہ روس کو یاجوج کہا گیا ہے روس کی شناخت کے لئے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روس کون ہے؟ یعنی وہی جو مسک (ماسکو) اور توبل (ٹوبالسک) کا سردار یعنی بادشاہ ہے ماسکو اور ٹوبالسک علی الترتیب یوروپین روس (مغربی روس) کا دارالخلافہ رہے ہیں اور ماسکو ایشیائی روس (مشرقی روس) کا اب تک دارالخلافہ ہے۔ اسی طرح حزقیل نبی کی کتاب میں ماجوج کی بابت لکھا ہے :۔

"اور میں ماجوج پر اوران پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت رکھتے ہیں اک آگ بھیجوں گا"۔[2]

اس آیت سے ظاہر ہے کہ انگریزوں اور ان کے دیگر قبیلوں کو جو جزائر برطانیہ میں رہتے ہیں۔ ماجوج کہا گیا ہے۔ امریکن۔ آسٹریلین۔ جرمن وغیرہ بھی ماجوج ہی ہیں اور یہ جو فرمایا کہ بے پروائی سے جزائر میں رہتے ہیں اس سے ان قوموں کے خدا کے احکام وعذاب سے لاپرواہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ بڑے مغرور اور گھمنڈ میں ہونگے کہ کیا ہم تباہ ہوسکتے ہیں؟ مگر اللہ تعالٰے اس آگ کے ذریعہ۔ جس سے وہ دنیوی مصنوعات میں کام لیتے ہیں اور گولہ بارود اور ایٹم بم اور دیگر آتشین اسلحے بناتے ہیں" انہیں تباہ کردے گا۔ یاجوج وماجوج کے حلیئے کے بارے میں صُلْعٌ کا جو لفظ آیا ہے اس کے متعلق عربی لغت میں لکھا ہے کہ جس شخص کے سر کے اگلے حصے کے بال جھڑ گئے ہوں اس کے بارے میں رَاْس صَلِیْعٌ کہا جاتا ہے۔ (المنجد) اس پیشگوئی کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین اقوام کے سر کے بالوں کی ہُوبہُو یہی کیفیت ہے۔ اکثر سر سے ننگے رہتے ہیں اور ان کے سر کے اگلے حصے کے بال جھڑ گئے ہوتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بال ہی نہیں اُگے ہیں۔

[1] حزقیل باب ۳۸ آیت ۳۔ [2] حزقیل باب ۳۹ آیت ۵۔

اور سر کے پچھلے حصّے پر بدستور بال ہُوا کرتے ہیں چونکہ ان کے بے شمار قبیلے اور قومیں بتلائی گئی ہیں اس لئے بعض روایات میں انہیں پست قد بعض میں لمبے قد۔ بعض میں گھنے بالوں والے بعض میں آدھے سر کے بالوں والے اور بعض میں دیگر حلیے بیان کئے گئے ہیں جو اب سب ان سے مشاہدے میں آرہے ہیں۔

بعض روایات میں ہے عِرَاض الوجوہ۔ صغار العیون۔ صھب السحاف[1] یعنی یاجوج و ماجوج چوڑے منہ والے۔ چھوٹی آنکھوں والے اور سرخی مائل کالے بالوں والے ہوں گے۔ کَاَنَ وجوہ ھم المجان المطرقہ[2]۔ گویا ان کے چہرے ڈھال کی مانند چوڑے ہوں گے۔

یہ وہی حلیہ ہے جو چینیوں اور روسیوں اور منگولی نسل کا آج ہمیں نظر آرہا ہے جو آج اتنے طاقتور ہیں کہ سمرقند بخارا ترکستان اور کئی اسلامی ممالک دبا بیٹھے ہیں۔

روایات میں یاجوج و ماجوج کے دو عظیم قبیلے ہونے کا بھی ذکر آیا ہے اور ان کے بے شمار قبیلے ہونے کا بھی ذکر آیا ہے اس کی تطبیق یوں ہے کہ در اصل ان کے دو عظیم اور طاقتور قبیلے ہیں جو دیگر بے شمار چھوٹے چھوٹے قبیلوں اور قوموں کو اپنے ساتھ ملانیوالے ہوں گے گویا وہ ان سب کے دست و بازو ہوں گے۔ چنانچہ اس وقت بعینہٖ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یوروپین مسیحی اقوام کے دو حصّے ہیں ایک انیگلو امریکی بلاک اور دوسرا اشتراکی بلاک اور ان دونوں بلاکوں نے اپنے ساتھ دوسرے بے شمار قبیلے اور ممالک ملائے ہیں جو ان کے آلہ کار اور دست و باز و بنے ہوئے ہیں۔ گویا دو نظام ہیں جن کے لپیٹ میں دُنیا آچکی ہے۔

اشتراکی روس کے بلاک اور باطل فلسفہ کے لپیٹ میں چین چیکوسلواکیا۔ پولینڈ۔ رومانیہ ہنگری۔ البانیہ۔ یوگوسلاویہ۔ مشرقی جرمنی۔ منگولیا۔ شمالی کوریا اور شمالی ویٹ نام وغیرہ ہیں۔ اور انیگلو امریکی بلاک کے لپیٹ میں فرانس۔ ڈنمارک۔ اٹلی۔ پرتگال۔ آئرلینڈ۔ ناروے۔ فن لینڈ سویڈن۔ سکاٹ لینڈ۔ سپین۔ الجیریا۔ مراکش۔ بلجیم۔ نیدرلینڈ اور دوسرے کئی ممالک ہیں۔

یاجُوج وماجُوج کی نسل ومقام

یاجوج و ماجوج کی نسل کے بارے میں اشارہ تو گذر چکا ہے اس کی کچھ تفصیل بھی ضروری ہے جس سے ان کی پوری پوری شناخت میں مزید مدد ملے گی۔ ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت درج کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

[1] و [2] رواہ احمد وطبرانی بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۶

وَلَدَ نُوْحٌ ثَلَاثَۃً سَامُ وَحَامُ وَیَافِثُ فَوَلَدِ سَامُ العربُ وفَارِسُ وَالرُّوْمُ وَالْخَیْرُ فِیْھِمْ وَ وُلِدَ یَافِثُ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَالتُّرْکُ وَالصَّقَالِبَۃُ وَ لَاخَیْرَ فِیْھِمْ وَ وَلَدِ حَامٍ بَرْبَرُ، وَالْقِبْطُ وَالسَّوْدَانُ[1]۔

یعنی نوحؑ کے تین بیٹے تھے ایک سامؔ دوسرا حامؔ تیسرا یافث۔ سامؔ کی اولاد عرب اور فارس اور روم ہیں جن میں خیر و برکت ہے اور یافثؔ کی اولاد یاجوج و ماجوج، ترک اور صقالی ہیں اور ان میں خیر و برکت نہیں اور حام کی اولاد بربری۔ قبطی اور سوڈانی ہیں۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ یاجوج و ماجوج یافث کی اولاد ہیں اور تُرک ان کے بھائی ہیں۔ مگر یاد رہے کہ جو لوگ ترکوں میں سے اسلام لائے وہ یاجوج و ماجوج سے علیحدہ کئے گئے اور ترکوں کا نام "ترک" اس لئے ہُوا کہ وہ یاجوج و ماجوج سے علیحدہ چھوڑے گئے کیونکہ ترک کے معنے چھوڑ دینے کے ہوتے ہیں بعض احادیث میں ہے۔ تُرِکَ مِنْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجَ[2]۔ یعنی ترک یاجوج و ماجوج سے ترک کئے گئے۔ ترکوں میں مغل اقوام بھی شامل ہیں۔ عرب۔ فارس اور روم کی بابت جو فرمایا کہ ان میں خیر ہے اور اولاد یافث یاجوج و ماجوج ترک اور صقالی کے بارے میں فرمایا۔ ان میں خیر و برکت نہیں یہ مجموعی اور قومی لحاظ سے ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ ان میں قلیل حصہ یا ان میں سے بعض افراد خیر و برکت کے حامل ہوں۔ پس یہ حکم کثرت کے لحاظ سے ہے اور اکثر کا حکم کل کا حکم ہوتا ہے وَلِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ۔ اس لحاظ سے کہ بعض افراد نیک ہو سکتے ہیں۔ مسیحی اقوام کا ایک حصہ نیک بھی ہے اور کئی مسلمان بھی ہو چکے ہیں۔ مگر قومی اور مجموعی لحاظ سے مسیحی قوم دینی لحاظ سے خیر و برکت سے محروم ہے۔ ان میں سے اکثر دنیا پر گر گئے ہیں اور خدا اور آخرت سے غافل بلکہ فلاسفروں کا کثیر حصّہ خدا کا منکر ہے۔ اور مادہ پرست ہے روس ان میں سے اشتراکیت کا علمبردار ہے جو ان کے فتنوں میں سے اہم فتنہ ہے۔ امریکہ اور برطانیہ مسیحی ہیں۔ روس ان میں سے مسیحیت چھوڑ کر دہریہ طاقت بن گیا ہے۔ تینوں نے دنیا کے امن و چین کو برباد کر رکھا ہے اقرب الموارد میں لکھا ہے۔

یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اُمَّتَانِ مِنَ التُّرْکِ۔ یعنی یاجوج و ماجوج ترک کی دو عظیم اُمتیں ہیں لغت کی مستند کتاب تاج العروس میں لکھا ہے۔ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ قَبِیْلَتَانِ مِنْ خَلْقِ اللہِ تَعَالٰی۔ کہ یاجوج و ماجوج اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے دو بڑے قبیلے ہیں۔

علامہ ابن خلدون اپنی تاریخ کے مقدمہ میں کوہ یاجوج و ماجوج کا محل وقوع بتاتے ہوئے انہیں

[1] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۹ - [2] ایضاً

ترکی خاندانوں سے قرار دیتے ہیں۔

ویتصل فی الجزء العاشر کله الی جبل قوقیا اٰخر الجزء شرقا وعلیٰ قطعة من البحرا لمحیط هُنالك وهُوَجَبَلُ یاجوج وماجوج وهذه الامم کُلّها من شعوب التُّرك۔ [1]

یعنی مشرق کی طرف کل جزو عاشر سے لے کر کوہ قوقیا تک آخری جزو کے متصل ہے اور کچھ بحر محیط کے ایک قطعہ پر واقعہ ہے اور وہی کوہِ یاجوج وماجوج ہے۔ اور یہ کل لوگ ترک قبائل کی شاخیں ہیں۔

سراج الدین ابی حفص عمر بن الوردی (المتوفی ۶۶۸۹ - ۷۴۹ھ) اپنی کتاب خریدة العجائب وفریدة الغرائب میں لکھتے ہیں کہ یاجوج وماجوج گو صرف دو امتیں ہیں مگر ان دونوں کے ساتھ اور بے شمار ایسی قومیں ہوں گی۔ جو ایک دوسرے سے مشابہ نہ ہوں گی یعنی مختلف المذاہب اقوام ان کی مددگار ہوں گی۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی صفات وتعداد کے بارے میں کئی روایات آئی ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے صفات واعداد کی حقیقت کیا ہے مگر علماء نے اس بارہ میں اختلاف نہیں کیا کہ یاجوج وماجوج زمین کے مشرقی اور شمالی علاقوں کے لوگ ہیں [2]

بائیبل کے لحاظ سے

بائیبل سے بھی مذکورہ بالا روایات وتصریحات کی تائید ہوتی ہے جس میں یاجوج وماجوج کو یافث کی نسل قرار دے کر انہیں زمین کے شمالی اطراف کے طاقتور لوگ کہا گیا ہے۔

ماجوج کے متعلق پیدائش باب ۱۰ میں ہے۔ بنی یافث یہ ہیں۔ جمر اور ماجوج اور مادی اور یاوان اور توبل اور مسک اور تیراس"۔ گو اس میں صرف ماجوج کو یافث کی نسل بتایا گیا ہے۔ مگر انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں زیر لفظ (Gog یاجوج) لکھا ہے کہ ان دونوں ناموں کا انحصار پیدائش باب ۱۰ آیت ۲ کے سلسلہ نسب پر ہے۔ اس لحاظ سے یاجوج وماجوج دونوں کی نسل کا تعلق یافث بن نوحؑ سے ہی ہے۔ تاریخ بائیبل مصنفہ پادری ولیم جی بلیکی کے صفحہ ۴۸ پر یاجوج وماجوج دونوں کو یافث کی نسل ہی قرار دیا گیا ہے۔

بائیبل میں یاجوج کو روبن بن اسرائیل کے سلسلہ نسب میں درج کیا گیا ہے اور اس کی جلاوطنی کا ذکر بھی ہوا ہے۔ (دیکھو تواریخ ۱ باب ۵ آیت ۴ تا ۶ وسلاطین ۲ باب ۱۷ آیت ۱ تا ۶ وباب ۱۸ آیت ۱۱) بعض محققین اس طرف بھی گئے ہیں کہ یاجوج جو" روبن بن اسرائیل" کی نسل سے ہے کی اولاد کو

[1] مقدمہ تاریخ ابن خلدون صفحہ ۲۴ مطبوعہ مصر - [2] فریدة العجائب صفحہ ۲۶۵ مطبوعہ مصر

۷۰۰ قبل مسیح میں تلگات پلناصر اور" پول کا دل" اسوری بادشاہوں نے شام سے جلاوطن کر کے ماجوج کے ممالک ستھیا (گیلان) کے پاس لے جا کر آباد کیا وہاں یہ قومیں باہم مل جل گئیں اور یاجوج وماجوج کے ناموں سے موسوم ہوگئیں۔ حزقیل باب ۳۸ آیت ۱ باب ۳۹۔ اور باب ۳۲ آیت ۲۶ سے ظاہر ہے کہ یاجوج مسک اور توبل ایک ہی جگہ آباد ہوئے یعنی شمال کے اطراف اور مقامات میں، اور یہ کہ جمر بن یافث اور اس کی نسل بنو تجرمہ یاجوج کے ساتھ شمالی علاقوں میں سکونت رکھتے تھے [1]

چونکہ اس مشترکہ رہن سہن کی وجہ سے یاجوج وماجوج باہم ایک دوسرے میں جذب ہو گئے۔ اس لئے محققین اسلام شمالی علاقوں کے ان اقوام کو جو کوہ قاف سے پرے رہتی تھیں یاجوج وماجوج کا علاقہ لکھتے رہے۔

جیسا کہ معجم البلدان یاقوت حموی جلد ۶ صفحہ ۴۸ وصفحہ ۴۹ پر اور مشہور عرب جغرافیہ دان ادریسی نے اپنے نقشہ عالم ۱۱۲۰ء میں شمال مشرقی ایشیا اور بحیرۂ اخضر کے بالائی علاقہ میں یاجوج وماجوج کا مقام دکھلایا ہے [2] یہی قومیں تھیں جو یورپ میں آباد ہو ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینکا (برطانوی دائرة المعارف) میں زیر لفظ (Gog یاجوج) ایک تحقیقی اور تاریخی مقالہ درج کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ (Gog یاجوج) سے مراد ایک دہریہ طاقت ہے کہ جس نے زمانہ قرب قیامت میں دُنیا میں عروج کرنا ہے اور آخری دَور میں کہا جاتا ہے کہ" گاگ" اور "میگاگ" یعنی یاجوج وماجوج دونوں شریک کار ہوں گے۔ ....

پھر لکھا ہے:۔

According to Josephus who is followed by Jerom The seythions were Primarily intemded by This designation amd This Plausible opinon has been generalley followed.

یعنی جوزیفس (اسرائیلی مورخ۔ ناقل) کے قول کے مطابق جس کی پیروی جیروم (مورخ) نے کی ہے۔

[1] حزقیل باب ۳۸ آیت ۶ - [2] ملاحظہ ہو تمدن عرب صفحہ ۴۳۲ از ڈاکٹر لیبان ملحقہ نقشہ عالم ادریسی۔ ادریسی مشہور عرب جغرافیہ دان ہے ان کی کئی تصنیفات ہیں۔ جو لاطینی میں ترجمہ ہوئیں۔ اور یورپ کے ازمنہ وسطی میں جغرافیہ کا علم ادریسی کی انہی کتابوں کے ذریعہ پھیلا اس نے اپنا مشہور جغرافیہ ۱۱۵۴ء میں لکھا جس میں متعدد نقشے بھی تھے تین صدیوں سے زیادہ عرصہ تک یورپ نے محض اس کتاب کی پیروی پر قناعت کی (تمدن عرب صفحہ ۴۳۱ وصفحہ ۴۳۲)

سیتھین قبائل ہی دراصل یاجوج سے مراد لئے جاتے تھے۔ اور یہ مشہور روایت جو کہ درست معلوم ہوتی ہے عام طور پر تسلیم کی گئی ہے۔" آگے قوم سیتھین یعنی یاجوج کے ایشیاء پر ایک زبردست حملہ کا ذکر کرتے ہوئے انسائیکلوپیڈیا مذکور میں لکھا ہے۔

۶۳۰ قبل مسیح اس قوم نے ایشیاء پر ایک زبردست حملہ کیا اور بہت تباہی مچائی۔ یہ حملہ یوسیاہ بادشاہ کے زمانہ میں ہوا ان شمالی حملہ آوروں کا ذکر یرمیاہ نبی نے بھی کیا ہے (حوالہ گذر چکا ہے۔ ناقل)، اور یونانی مورخ ہیروڈوٹس (۴۰۰ قبل مسیح) نے بھی اس کا حال لکھا ہے۔ آخر میں لکھا ہے:۔

استراخان کے علاقہ میں اب تک یہ قصہ مشہور ہے کہ یاجوج و ماجوج دو زبردست قومیں تھیں جن کو سکندر اعظم نے مغلوب کر کے کوہ قاف کے اس پار ویران او زنہا مقامات میں جلاوطن کر دیا۔[1] جب ان کے خروج کا وقت آئے گا تو وہ نکل کر دنیا کو تباہ کر دیں گی۔"[2]

جیوش انسائیکلوپیڈیا (اسرائیلی دائرۃ المعارف) میں بھی ایسا ہی درج کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ یاجوج کوہ قاف سے پرے بحیرہ اخضر (Caspian sea) کے اوپر رہتے ہیں[3] یعنی شمالی یورپ کے علاقہ میں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں ارض سیتھیا کا ایک نقشہ بھی دیا گیا ہے جو کہ ابوالتاریخ ہیروڈوٹس کی تاریخ کے مطابق ہے جس میں تصریح کی گئی ہے کہ سیتھین بحیرہ کیسپین کے بالائی علاقہ سے لے کر بحیرہ اسود کے شمالی کناروں تک اور وہاں سے دریائے ڈینوب کی بالائی وادی تک پھیلے ہوئے ہیں۔[4]

ٹائمز اٹلس (The Time) میں مورخین قدیم کے تین نقشے بتفصیل ذیل دیئے گئے ہیں (۱) ہیروڈوٹس ۴۵۰ قبل مسیح (۲) بطلیموس ۱۵۰ عیسوی (۳) Hereford ۱۲۸۰ء۔ ان نقشوں میں سیتھین قبائل کو شمالی ایشیا اور یورپ میں دکھایا گیا ہے۔[5] بارھویں صدی ہجری کے مشاہیر ہندوستان میں علامہ حکیم محمد حسن امروہوی ایک بڑے فاضل اور عربی عبرانی اور سنسکرت

[1] سکندر اعظم کے تمام فوجی اور جنگی حالات اس کے عہد ہی میں اس کے مصاحبوں نے لکھے ہیں مگر ان میں کہیں بھی یاجوج و ماجوج سے کاکیشیا کی اس لڑائی کا ذکر نہیں۔ دراصل وہ خورس تھا جس نے یاجوج و ماجوج کو مغلوب کر کے دیوار بنادی تھی اور ایشیا کے لوگوں کو ان کے بار بار کے حملوں اور لوٹ مار سے محفوظ کر دیا تھا جسے قرآن مجید نے ذوالقرنین قرار دیا ہے۔ [2] انسائیکلوپیڈیا برٹینکا زیر لفظ (Gog)، [3] جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد ۶ ص۱۹۰۔ [4] انسائیکلوپیڈیا برٹینکا۔ [5] بحوالہ ریویو آف ریلیجنز اردو اپریل ۱۹۴۶ء مضمون از محترم شیخ عبدالقادر

کے ماہر تھے وہ یاجوج و ماجوج کو بحوالہ تورات فصل ۴ تاریخ اسمعیاء بن یرائیل بن روبن بن یعقوب کی نسل سے بتلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج کا بیٹا سمعی اور سمعی کا بیٹا ریایا اور ریایا[2] کا بیٹا ابعل اور بعل سے بوئیرہ۔ یئیل اور زکریا وغیرہ کی نسل چلی۔ یہ لوگ روس کے ملک میں آباد ہوئے اور حضرت حزقیل نبی کے زمانہ میں یعنی آج سے اڑھائی ہزار سال پیشتر مملکت روس پر مسلط تھے مشرق میں فرات تک ان کی حکومت تھی۔[1] ماجوج کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

تورات میں مصرح ہے کہ یافث بن نوح کے سات بیٹے ہوئے ایک گومر یعنی کیومرث۔ کیلیوشاہ جس کا بیٹا اسکنز اہل سکندستان کا جدِ اکبر ہوا۔ جو فارس اور بلوچستان کے بیچ میں واقع ہے دوسرا بیٹا (گومر کا) ریفث یعنی فارس ایران میں بسا۔ تیسرا بیٹا تجرمہ آرمینیا جس سے جرمن نکلے اور ان کی نسبت فصل (۳۸) حزقیل میں صاف لکھا ہے کہ وہ روس کے سردار کا ساتھی ہوگا۔ یافث بن نوح کا دوسرا بیٹا ماغوغ جس کو یونان والے ماگوگ اور عربی میں ماجوج کہتے ہیں ان کی اصل مملکت ستھیا یعنی گیلان ہے ان کی بہت ساری قوموں میں سے دو قومیں بہت عظیم الشان ہوئیں۔ ایک گال جو ملک گیلان سے اہل ستھیا تھے دوسرے گاتھ جن کی دو شاخیں دیسی اور سترد ہوئیں۔ علامہ ابن خلدون مورخ نے طارق اموی کے حریف اسپینی شاہ اسپین اور اس کی قوم کو بھی نسل ماجوج سے لکھا ہے۔

نسل ماجوج سے کچھ لوگ زمانہ آبادی یاجوج میں ملک سیتھیا سے یورپ کی طرف گئے اور بقیہ یاجوج کے ساتھ ملکر تاتار وغیرہ میں فساد پھیلاتے رہے۔

یافث کا تیسرا بیٹا مادی جس کی بادشاہت ہمدان سے گیلان تک تھی۔

یافث کا چھوٹا بیٹا یونان بن یافث تھا۔ یہ لوگ پیتل کا سامان بہت رکھتے تھے اور پیتل کا کام کرتے تھے اور چونکہ پیتل زرد ہوتا ہے اس لئے عرب میں بنو اصفران کا نام پڑ گیا۔

یونان کے چار بیٹے تھے ایک ایشیا جو خاص اہل امریکہ کا جدِ اعلیٰ تھا۔ دوسرا تارسیس بن یونان جس کی اولاد صور فلسطین میں آباد ہوئی۔ اور تیسرا بیٹا کیتم بن یونان جس سے جزیرہ قبرص آباد ہوا۔ اور غالباً کارتھیج والے اسی کی نسل سے ہیں۔ چوتھا وڈونہ بن یونان بن یافث۔ یونان میں اس کے نام کا ایک شہر اب تک موجود ہے۔

[1] حکمت بالغہ ص۵۸۳۔ [2] سمعی کا بیٹا میکاہ اور میکاہ کا بیٹا ریایاہ۔ میکاہ مصنف سے رہ گیا ہے۔ نیز موجودہ بائیبل میں فصل ۵ میں حوالہ مذکور درج ہے۔

یافث کا پانچواں بیٹا توبل جو تبت والوں کا ابو النوع تھا اور شہر تبت جو منتہائے شمال میں مشہور شہر ہے اس کا آباد کیا ہوا ہے۔ اور اس کی حکومت ارمن خطا۔ ترکستان کوہ یرال۔ نیز توبال۔ تاتار اور کوہ ہمالیہ کے گوشۂ غربی وشمالی کے حدود میں پھیلی ہوئی تھیں۔

یافث کا چھٹا بیٹا تمسک جدِ تسین و چین ہے اس کے نام کا ایک شہر سائبیریائے روس میں توبل سے مشرق وجنوب کی طرف واقع ہے۔ حضرت حزقیل نبی کے زمانہ میں یہ دونوں شہر یاجوج کے قبضہ میں تھے اور اس وجہ سے فصل ۳۸ و ۳۹ حزقیل میں یاجوج کو روس اور تمسک اور توبل کا والی وسردار کہا گیا ہے۔

یافث کا ساتواں بیٹا تارہ ہوا۔ جس کے نام کا شہر اب تک نہر توبل کے جنوب اور کوہ یرال کے مشرق میں واقع ہے۔ تارہ کی اولاد تاتار کے نام سے مشہور ہوئی۔

۶۰۰ ؁ قبل مسیح میں تلگت تلنا صر اور بول کردی نے یاجوج بن سمعیا کی اولاد کو گرفتار کرکے مملکت یاجوج کے ضلع دھارا وہا میں گنجہ کے متصل آباد کیا جہاں اس وقت کثرت سے ایرانی بستے تھے۔ ان ماجوج گیلان میں سے گیلی گاتھ اور گال، گیلان سے متفرق ہوکر لندن۔ سویڈن۔ ناروے مملکت جرمن۔ نارمنڈ اور فرانس وغیرہ میں پھیل گئے اور یاجوج کی نسل ملک روس توبل اور تمسک وغیرہ میں مستلط رہی۔

اصل تورات عبرانی میں یاجوج وماجوج کو غوغ وماغوغ کہا گیا ہے۔ سکندر کے وزیر کے بیٹے بطلیموس دوم نے جب اس کا ترجمہ یونانی میں کرایا تو غوغ ماغوغ کو گوگ وماگوگ لکھا گیا جس کو انگریزی کتابوں میں ایگاگ ومیگاگ لکھنے لگے۔ پھر جب آریہ مملکت کیتھیا نے اس کو سنسکرت میں لیا تو اپنی زبان میں ڈھال کر گوگ وماگوگ کو کوک وماکوک لکھدیا۔ چنانچہ رِگ وید میں ایسا ہی ہے غرض ماجوج ممالک ستھیا گیلان میں بستا تھا کیونکہ ۶۰۰ ؁ قبل مسیح میں تلگت پلنا صر اور اس کے باپ پول کردی نے بثیر وغیرہ نسل یاجوج پر فتح پائی۔

(درس ۲ فصل ۷، ۱۱۱ طین ۲) اور ان کو نہر جوران کے متصل ملک گیلان کے پاس آباد کیا۔ اور اسی وجہ سے یاجوج گیلی اور گال کے ناموں سے مشہور ہوئے جن میں گاتھ بڑی زبردست قوم یورپ میں ہوگذری ہے۔ ملک گیلان (مملکت یاجوج) میں آباد ہوتے کے بعد نسل ماجوج کا بڑا حصہ شمالی جرمن۔ نارمنڈی اور فرانس وغیرہ میں پہنچا اور ماجوج کی اولاد بعض اولاد ماجوج کے ساتھ ممالک شمالی کوہ قاف میں داغستان و آلان اور کاکیشیا ہوتے ہوئے سویڈن۔ ناروے اور ڈنمارک سے

گزر کر روس توبل اور تمسک پر قبضہ کر بیٹھے اور تاتار کو کمزور پاکر اورن برگ کی گھاٹی یرال پر سے اترے اور ان کے ملک میں ہر طرف تاخت وتاراج کرتے پھرتے تھے اور انہیں تاتاریوں کی حفاظت کے لئے ذوالقرنین نے سد بنائی تھی۔ پس اس سے صاف روشن ہے کہ یاجوج وماجوج دو فردوں کے نام نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے بلکہ یاجوج اہل روس ہیں اور ماجوج اقوام یورپ جو اس وقت تمام دنیا پر چھائے ہوئے ہیں [۱]

موجودہ محققین میں سے مولانا ابو الکلام آزاد نے ترجمان القرآن میں موجودہ یورپین اقوام کو یاجوج وماجوج کی نسل قرار دیا ہے جو قدیم زمانوں میں منگولیا اور چینی ترکستان سے یورپ میں جاکر آباد ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ منگولیا اور چینی ترکستان تاریخ کے بے شمار قوموں کا ابتدائی گہوارہ رہا ہے جہاں پانی برابر ابلتا اور جمع ہوتا رہتا تھا۔ اس کے مشرق میں چین تھا۔ مغرب وجنوب میں مغربی جنوبی ایشیا اور شمال مغرب میں یورپ۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے قوموں اور قبیلوں کے سیلاب امنڈتے رہے کچھ ایشیا میں آباد ہوگئے۔ کچھ آگے بڑھے اور شمالی یورپ تک پہنچ گئے۔ کچھ وسط ایشیا کے نیچے اتر گئے اور جنوبی اور مغربی ایشیا پر قابض ہوگئے یہ قبائل جو اس علاقہ سے نکلے تھے مختلف ملکوں میں بس کر وہاں کی خصوصیات اختیار کرلیتے تھے اور رفتہ رفتہ مقامی قوم بن جاتے تھے...

انہی قبائل میں سے ایک گروہ وہ تھا جو آرین نسل کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کا ایک حصہ وسط ایشیا سے یورپ کی طرف بڑھ گیا ایک نیچے اتر کر پنجاب میں آباد ہوگیا۔ ایک مغرب کی طرف بڑھا۔ اور فارس اور میڈیا اور اناتولیا میں بس گیا۔ جسے اب انڈو یوروپین آریا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے. . . . . . . جو قبائل یورپ پہنچے وہ گوتھ۔ فرانک۔ الامان۔ ونڈال۔ ٹیوٹان اور ہُن کے نام سے مشہور ہوئے اور انہی کی ایک شاخ جو بحر اسود سے لیکر دریائے ڈنیوب کی بالائی وادی تک پھیل گئی اور سیتھین کے نام سے پکاری گئی۔ وسط ایشیا کے مشرقی قبائل بھی جو بکٹریا (بلخ)، پر تاخت وتاراج کرتے تھے "سیتھین" ہی تسلیم کئے گئے ہیں اور خود دارا نے اپنے "کتبہ اصطخر" [۲] میں انہیں اسی نام سے پکارا ہے۔

تقریباً ۶۰۰ ؁ قبل مسیح سے لے کر پانچویں صدی مسیحی تک یاجوج وماجوج یا گاگ اور میگاگ کا اطلاق منگولیا اور شمالی یورپ کے وحشی قبائل پر ہوتا رہا لیکن ہندوستان وایران وغیرہ کے قبائل ایشیائی خصوصیات اختیار کرچکے تھے اور زراعت پر گزر اوقات کرتے تھے۔ اس لئے اب

[۱] حکمت بالغہ صفحہ ۵۸۳ تا ۵۸۹ [۲] یہ کتبہ دارا یوش اوّل کا تاریخ قدیم کا ایک نہایت قیمتی سرمایہ ہے۔

وہ یاجوج وماجوج نہیں رہے تھے بلکہ خود یاجوج وماجوج کی غارت گریوں کا نشانہ بن چکے تھے البتہ جب پانچویں صدی مسیحی میں یورپ کے وحشی قبائل کی حالت بھی منقلب ہونا شروع ہوئی اور انہوں نے مسیحیت قبول کر لی اور تہذیب وترقی کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ تو قوموں کے حافظہ سے ان کا یاجوج وماجوج والا نام بھی اُتر گیا۔ یورپ کی تمام موجودہ قومیں (لاطینی نسل مستثنیٰ کر کے بعد) براہِ راست انہی قبائل کی نسل سے ہیں جیسا کہ معلوم ومسلّم ہے[1]

یاجوج وماجوج کے اخلاق

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یاجوج وماجوج کے اخلاق وعلامات کے سلسلے میں جو کچھ فرمایا ہے انہیں بغور دیکھنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج کون ہیں؟ چنانچہ مستورد القرشی نے عمرو بن العاص کے سامنے بیان کیا کہ مَیں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔

یَقُوْلُ وَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالرُّوْمُ اَكْثَرُ النَّاسِ فَقَالَ لَهٗ عَمْرُو اَبْصِرْ مَا تَقُوْلُ وَقَالَ اَقُوْلُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَئِنْ قُلْتَ ذَالِكَ اِنَّ فِيْهِمْ خِصَالًا اَرْبَعًا اِنَّهُمْ لَاَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ وَاَسْرَعُهُمْ اِفَاقَةً بَعْدَ مُصِيْبَةٍ وَاَوْشَكُهُمْ كَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَخَيْرُهُمْ لِمِسْكِيْنٍ وَيَتِيْمٍ وَضَعِيْفٍ وَخَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيْلَةٌ وَاَمْنَعُهُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوْكِ۔[2]

یعنی جب قیامت قائم ہو گی تو نصاریٰ سب لوگوں سے کثرت میں ہوں گے۔ عمرو بن العاص نے کہا مَیں نے مستورد القرشی سے کہا کہ جو کچھ تو بیان کرتا ہے بصیرت سے بیان کر اس نے کہا مَیں وہی بیان کرتا ہوں جو کچھ مَیں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ فرمایا اگر تو اس بات کا ذکر کرے تو یاد رکھ کہ ان میں چار خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ فتنہ کے وقت حلیم ترین انسان ہیں دوئم مصیبت کے بعد آرام کے لئے زیادہ جلدی کرنے والے ہیں۔ سوئم بڑے شکّی مزاج ہیں۔ کہ بار بار شک کرتے ہیں اور چہارم یہ کہ جو ان میں مسکین یتیم اور ضعیف ہیں وہی اچھے ہیں اور پانچویں بات ان میں عمدہ حسن اور خوبصورتی ہے اور وہ بادشاہوں کو ان کے ظلم سے روکنے والے ہیں۔

یورپین اقوام کے مذکورہ تمام اخلاق دنیا بچشمِ خود دیکھ رہی ہے۔ عیاں را چہ بیاں!

قرآن واحادیث میں یاجوج وماجوج کے بظاہر مختلف اخلاق وصفات کا ذکر آیا ہے وہ یورپین

[1] ترجمان القرآن۔ ابوالکلام احمد جلد دوم صفحہ ۴۲۳ تا ۴۲۴ خلاصہ۔ [2] معجم البلدان یاقوت حموی۔

اقوام کے مختلف گروہوں اور شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ایک ہی قسم کے اخلاق کا ذکر کیا جاتا تو واقعات کے مطابق نہ ہوتا۔ اخلاق وصفات کا ایک حصّہ مسیحی قوم کے پادریوں اور مذہبی پیشواؤں سے تعلق رکھتا ہے ایک حصّہ اس قوم کے فلاسفروں سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک حصّہ اس قوم کے تاجر پیشہ لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک حصّہ ان کے حکمرانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ بعض اخلاق وصفات انفرادی ہوتے ہیں اور بعض اخلاق وصفات قوم سے بحیثیت قوم ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر جو اخلاق بحیثیت قوم ظاہر ہوتے ہیں وہ اپنی قوم سے اور طرح ظاہر ہوتے ہیں اور دوسری قوموں سے امتیازی رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ واقعات گواہ ہیں کہ یورپین اقوام نے بعض مظالم باہمی ایک دوسرے سے بھی کئے ہیں اور بعض مظالم دوسری قوموں سے کئے ہیں لیکن جہاں دوسری قوموں کا سوال ہوتا ہے وہاں یہ سب مسیحی قومیں عیسائیت کے نام پر اکٹھی ہو جاتی ہیں اور ایک دوسرے کے مظالم بھول جاتی ہیں۔ پس جو اخلاق وصفات اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ سب مجموعی حیثیت سے یورپین اقوام کے افراد۔ قبائل۔ تاجروں۔ پادریوں۔ فلاسفروں اور حکمرانوں میں پائے جاتے ہیں۔

باب ہشتم

قرآن مجید میں یاجوج وماجوج کا ذکر

قرآن مجید میں سورۂ کہف اور سورۂ انبیاء میں یاجوج وماجوج کا ذکر ہے اور ان سورتوں میں قدیم زمانہ ذوالقرنین سے ہی ان کے فساد۔ فساد سے روکنے والی دیوار۔ آخری زمانہ میں وعدہ کے مطابق ان کے خروج وغلبہ اور ایک دوسرے سے زبردست لڑائیاں۔ مذہبی وسیاسی ونظریاتی حملوں۔ خدا کے مامور کے ذریعہ روحانی اجتماع اور مکذّبین مع ان کی مصنوعات و ایجادات کی تباہی کا صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے ہم یہاں ان سورتوں کی متعلقہ آیات کو مع ضروری تشریح کے بیان کریں گے ان کے ذیل میں احادیث اور بزرگانِ امّت کی تصریحات بھی آجائیں گی پھر عہد نامہ قدیم وجدید کی رُو سے بتائیں گے کہ کس طرح عہد نامہ قدیم وجدید کے بیانات اور پیشگوئیاں۔ قرآن واحادیث کے بیانات کی مؤیّد ہیں۔ اس کے بعد آخری باب میں مسیح دجّال اور

یاجوج وماجوج کے عبرتناک انجام کے متعلق قرآن واحادیث اور بائیبل کی رُو سے روشنی ڈالیں گے
سُورۃ کہف میں سفر ذوالقرنین کے سلسلے میں ان کا ذکر یوں آتا ہے:۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝
حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ
عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ
فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ
فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ
اِلْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا
بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ
دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ
سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا
يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ
مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا
وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ
اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۙ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى
بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْۤ
اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ؕ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا
لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ
دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ
فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝ لِّ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ
وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ يَّتَّخِذُوْا
عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْۤ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝
قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ؕ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا
نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا
وَاتَّخَذُوْۤا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! تجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو انہیں کہہ کہ مَیں ضرور تمہارے سامنے اس کے متعلق کچھ ذکر کروں گا۔ ہم نے یقیناً اسے زمین میں حکومت بخشی تھی اور ہم نے اسے ہر ایک چیز کے حصول کا ذریعہ عطا کیا تھا۔ تب وہ ایک راستہ پر چل پڑا یہانتک کہ جب سورج ڈوبنے کے مقام پر پہنچا تو اس نے ایسا پایا کہ وہ اسے گدلے چشمے میں ڈوب رہا ہے اور اس نے اس کے پاس کچھ لوگ (آباد) پائے۔ اس پر ہم نے اسے کہا اے ذوالقرنین! تجھے اجازت ہے کہ ان کو عذاب دے یا ان کے بارے میں حسن سلوک سے کام لے۔ اس نے کہا ہاں! مَیں ایسا ہی کرونگا اور جو ظلم کرے گا۔ اسے تو ہم ضرور سزا دینگے پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائیگا اور وہ اسے سخت سزا دے گا اور جو ایمان لائے گا اور نیک اور مناسب حال عمل کرے گا اس کے لئے خدا کے ہاں اس کے اعمال کے بدلہ میں اچھا انجام مقدر ہے اور ہم بھی ضرور اس کے لئے اپنے حکم سے آسانی والی بات کہیں گے۔ پھر وہ ایک اور راستہ پر روانہ ہُوا۔ یہانتک کہ وہ دو روکوں کے درمیان پہنچ گیا تو اس نے ان کے ورے ایسے لوگ پائے جو مشکل سے اس کی بات سمجھتے تھے۔ انہوں نے کہا۔ اے ذوالقرنین یقیناً یاجوج وماجوج زمین میں (یعنی اس ملک میں) فساد پھیلا تے ہیں۔ پس کیا ہم اس شرط پر آپ کے لئے ایسا ٹیکس دینا (منظور) کرلیں۔ کہ آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک روک بنا دیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ جس مال کی میرے پروردگار نے مجھے طاقت دی ہے۔ وہ بہتر ہے۔ پس تم صرف قوت سے میری مدد کرو۔ مَیں اُن کے اور تمہارے درمیان ایک دیوار بنادوں گا لوہے کے ٹکڑے میرے پاس مہیا کرو یہانتک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان اس نے دیوار برابر کر دی۔ تو اس نے کہا پگھلا ہُوا تانبا لے آؤ تاکہ اس پر ڈال دوں۔ (دیوار مکمل ہو گئی، تو پھر یاجوج وماجوج نے اس میں نقب لگانے کی طاقت نہ پائی۔ پھر کہا یہ میرے ربّ کی طرف سے رحمت ہے۔ پس جس وقت میرے رب کا وعدہ آئے گا (یعنی ان قوموں کے آخری زمانہ میں خروج کا آئے گا) تو اس دیوار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ اس وقت ہم انہیں ایک دوسرے کے خلاف جوش سے حملہ آور ہوتے ہوئے چھوڑ دینگے اور بگل بجایا جائے گا۔ تب ہم

ان سب کو اکٹھا کر دیں گے اور ہم اس دن جہنم کو کافروں کے بالکل سامنے لے آئیں گے وہ کافر جن کی آنکھیں میرے ذکر (یعنی قرآن کریم یا دین حق) کی طرف سے غفلت کے پردہ میں تھیں اور وہ (حق) سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے تو کیا! یہ سب کچھ دیکھکر پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کا طریق اختیار کیا ہے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو مددگار بنا سکیں گے۔ ہم نے کافروں کے انجام یعنی بدلہ کے طور پر جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔ اے پیغمبر! تو کہدے کیا ہم تمھیں ان لوگوں سے آگاہ کریں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمام تر کوششیں اس ورلی زندگی میں ہی گم ہو کر رہ گئی ہیں اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں (یعنی اچھی کاریگری کر رہے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے نشانوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کر دیا ہے۔ اس لئے ان کے تمام اعمال گر کر اس دنیا ہی میں رہ گئے ہیں۔ چنانچہ قیامت کے دن ہم انہیں کچھ بھی وقعت نہیں دینگے یہ ان کا بدلہ یعنی جہنم اس وجہ سے ہوگا۔ کہ انہوں نے کفر کا طریق اختیار کیا۔ اور میرے نشانوں اور میرے رسولوں کو اپنی ہنسی کا نشانہ بنا لیا۔

ذُوالقرنین اور سدِّ یاجُوج و ماجُوج

سدِّ یاجوج و ماجوج کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ ذوالقرنین کون تھا؟ پھر سدِّ ذوالقرنین کیسے اور کہاں بنائی گئی تھی۔ پھر آخری زمانہ یاجوج و ماجوج کے خروج اور عالمگیر غلبہ کی پیشگوئی کیسے ہمارے موجودہ زمانہ میں اپنی تمام مبیّنہ صفات و علامات اور تفصیلات کے ساتھ پوری ہوئی؟

ذوالقرنین کے معنی ہیں دو سینگوں والا۔ یہ نام فورس بادشاہ کا ہے جو میدیا اور فارس کا قدیم بادشاہ تھا اسے ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ دانیال نبی نے اس کے بارے میں خواب میں دیکھا تھا کہ "دو سینگوں والا" مینڈھا راستہ میں کھڑا ہے جس کی نسبت فرشتہ نے کہا کہ یہ میدیا اور فارس کا بادشاہ ہے۔[1] اس خواب کے مطابق جو الہامی خواب تھی فورس بادشاہ کا صفاتی اور الہامی نام ذُوالقرنین ہے۔

یہ ایک عادل اور غیر معمولی طاقتوں والا خدا کی طرف سے خاص طور پر مامور بادشاہ تھا۔ اس پر

[1] پرانا عہدنامہ دانیال باب ۸ آیت ۲۰-۲۱ ۱۸۳۸ء میں اصطخر کے کھنڈروں میں اس کا سنگی مجسمہ بھی برآمد ہوا جس کے سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کے اعتقاد کے مطابق وہ غیر معمولی نوعیت کا نشان تھا۔

الہام بھی نازل ہوتا تھا۔ اس نے فارس کے مغرب و مشرق اور شمال کی طرف فتوحات بھی کی تھیں مگر اس کی فتوحات عدالت و انسانیت کے اصولوں کے تحت صرف اس لئے تھیں کہ مظلوم قوموں کی دادرسی اور پامال ملکوں کی دستگیری ہو۔ جونہی بادشاہ بناسب نے اس کی اطاعت کی۔ بخت نصر۔ رشاہ بابل، جو بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل لایا تھا۔ جب اس نے بابل کو بھی فتح کیا تو بنی اسرائیل کو دوبارہ فلسطین جانے اور وہاں ہیکل بنانے کی اجازت مل گئی۔

ذُوالقرنین کی تین مہمّیں یونانی مورخین نے اس کی تین اہم مہموں کا ذکر کیا ہے۔ (۱) مغربی مہم۔ (۲) مشرقی مہم (۳) شمالی مہم۔ تخت نشینی کے بعد سب سے پہلی جنگ جو اسے پیش آئی وہ لیڈیا (Lydia) کے بادشاہ کروشیس (Croesus) سے تھی جس نے حملہ میں پہل کی تھی۔ لیڈیا سے مراد ایشیاء کوچک کا مغربی اور شمالی حصّہ ہے جو یونانی تمدّن کا ایشیائی مرکز بن گیا تھا اور اس کی حکومت بھی اپنے تمام خصائص میں ایک یونانی حکومت تھی اس جنگ میں خورس یا سائرس فتحیاب ہوا۔ یہ اس کی مغربی مہم تھی جسے قرآن مجید نے مَغْرِبَ الشَّمْس کا سفر قرار دیا ہے۔

(۲) اس جنگ کے بعد اسے مشرقی طرف متوجہ ہونا پڑا کیونکہ گیڈروسیا یعنی مکران اور بکٹریا (بلخ) کے وحشی قبائل نے سرکشی کی تھی یہ مہم ۵۴۰ قبل مسیح کی درمیانی مدت میں واقع ہوئی ہوگی۔ جیسا فرمایا بلغ مطلع الشّمس وجد عندھا تطلع علیٰ قوم لم نجعل لھُم سِتْرًا۔ یعنی جب وہ مشرق کی طرف پہنچا تو اُسے ایسی قوم ملی۔ جو سورج کے لئے آڑ نہیں رکھتی تھی۔ یعنی خانہ بدوش قبائل تھے جو مورخین کی تصریح کے مطابق بکٹریا یعنی بلخ کے قبائل تھے جو ایران کے لئے مسجد اقصلے کا حکم رکھتا ہے[1] اور بعض تصریحات کے مطابق یہ بلوچستان اور افغانستان کی قوم تھی جنہیں ذوالقرنین نے فتح کیا تھا اور بحیرہ اسود کے مشرق کی طرف ہے یہ چٹیل میدانوں کے لوگ تھے۔[2]

(۳) تیسری شمالی مہم ایسے علاقہ کی طرف تھی جہاں ایشیاء کی زرخیزی کی وجہ سے یورپین اقوام یعنے یاجوج و ماجوج کے حملے ہوا کرتے تھے جس میں وہ فتوحات کرتا ہوا بحر خضر (کاسپین) کو دہنی طرف چھوڑتا ہوا کاکیشیا کے سلسلہ کوہ تک پہنچ گیا تھا اور وہاں اسے ایک درّہ ملا تھا جو دو پہاڑی دیوار کے درمیان تھا۔ اسی راہ سے یاجوج و ماجوج آکر اس علاقہ میں لوٹ مار کیا کرتے تھے اور یہیں اس نے سدّ تعمیر کی۔[3]

[1] تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ از ابوالکلام آزاد۔ [2] تفسیر صغیر از حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد ص ۳۸۰
[3] ترجمان القرآن جلد ۲۔

ان سب کو اکٹھا کر دیں گے اور ہم اس دن جہنم کو کافروں کے بالکل سامنے لے آئیں گے وہ کافر جن کی آنکھیں میرے ذکر (یعنی قرآن کریم یا دین حق) کی طرف سے غفلت کے پردہ میں تھیں اور وہ (حق) سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے تو کیا! یہ سب کچھ دیکھ کر پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کا طریق اختیار کیا ہے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو مددگار بنا سکیں گے۔ ہم نے کافروں کے انجام یعنی بدلہ کے طور پر جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔ اے پیغمبر! تو کہدے کیا ہم تمھیں ان لوگوں سے آگاہ کریں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمام تر کوششیں اس ورلی زندگی میں ہی گم ہو کر رہ گئی ہیں اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں (یعنی اچھی کاریگری کر رہے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے نشانوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کر دیا ہے۔ اس لئے ان کے تمام اعمال گر کر اس دنیا میں رہ گئے ہیں۔ چنانچہ قیامت کے دن ہم انہیں کچھ بھی وقعت نہیں دینگے یہ ان کا بدلہ یعنی جہنم اس وجہ سے ہوگا۔ کہ انہوں نے کفر کا طریق اختیار کیا۔ اور میرے نشانوں اور میرے رسولوں کو اپنی ہنسی کا نشانہ بنالیا۔

ذُوالقرنین اور سدِّ یاجُوج و ماجُوج

سدِّ یاجوج و ماجوج کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ ذوالقرنین کون تھا؟ پھر سدِّ ذوالقرنین کیسے اور کہاں بنائی گئی تھی۔ پھر آخری زمانہ یاجوج و ماجوج کے خروج اور عالمگیر غلبہ کی پیشگوئی کیسے ہمارے موجودہ زمانہ میں اپنی تمام مبیّنہ صفات و علامات اور تفصیلات کے ساتھ پوری ہوئی؟

ذوالقرنین کے معنی ہیں دو سینگوں والا۔ یہ نام خورس بادشاہ کا ہے جو مید اور فارس کا قدیم بادشاہ تھا اسے ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ دانیال نبی نے اس کے بارے میں خواب میں دیکھا تھا کہ "دو سینگوں والا" مینڈھا راستہ میں کھڑا ہے جس کی نسبت فرشتہ نے کہا کہ یہ مید اور فارس کا بادشاہ ہے[1] اس خواب کے مطابق جو الہامی خواب تھی خورس بادشاہ کا صفاتی اور الہامی نام ذوالقرنین ہے۔

یہ ایک عادل اور غیر معمولی طاقتوں والا خدا کی طرف سے خاص طور پر مامور بادشاہ تھا۔ اس پر

[1] پرانا عہد نامہ دانیال باب ۸ آیت ۲۰-۲۱ ۱۸۳۸ء میں اصطخر کے کھنڈروں میں اس کا سنگی مجسمہ بھی برآمد ہوا جس کے سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کے اعتقاد کے مطابق وہ غیر معمولی نوعیت کا نشان تھا۔

الہام بھی نازل ہوتا تھا۔ اس نے فارس کے مغرب و مشرق اور شمال کی طرف فتوحات بھی کی تھیں مگر اس کی فتوحات عدالت و انسانیت کے اصولوں کے تحت صرف اس لئے تھیں کہ مظلوم قوموں کی دادرسی اور پامال ملکوں کی دستگیری ہو۔ جونہی بادشاہ بنا سب نے اس کی اطاعت کی۔ بخت نصر۔ (شاہ بابل) جن بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل لایا تھا۔ جب اس نے بابل کو بھی فتح کیا تو بنی اسرائیل کو دوبارہ فلسطین جانے اور وہاں ہیکل بنانے کی اجازت مل گئی۔

ذُوالقرنین کی تین مہمّیں یونانی مورخین نے اس کی تین اہم مہموں کا ذکر کیا ہے۔ (۱) مغربی مہم۔ (۲) مشرقی مہم (۳) شمالی مہم۔ تخت نشینی کے بعد سب سے پہلی جنگ جو اسے پیش آئی وہ لیڈیا (Lydia) کے بادشاہ کروئیسس (Croesus) سے تھی جس نے حملہ میں پہل کی تھی۔ لیڈیا سے مراد ایشیاء کوچک کا مغربی اور شمالی حصّہ ہے جو یونانی تمدّن کا ایشیائی مرکز بن گیا تھا اور اس کی حکومت بھی اپنے تمام خصائص میں ایک یونانی حکومت تھی اس جنگ میں خورس یا سائرس فتحیاب ہوا۔ یہ اس کی مغربی مہم تھی جسے قرآن مجید نے مَغْرِبَ الشَّمْسِ کا سفر قرار دیا ہے۔[1]

(۲) اس جنگ کے بعد اسے مشرقی طرف متوجہ ہونا پڑا کیونکہ گیڈروسیا یعنی مکران اور بکٹریا (بلخ) کے وحشی قبائل نے سرکشی کی تھی یہ مہم ۵۴۰ قبل مسیح کی درمیانی مدّت میں واقع ہوئی ہوگی۔ جیسا فرمایا بلغ مطلع الشمس وجد عندها تطلع علیٰ قوم لم نجعل لهم سِترًا۔ یعنی جب وہ مشرق کی طرف پہنچا تو اُسے ایسی قوم ملی۔ جو سورج کے لئے آڑ نہیں رکھتی تھی۔ یعنی خانہ بدوش قبائل تھے جو مورخین کی تصریح کے مطابق بکٹریا یعنی بلخ کے قبائل تھے جو ایران کے لئے مسجد اقصیٰ کا حکم رکھتا ہے[2] اور بعض تصریحات کے مطابق یہ بلوچستان اور افغانستان کی قوم تھی جنہیں ذوالقرنین نے فتح کیا تھا اور بحیرہ اسود کے مشرق کی طرف ہے یہ چٹیل میدانوں کے لوگ تھے۔[1]

(۳) تیسری شمالی مہم ایسے علاقہ کی طرف تھی جہاں ایشیاء کی زرخیزی کی وجہ سے یورپین اقوام یعنی یاجوج و ماجوج کے حملے ہوا کرتے تھے جس میں وہ فتوحات کرتا ہوا بحر خضر (کاسپین) کو دہنی طرف چھوڑتا ہوا کاکیشیا کے سلسلہ کوہ تک پہنچ گیا تھا اور وہاں اسے ایک درّہ ملا تھا جو دو پہاڑی دیواروں کے درمیان تھا۔ اسی راہ سے یاجوج و ماجوج آکر اس علاقہ میں لوٹ مار کیا کرتے تھے اور یہیں اس نے سدّ تعمیر کی۔[3]

[1] تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ از ابوالکلام آزاد۔ [2] تفسیر صغیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ص ۳۸۰
[3] ترجمان القرآن جلد ۲۔

یاجوج و ماجوج ایشیا اور ترک اقوام پر لوٹ مار کرتے تھے

ذوالقرنین کو شمالی مہم میں جس میں بین السّدین کے علاقہ پر فتح پا کر انہوں نے دیوار بنائی وہ کونسی قوم ملی تھی جس نے ان سے دیوار بنانے کی درخواست کی تھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں دو قومیں نمایاں ہوتی ہیں۔ اور دونوں کا اس زمانہ میں وہاں قریب قریب آباد ہونا تاریخ کی روشنی میں آچکا ہے۔ پہلی قوم وہ ہے۔ جو بحر خزر کے مشرقی ساحل پر آباد تھی اسے یونانی مورخوں نے کاسپین کے نام سے پکارا ہے اور اس کے نام سے بحر خزر کا نام بھی "کاسپین" پڑ گیا ہے۔ دوسری قوم وہ ہے جو اس مقام سے آگے بڑھ کر عین کاکیشیا کے دامن میں آباد تھی یونانیوں نے اسے "کولچی" یا "کول شی" کے نام سے موسوم کیا ہے اور دارا کے کتبہ اصطخر میں اس کا نام "کوشیہ" آیا ہے انہی دو قوموں میں سے کسی نے یا دونوں قوموں نے ذوالقرنین سے یاجوج و ماجوج کے لوٹ مار کی شکایت کی ہو گی۔ چونکہ یہ غیر متمدن تھیں اس لئے فرمایا کہ وہ بات کو نہیں سمجھتی تھیں[1]۔ موصوف کے اس قیاس سے علامہ ابن کثیر کی تصریح زیادہ قابلِ وثوق ہے جو اس مظلوم قوم کے بارے میں انہوں نے لکھی ہے۔ علامہ ابن کثیر کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ترکوں کی تھی چنانچہ علامہ ابن کثیر ذوالقرنین کے بین السّدین کے مقام پر پہنچنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حَتّٰی اذا بلغ بین السّدّین وَھُما جبلان متناوحان بینھما ثغرۃ یخرج منھا یاجوج وماجوج علیٰ بلاد الترک فیعیثون فیھا فساداً ویُھلکون الحرث والنّسل[2]

یعنی وہ چلتے چلتے دو دیواروں کے مابین پہنچا اور وہ دو پہاڑ ہیں جو باہم مقابلہ میں تھے ان کے درمیان وہ شگاف یا درّہ تھا۔ جس سے یاجوج و ماجوج ترکوں کے شہروں میں خروج کرتے تھے اور ان میں فساد مچاتے تھے اور لوگوں کی کھیتیوں اور نسل کو ہلاک کیا کرتے تھے۔

یورپین اقوام آخری خروج کیوقت بھی ترکوں پر ہی اوّل حملہ آور ہوئیں

اگلی آیت وَ ترکنا بعضھم یومئذٍ الخ سے یاجوج و ماجوج کے آخری زمانہ میں خروج کا ذکر ہے۔ اور وہ ہمارے زمانہ میں ہو چکا ہے۔ اور تُرکوں ہی سے اس کا آغاز ہوا۔ یعنی یورپین اقوام روس اور برطانیہ وغیرہ شمالی جنوبی اقوام کا جب خروج ہوا تو اوّل ان کا نشانہ تُرک ہی تھے۔ جہاں اسلامی خلافت کا مرکز اور خلیفۃ المسلمین ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ

[1] ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۰۷ تا ۴۰۸۔ [2] تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ مصر

انگریزوں نے اسلامی ملکوں کو اس کے خلاف اُبھارا اور باہم تفرقہ ڈال کر مسلم مرکز کو توڑنے کی کوشش کی اور عرب کے حکمران شریفِ مکّہ سے انگریزوں نے معاہدہ کیا۔ کہ وہ ان کی علیحدہ عرب حکومت قائم کرنے میں مدد دیں گے۔ بشرطیکہ وہ تُرکوں سے بغاوت کرلیں۔ چنانچہ شریفِ مکّہ نے ترکی خلافت سے بغاوت کی۔ علّامہ ابنِ کثیر کی تصریح کے مطابق یاجوج و ماجوج کا پہلا خروج ترکوں کے ملک پر تھا اور آخری خروج کا اوّلین نشانہ بھی ترک ہی تھے۔ گو ترک نسبتی لحاظ سے یاجوج و ماجوج کے بھائی ہیں۔ مگر ترک مسلمان ہوا۔ اور مسلمان ہونے کی وجہ سے انہوں نے یورپین اقوام سے زبردست مقابلے کئے ہیں۔ اور انہیں ہر حملہ کے موقعہ پر بار بار ناکام بنایا ہے[1]۔ وہ ان میں سے ہوں یا نہ ہوں لیکن اس میں شک نہیں کہ جس دیوار کے بنانے کا یہاں ذکر ہے اس کے جنوب کی طرف جو قوم الگ رہ گئی۔ وہ ترک ہی تھے۔ بعض مفسّرین نے لکھا ہے کہ ان کا نام ترک اس لئے ہوا کہ وہ علیحدہ چھوڑی گئی اور شمال کی طرف جو اقوام رہ گئیں وہ یاجوج و ماجوج تھیں۔ اور ایسا ہی مقدر تھا کہ بار اوّل بھی یہ شمالی اقوام ترکوں پر ہی حملہ آور ہوں اور آخری زمانہ میں بھی ترک ہی ان کے اوّلین حملوں کا نشانہ ہوں۔

یاجوج و ماجوج کے قدیم ایشیائی ملکوں پر اس خروج و فساد کی تائید تاریخی روایات سے بھی ہوتی ہے۔ وہ قومیں جو آرمینیا اور آذربائیجان کے پہاڑوں کے درمیان رہتی تھیں وہ اپنے شمالی ہمسایوں یعنی یاجوج و ماجوج سے ہمیشہ تکلیف اٹھاتی تھیں اور وہ ان پر حملے کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں ہے کہ وہ سیتھین قومیں جنہیں یاجوج و ماجوج قرار دیا گیا ہے۔ وہ (ایران) پر ۲۸ سال کے لئے حکمران رہیں اور ۵۱۲ء قبل مسیح کے قریب دارا نے ان پر فوج کشی کی اور اس جنگ کی غرض صرف یہ تھی کہ تورانی قوموں پر عقب سے حملہ آور ہو کر سلطنت کی شمالی سرحد پر امن قائم کیا جائے۔" ان بیانات سے قرآنی بیانات کی تائید ہوتی ہے جو ذوالقرنین کے شمالی سفر کے متعلق آئے ہیں۔ اور متعیّن ہو جاتا ہے۔ کہ کوہ قاف سے شمال کی طرف رہنے والی قوموں کی طرف سے ایران کی شمالی سرحد کی اقوام پر حملے ہوتے رہتے تھے۔

تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ ذوالقرنین کے دیوار بنانے کا عہد ۵۳۵ برس قبل مسیح ہے۔ تلخیص التواریخ میں ہے کہ ذوالقرنین نے یہ دیوار اقوام تار و تمتک کی درخواست پر بنائی تھی[2] ذوالقرنین نے شکایت کرنے والے لوگوں سے جو کہا کہ تم لوہے کے ٹکڑے مہیا کرو۔ یہاں لوہے

[1] تفصیل کے لئے خاکسار کی کتاب "عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی تاریخ" جس پر فضل عمر فاؤنڈیشن نے ایک ہزار روپیہ انعام دیا ہے ملاحظہ کیجئے۔ [2] بحوالہ حسل مصفیٰ۔

کے ٹکڑوں سے مراد یہ ہے کہ دیوار دھات کی بنتی ہے۔ تم علاقہ کے لوگ ہو دھات مہیا کرو۔ باقی انجینئرنگ کا کام میرے آدمی کریں گے۔

دیوارِ یاجوج و ماجوج کا محلِ وقوع

ذوالقرنین نے جہاں دیوار بنائی وہاں ایک طرف بحیرہ اخضر ہے اور دوسری طرف کوہ قاف اور یہ دونوں چیزیں دونوں طرف سے سد یعنی روک کا کام دے رہی تھیں صرف درمیانی درّہ غیر محفوظ تھا۔

مورّخ ابوریحان البیرونی نے اپنی کتاب "آثار باقیہ" میں لکھا ہے:۔

فَاَمَّا الرَّدْمُ الْمَبْنِیُّ بَیْنَ السَّدَّیْنِ فَاِنَّ ظَاهِرَ الْقِصَّةِ فِی الْقُرْاٰنِ لَایُنَصُّ عَلٰی مَوْضِعِهٖ مِنَ الْاَرْضِ وَ قَدْ نَطَقَتِ الْکُتُبُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلٰی ذِکْرِ الْبِلَادِ وَالْمُدُنِ کَجُغْرَافِیَا وَ کُتُبُ الْمَسَالِکِ وَالْمَمَالِکِ عَلٰی اَنَّ هٰذِهٖ الْاُمَّةَ اَعْنِیْ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ هُمْ صِنْفٌ مِنَ الْاَتْرَاکِ الْمَشْرَقِیَّةِ السَّاکِنَةِ فِیْ مَبَادِی الْاَقْلِیْمِ الْخَامِسِ وَالسَّادِسِ [1]

یعنی وہ قوم جو دو دیواروں کے مابین بتائی گئی ہے اس کی نسبت قرآن مجید میں موضع و محل تو نہیں تبلایا گیا کہ وہ کہاں واقع ہے؟ مگر ایسی کتابوں میں جن میں ملکوں اور شہروں کا ذکر ہے یعنی جغرافیہ اور کتبِ تواریخ۔ تو ان میں لکھا ہے کہ یہ گروہ یعنی یاجوج و ماجوج ان مشرقی ترکوں کی ایک قسم ہے جو اقلیم پنجم و ششم کے شروع میں رہتے ہیں۔

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ اقوام یاجوج و ماجوج ترکوں کی ایک قسم ہے جو اقلیم پنجم و ششم کے شروع میں رہتے ہیں۔

مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے تفسیر معالمات الاسرار فی مکاشفات الاخبار میں لکھا ہے۔

پس باید دانست کہ در خاتمہ روضۃ الصفا در بیان اقالیم چہارم مینویسد کہ اقلیم چہارم از شرق بشمال بلاد چین گذشتہ بہ تبت گذر کرد۔ از بلاد خرخرد خطا و چین و جبال کشمیر و بلور و بدخشاں و جنوب بلاد یاجوج و ماجوج گذشت۔ بغرب رفت و درمیان اقلیم ششم مینویسد کہ مبداءش از شرق بودہ بشمال بلاد یاجوج و ماجوج گذر کردہ بغرب رفت بایں حیثیت آنچہ در شانہائے سہ [3] ممالک باختر یعنی بخارا یاجوج و ماجوج را نوشتہ است صحیح میشود کہ اوشاں روس و غیرند کہ از اصل ممالک شاں و از شمال ممالک باختر اند

---

[1] آثار الباقیہ مطبوعہ جرمنی ۱۸۷۸ء صا۴

کہ خراساں رامیگویند چنانکہ در غیاث اللغات است و ممالک روس و ترک باہم آمیختہ سرحدو دند و حدود ترکستان مغربی آذربائیجان کہ در شمال و غرب فارس است باہم یکجا اند آرمینیہ متصل کوہ قاف با حدود آذربائیجان آمیختہ کہ بالفعل آمدو رفت روس در فارس از آنجا دریافت میشود و مابین آذربائیجان و آرمینیہ مطابق تفسیر بیضاوی ذوالقرنین در کوہ مذکورہ بفاصلہ سی میل سدّے بستہ است و قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ ترک را ترک باں وجہ میگویند کہ از مابین بست و دو قبیلہ یاجوج و ماجوج اینہار اگذاشتہ بر باقی سدّ بستہ شد"[1]

پس جاننا چاہیئے کہ صاحب روضۃ الصفا کتاب مذکور کے خاتمہ میں جو اقلیموں کے بیان میں ہے۔ اقلیم چہارم شرق سے بلاد چین کے شمال کی جانب گذرنے کے بعد تبت سے گذر کر بلاد خرخرد خطا و چین در کوہ ہائے کشمیر و بلور و بدخشاں اور بلاد یاجوج و ماجوج کے جنوب سے گذر کر مغرب کی طرف واقعہ ہے اور اقلیم ششم کے بیان میں لکھا ہے کہ اس کا آغاز مشرق سے ہو کر شمال کو بلاد یاجوج و ماجوج سے گذر کر مغرب کو چلا گیا ہے اور اس صورت میں وہ جو تین ممالک باختر یعنی بخارا کی نسبت لکھا ہے کہ وہ یاجوج و ماجوج ہیں صحیح ہے کیونکہ وہ ممالک روس وغیرہ ہیں کہ در اصل ان کے ممالک باختر کے شمال میں ہیں اور ممالک باختر کو خراسان کہتے ہیں۔ چنانچہ غیاث اللغات میں لکھا ہے کہ روس اور ترک باہم ملے ہوئے ہیں اور ان کی سرحد ایک ہے اور ترکستان کی حدود جو آذربائیجان کے مغرب میں ہے باہم ملی ہوئی ہے اور جو فارس کے شمال میں ہے باہم ملی ہوئی ہے۔ اور آرمینیا کوہ قاف کے متصل حدود آذربائیجان سے ملحق ہے۔ کہ جہاں سے آجکل روس کی آمدو رفت فارس میں ہوتی ہے اور مطابق بیان تفسیر بیضاوی آذربائیجان اور آرمینیا کے درمیان ذوالقرنین نے پہاڑ مذکور میں تیس ۳۰ میل کی ایک دیوار بنائی تھی اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ کہ ترک کو اس وجہ سے ترک کہتے ہیں کہ بائیس ۲۲ قبائل یاجوج و ماجوج سے ان کو ترک کیا گیا تھا۔ اور باقی تمام کے لئے ایک دیوار بنائی گئی تھی۔

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ اس سدّ سے مراد دربند کی دیوار ہے جو روسی حملوں سے بچاؤ کے لئے بنائی گئی تھی۔ دراصل یہ پچاس میل لمبی اور ۲۹ فٹ اونچی اور دس فٹ موٹی تھی اور آرمینیا اور آذربائیجان بحیرہ اخضر سے کوہ قاف تک چلی گئی تھی یہ سدّ اب ٹوٹ چکی ہے اسکے آثار موجود و مشاہد ہیں۔

---

[1] تفسیر معالمات الاسرار ص۸۶

لنڈن کے گلڈ ہال میں یاجوج وماجوج کے مجسمے

یاجوج وماجوج وہ قوم ہے جو بخارا سے لیکر شمال تک رہتی تھی۔ (گاتھ۔ نارمنڈی۔ وزی گاتھ۔ سکین) یہ لوگ جرمنی۔ فرانس۔ انگلینڈ وغیرہ ممالک میں جا کر آباد ہوئے۔ اور ان کے مورثِ اعلیٰ یاجوج وماجوج کے مجسمے ابھی تک لنڈن کے گلڈ ہال میں نصب شدہ موجود ہیں۔

مؤرخین ومحققین نے دیوار ذوالقرنین کے سلسلہ میں کئی سدّوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر تاریخی واقعات وآثار سے بالآخر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دربند کی دیوار ہی ذوالقرنین کی تیار کردہ دیوار ہے جو کوہ قاف کی دیوار کہلاتی ہے۔ چنانچہ مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہاروی لکھتے ہیں:۔

یاجوج وماجوج کی اس تعیین کے بعد دوسرا مسئلہ "سدّ" کا سامنے آتا ہے یعنی وہ سدّ کس جگہ واقع ہے جو ذوالقرنین نے یاجوج وماجوج کے فساد کو روکنے کے لئے بنائی اور جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی کیا گیا ہے۔ تعیین سدّ سے پہلے یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیئے کہ یاجوج وماجوج کی تاخت وتاراج اور شر وفساد کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ ایک طرف کاکیشیا کے نیچے بسنے والے ان کے ظلم وستم سے نالاں تھے تو دوسری جانب تبت اور چین کے باشندے بھی ان کی دست وبرد سے محفوظ نہ تھے اس لئے صرف ایک ہی غرض کے لئے یعنی قبائل یاجوج کے شر وفساد اور لوٹ مار سے بچنے کے لئے مختلف تاریخی زمانوں میں متعدد سدود تعمیر کی گئیں ان میں سے ایک سدّ وہ ہے جو دیوار چین کے نام سے مشہور ہے یہ دیوار تقریبًا ایک ہزار میل طویل۔ اس دیوار کو منگولی "اَتکِ وہ" کہتے ہیں۔ ترکی میں اس کا نام "بور قوقہ" ہے۔ دوسری سدّ وسط ایشیا میں بخارا اور ترمذ کے قریب واقع ہے اور اس کے محلِ وقوع کا نام دربند ہے۔ یہ سدّ مشہور مغل بادشاہ تیمور لنگ کے زمانہ میں موجود تھی اور شاہ روم کے ندیم خاص سیلا برجر جرمنی نے اس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور اندلس کے بادشاہ کیسٹیل کے قاصد کلاویجو نے بھی اپنے سفرنامہ میں ذکر کیا ہے۔ یہ ۱۴۰۳ء میں اپنے بادشاہ کا سفیر ہو کر جب تیمور صاحبِ قِران کی خدمت میں حاضر ہوا ہے تو اس جگہ سے گذرا ہے۔ وہ لکھتا ہے باب الحدید سدِّ موصل کے اس راستہ پر ہے جو سمرقند اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے[1]

تیسری سدّ روسی علاقہ داغستان میں واقع ہے یہ بھی دربند اور باب الابواب کے نام سے مشہور ہے اور بعض مورخین الباب بھی لکھدیتے ہیں۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں ادریسی نے جغرافیہ میں اور بستانی نے دائرۃ المعارف میں اس کے حالات کو بہت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور ان سب کا

[1] جواہر القرآن جلد ۹ ص ۱۹۸

خلاصہ یہ ہے کہ داغستان میں دربند ایک روسی جگہ ہے یہ شہر بحر خزر (کیسپین) کے غربی کنارے واقع ہے۔ اس کا عرض بلد ۴۳ء ۳ ۴ شمالاً اور طول البلد ۱۵ء ۴۸ شرقاً ہے۔ اور اس کو "دربند نوشیرواں" بھی کہتے ہیں اور باب الابواب کے نام سے مشہور ہے اور اس کے اطراف وجوانب کو قدیم زمانہ سے چہار دیوار گھیرے ہوئے ہیں۔ جن کو قدیم مورخین "ابواب البانیہ" کہتے ہیں۔ اور اب یہ خستہ حالت میں ہے، اور اس کو باب الحدید اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سدّ کی دیواروں میں لوہے کے بڑے بڑے پھاٹک لگے ہوئے ہیں اور جب اسی باب الابواب سے مغرب کی جانب کاکیشیا کے اندرونی حصّوں میں بڑھتے ہیں تو ایک درّہ ملتا ہے جو درّہ داریال (دانیال) کے نام سے مشہور ہے اور یہ کاکیشیا کے بہت بلند حصوں سے گذر رہا ہے۔ یہاں ایک چوتھی سدّ ہے۔ جو قفقاز یا جبل قوقا یا جبل قاف کی سدّ کہلاتی ہے، اور یہ سدّ دو پہاڑیوں کے درمیان گئی ہے۔

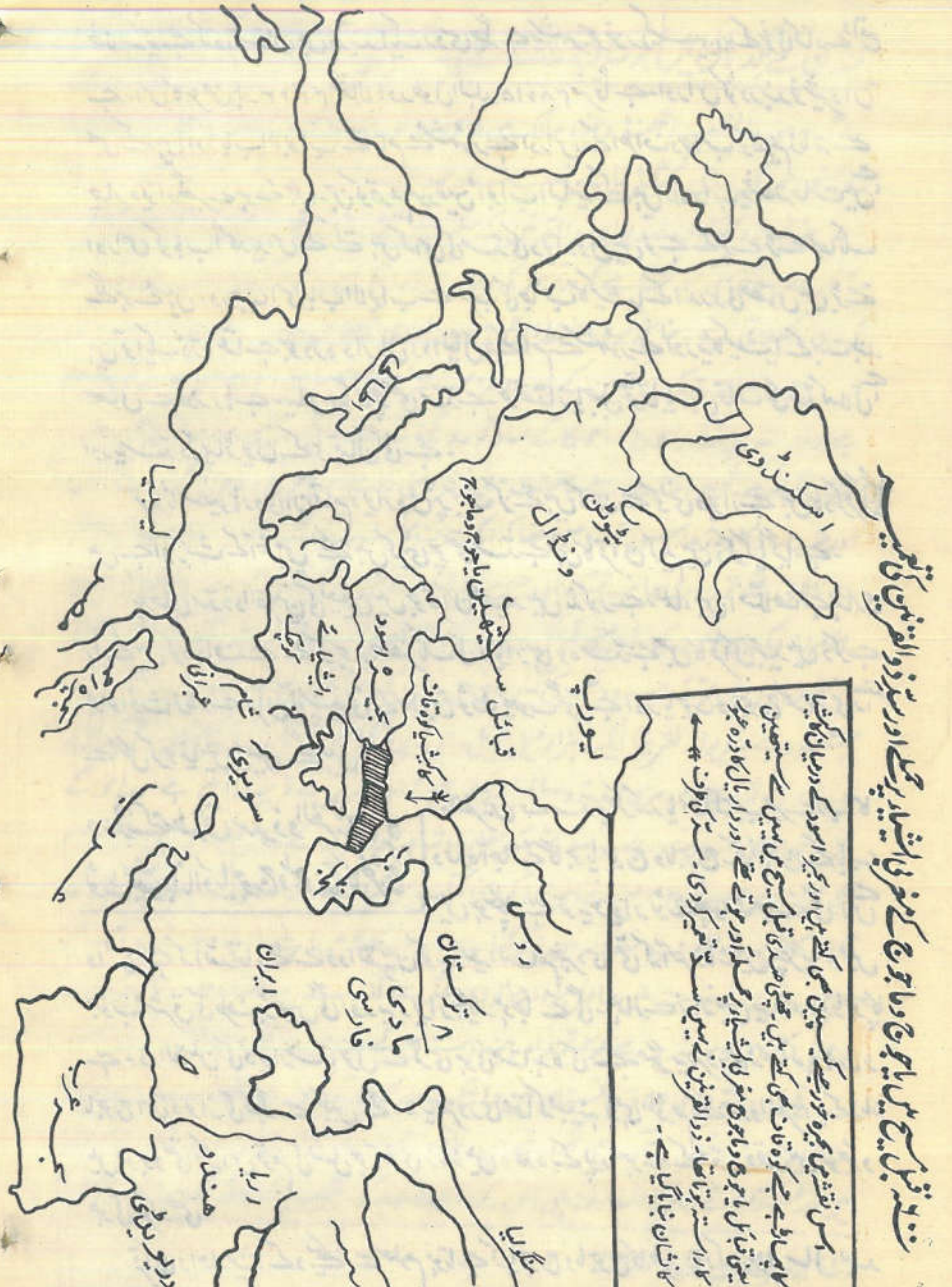
مولانا سیوہاروی ان تمام دیواروں پر بحث کرتے ہیں کہ ان سے کونسی دیوار ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور بحث کے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہی چوتھی سدّ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔

بہرحال سدّ ذوالقرنین کی تعیین میں جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ علماء میں اختلاف ہے ہماری رائے میں کوہ قاف سے لے کر بحیرہ اخضر تک کی دیوار ہی وہ سدّ ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے جو حوادث زمانہ سے قرآن کی پیشگوئی کے مطابق ٹوٹ پھوٹ گئی ہے اور یاجوج وماجوج سمندری راستہ سے نکل کر دنیا میں پھیل گئے ہیں۔

وعدے کے مطابق سدِّ ذوالقرنین کا ٹوٹ پھوٹ جانا اور یاجوج وماجوج کا خروج

ذوالقرنین نے سدّ بنا کر کہدیا تھا کہ جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا جو یاجوج وماجوج کے خروج کے بارے میں ہو چکا ہے تو یہ دیوار ٹوٹ پھوٹ جائے گی اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ذوالقرنین کو بذریعہ الہام خبر دی تھی کہ آخر زمانہ میں پھر یہ قومیں جنوب مشرق کی طرف بڑھیں گی اور یہ دیوار بیکار ہو جائے گی۔ ہمارے زمانہ میں یہ وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ ذوالقرنین کی دیوار سیاحوں نے گری ہوئی مشاہدہ کی ہے۔ مگر یہ ضروری نہ تھا کہ یاجوج وماجوج اس دیوار کی جگہ سے نکلیں گے۔ نہ یہ ضروری تھا کہ بعینہٖ وہی قوم نکلے جو ذوالقرنین کے زمانہ میں موجود تھی بلکہ اس قوم کی نسل جو آخری زمانہ میں وعدہ کے پورا ہونے کے مقدر وقت میں موجود ہوگی مراد تھی۔

قرآن واحادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج کا خروج ایک ہزار سال بعد



زمانہ نبوی مقدّر تھا۔ قرآن مجید و احادیث میں آخر زمانہ میں ایک ہزار کے یوم میعاد کی بابت اشارے آئے ہیں سورۂ سبا آیت ۳۱ میں کفار کے عذاب کے لئے یوم میعاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۔ یعنی اے پیغمبر! (ان منکروں اور عذاب مانگنے والوں کو) کہدے کہ تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے نہ تم اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکو گے۔

سورۂ حج میں واضح کر دیا کہ ایک دن خدا کے نزدیک تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ فرمایا:۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۔ (حج ع۶)

یعنی اے پیغمبر تجھ سے جلدی عذاب مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کبھی اپنے وعدہ سے تخلّف نہیں کرے گا اور یقیناً تیرے رب کے نزدیک ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے جنہیں تم شمار کرتے ہو۔

اس آیت سے واضح ہے کہ عذاب کے لئے زمانہ نبوی کے بعد ایک وقت مقدّر اور میعاد مقرر تھی جو ہمارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال اور خدا کا ایک دن تھا۔

بائیبل میں بھی لکھا ہے کہ اے عزیزو! خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر[1]۔ اس سے اُوپر کی سطور میں آخری دنوں میں دین سے ہنسی مذاق کرنے والے خطاکاروں کا ذکر کیا گیا ہے جس سے مسیح دجال کی طرف اشارہ ہے اور ایک ہزار برس کے بعد ان کے عذاب کی میعاد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یوحنا عارف کے مکاشفہ میں اس کی مزید وضاحت موجود ہے لکھا ہے:۔

پھر میں نے ایک فرشتہ کو آسمان سے اُترتے دیکھا جس کے ہاتھ میں اتھاہ گڑھے کی کُنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی اس نے اس اژدھا یعنی پُرانے سانپ کو جو ابلیس ہے۔ پکڑ کر ہزار برس کے لئے باندھا اور اسے اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا۔ اور اس پر مہر کر دی تا کہ وہ ہزار برس کے پورے ہونے تک قوموں کو گمراہ نہ کرے اس کے بعد ضرور ہے کہ تھوڑے عرصہ کیلئے کھولا جائے[2] اس عبارت میں شیطان سے مسیح دجال مراد ہے۔ جسے ایک ہزار برس کے لئے باندھ دیا گیا۔ پھر لکھا ہے۔ کہ جب ہزار برس پُورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا۔ اور

---

[1] پطرس باب ۳ آیت ۸ تا ۹۔ [2] مکاشفہ باب ۲۰ آیت ۱ تا ۳

ان قوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہوں گی یعنی یاجوج و ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔ ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی اور قوموں کی لشکرگاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گی۔"[1]

ان تصریحات سے واضح ہے کہ قرآن اور بائیبل دونوں اس پر متفق ہیں۔ کہ یاجوج و ماجوج کا خروج ایک ہزار سال گذرنے پر ہوگا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار سال گذر چکا تو گیارھویں صدی ہجری یا سترھویں صدی عیسوی کے آغاز میں انہی وحشی اقوام کی نسلیں جنہیں ذوالقرنین نے چھٹی صدی قبل مسیح میں کوہ قاف کے پیچھے سدّ کے ذریعہ مسدود کر دیا تھا۔ اور جنہوں نے مسیح کی بعثت کے بعد کے زمانوں میں مسیحیت قبول کر لی تھی اور جنہیں بعد میں اسلام کی آمد کی وجہ سے گوشہ نشین ہونا پڑا تھا۔ آخر زمانہ میں اسلامی حکومت کے کمزور ہونے اور مسلمانوں کے اسلام سے دور ہونے کی وجہ سے خروج کی اجازت ملنے پر تُرک علاقہ اور ایشیا کے زرخیز ملکوں میں اُتر پڑیں اور جس طرح ان کے خروج اوّل کے زمانہ میں ایشیا کے لوگ ان کے فساد اور ان کی لوٹ مار سے تنگ تھے اسی طرح اب خروج ثانی کے زمانہ میں ایشیا کے لوگ ان کے فساد اور ان کی لوٹ کھسوٹ سے تنگ ہیں اور جس طرح پہلے ذوالقرنین اول کے سوا کوئی اور ان کے فساد اور لوٹ مار کو روک نہ سکا تھا۔ اسی طرح اب ان کے خروجِ ثانی کے زمانہ میں جو پہلے سے زیادہ وسیع اور شدید ہے۔ سوائے ذوالقرنین ثانی کے جسے خود خدا مبعوث کرے اور وہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے کوئی اور ان کے فساد اور ان کے مذہبی اور سیاسی فتنوں کو روک نہیں سکتا تھا۔ اس واسطے ان کے خروج اور غلبہ کے وقت اللہ تعالےٰ نے فضل کیا کہ ذوالقرنین ثانی یعنی مسیح موعود و مہدی مسعود کو عین موقعہ پر کھڑا کر دیا جس نے مابین روحانی دیوار بنا کر لوگوں کو بچا لیا۔

دریا کی راہ سے آئیں گے آیت مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ۔ جو مع تشریح آگے آئیگی حَدَب کے معنے سمندر کے بھی ہیں یعنی یاجوج و ماجوج دریا یا سمندر کے راستہ سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا۔ "نصاریٰ دریا کی راہ سے آئیں گے"[2] یاجوج و ماجوج کو شناخت کرنے نیز یہ کہ وہ نصاریٰ ہی ہیں جن کے بارے میں یہ ایک اہم علامت بتلائی گئی ہے جغرافیہ دان لوگ جانتے ہیں اور ہم عام لوگوں نے بھی بچپن میں سُنا کرتے تھے کہ یاجوج و ماجوج کوہ قاف کے پیچھے شمال میں رہتے ہیں۔ کوہ قاف

[1] مکاشفہ یوحنا باب ۲۰ آیت ۷ ۔ [2] اقتراب الساعۃ فی آثار القیامۃ از نور حسن خاں ص۸۵

بحیرۂ اسود جسے بحیرہ کیسپین بھی کہتے ہیں کے درمیان واقع ہے۔ اور اس کے شمال میں روس یورپ فن لینڈ۔ سویڈن۔ ناروے۔ منگولیا اور سائبیریا کا علاقہ بھی کوہ قاف کے پار ہے اور اس کے آر ایشیائی مشرقی اقوام آباد ہیں۔ گویا کوہ قاف شمالی یورپین اقوام اور مشرقی ایشیائی اقوام کا سنگھم ہے۔ بلکہ جیسا کہ روایت میں آتا ہے یہ زمین کی حد ہے اس سے پرے دوسری دُنیا آباد ہے۔ یہ ایشیائی جنوبی اقوام کے لئے پھاٹک یا دروازہ ہے[1]

یورپین شمالی اقوام یہیں سے ایشیائی اقوام پر حملہ آور ہوتی تھیں اور یہیں ذوالقرنین نے ان شمالی اقوام کے حملوں سے ایشیا کو محفوظ کرنے کے لئے دیوار بنائی تھی۔ کوہ قاف کے دونوں طرف بحیرہ خضر اور بحیرہ اسود دو سمندر واقع ہونے کی وجہ سے یورپین اقوام مشرق میں آنے سے مسدود ہو کر گویا محصور ہو گئیں اب انہوں نے سمندری راستہ سے مشرق میں آنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اس مقصد سے انہوں نے بحری جہاز بنائے اور بحری وسائل میں ترقی کی۔ کیونکہ ایسا کرنے کے بغیر وہ مشرق میں آنے سے عاجز تھے۔ پیشگوئی میں جو مذکور ہوا کہ نصاریٰ دریا کی راہ سے آئیں گے اس میں بھی اشارہ تھا کہ نصاریٰ بحری سفروں اور وسائل میں ترقی کرتے کرتے اتنی فوقیت حاصل کر لیں گے کہ مسلمانوں پر غالب آئیں گے۔ مشرق اور یورپ کی تاریخ پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ پندرھویں صدی کے اواخر میں پرتگال اور یورپین ممالک میں احیاءِ علوم کی تحریک شروع ہوئی اور ان میں صنعتی انقلاب آیا۔ جس کے نتیجہ میں انہوں نے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی جدوجہد شروع کی اور مشرقی ممالک سے بھی وسیع پیمانہ پر تجارتی کمپنیوں کے ذریعہ کاروبار کرنے لگے جس وقت مسیحی دنیا میں انقلاب آ رہا

[1] قرآن کریم کی پچاسویں سُورۃ کا نام سورۃ قٓ (قاف) ہے۔ اسی حرف سے وہ شروع ہوتی ہے۔ طبری۔ ابوالفدا۔ قزوینی اور ابن الوردی نے اس سلسلہ میں کئی روایات نقل کی ہیں۔ جوئن بول نے دائرۃ المعارف اسلامیہ میں اس پر آرٹیکل لکھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ قاف وزمین کے درمیان تاریکی کا حلقہ ہے جو پانی کا ہے۔ جس کا نام بحر محیط یا بحر اوقیانوس ہے۔ یہ پہاڑ زمین کو تھامے ہوئے ہے زمین کی انتہائی حد ہے۔ اس کے بعد دوسری دنیا شروع ہوتی ہے۔ جس کی زمین چاندی کی ہے۔ اور ایک زمین سونے کی بھی ہے۔ اس سے یورپین ممالک سے چاندی اور سونا نکلنے کی طرف اشارہ کیا ہے جو جغرافیہ کی رُو سے ان ممالک سے کثرت سے نکلتا ہے اس وجہ سے ان ملکوں نے صنعتی ترقی میں کمال حاصل کیا ہے مشرقی اقوام کی روایات میں بھی اسی طرح کی روایات موجود ہیں۔ بدھ روایات میں ہے کہ دجال کوہ قاف کے پار رہتا ہے جو پہلے ایشیا میں حکومت کرتا تھا۔ ایرانی لٹریچر میں کوہ البرز کے متعلق ایسی ہی روایات ہیں۔ یونانی کوہ اولمپس کے بارے میں ایسی ہی روایات رکھتے ہیں۔ اوستا میں ہے کہ قاف تمام پہاڑوں کی بنیاد ہے اور اس میں ایک جھیل

تھا۔ اس وقت یورپ افریقہ اور ایشیا میں تجارت عربوں کے ہاتھ میں تھی جو تینوں براعظموں میں خشکی اور بحری راستوں سے تجارت کرتے تھے۔ عربوں کے جہاز بحیرہ روم۔ اوقیانوس، بحیرہ قلزم۔ بحیرہ عرب بحیرہ ہند اور بحرالکاہل میں چکر لگاتے اور تجارت کرتے تھے ہندوستان کا مال تجارت اسلامی ملکوں سے گزر کر یورپ جایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں یورپ میں مشرقی ملکوں کی سب سے بڑی منڈی وینس اور جنیوا تھی۔ پندرھویں صدی عیسوی میں پرتگال والوں نے اس منڈی پر حریصانہ نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔ اور اس پر قبضہ جمانا چاہا کہ مشرقی ملکوں کی تجارت و دولت ہاتھ آسکے۔ وینس اور جنیوا کے لوگ مشرقی ملکوں کا سامانِ تجارت یورپ میں جاکر فروخت کرتے تھے جس سے وہ بڑے مالدار بن گئے۔

ادھر پندرھویں صدی عیسوی میں عثمانی ترکوں نے یورپ میں فتوحات حاصل کیں یہاں تک کہ سمندری راستہ سے حملہ کرکے عیسائیوں کے قدیم مرکز قسطنطنیہ کو فتح کرلیا۔ جو تیرہ سو سال سے متعدد کوششوں کے باوجود فتح نہیں ہوسکا تھا۔ سلطان محمد فاتح (۱۴۵۱ء تا ۱۴۸۰ء) بحری بیڑہ لیکر قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور خشکی میں چھ میل تک لکڑی کے تختے ڈال کر انہیں روغن اور چربی سے چکنا کیا اور حملے کا اعلان کردیا۔ رومیوں نے دیوانہ وار مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ آخر قیصر مارا گیا اور قسطنطنیہ فتح ہوگیا۔ جس کے فاتح کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی۔ اس طرح مشرقی بحیرۂ روم بھی ترکوں کے قبضے میں آگیا۔ اور مغربی یورپ کے لئے تجارت کی آزادی باقی نہیں رہی۔ اب یورپ کو ترکوں سے اجازت لے کر سامان لے جانا پڑتا تھا۔ اس لئے تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے یورپین ممالک میں مقابلہ کی دوڑ شروع ہوگئی اور انہیں بحری وسائل میں ترقی کرنے ایک دوسرے سے بڑھنے اور سمندری راستے تلاش کرنے کا شوق دامنگیر ہوگیا۔ انہوں نے خشکی کے راستوں کے علاوہ مشرقی ممالک میں نفوذ حاصل کرنے کے لئے بحری راستے تلاش کرنے شروع کئے۔ ہندوستان جسے تاجر گروہ "سونے کی چڑیا" کہا کرتے تھے میں نفوذ حاصل کرنے کے لئے کولمبس، بارتھولومیوڈیز واسکوڈے گاما اور میگلان پہلے عیسائی تھے جنہوں نے اس کی تلاش میں جانکاہی سے بحری سفر کئے اور بالآخر افریقہ کے ساحل کے گرد پانچہزار میل کا چکر کاٹنے کے بعد ایک عرب ملاح کی مدد سے ہندوستان

بقیہ حاشیہ ص ۱۷۵: ۔ یہی ہے ہندوؤں کے پرانوں میں لوکالوک نامی پہاڑ کا ذکر آتا ہے چینی مذہب کی روایات میں مانوسوتر نامی پہاڑ کا ذکر کیا گیا ہے جسے انسانی آبادی کی آخری حد سمجھا جاتا ہے۔ قدیم عبرانی اور بابل والوں کے ہاں بھی یہی روایتیں رائج تھیں معلوم ہوتا ہے کہ تمام قوموں کو کوہ قاف کے پار دجال اور یاجوج ماجوج سے ڈرایا گیا تھا ان روایات کے عام ہونے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

میں بحری راستہ سے پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ ہندوستان میں وسیع پیمانہ پر تجارت شروع کی۔ اور اتنے مالدار بن گئے کہ یہاں کی مسلم حکومت میں دخل اندازی شروع کردی اور رفتہ رفتہ تخت حکومت پر قبضہ کرلیا۔

افریقہ کے گرد پانچ ہزار میل کا لمبا بحری سفر کرکے آنا پڑتا تھا اس لئے انہوں نے اس سے کوئی چھوٹا راستہ بنانے کی جدوجہد شروع کی۔ اسی منصوبہ کے تحت مصر سے نہر سویز کھودی گئی اس میں مصری مزدوروں نے دس سال تک کام کیا ایک فرانسیسی انجینئر فردی ننددی لیسس نے ۱۸۵۲ء سے تا ۱۸۶۲ء دس سال میں اپنی نگرانی میں اس کام کو مکمل کیا۔ اس کی تعمیر پر چھبیس کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ اس سے پانچہزار میل کے بحری سفر کا لمبا فاصلہ کم ہوگیا۔ اسی راستہ سے برطانیہ۔ امریکہ۔ فرانس اور دوسری بڑی بڑی یورپین طاقتوں کے مال بردار جہاز تیل و پٹرول بردار جہاز (ٹینکرز) گزرتے ہیں اور یہ شاہراہ عالمی اہمیت کی حامل بن چکی ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ رحمان میں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کے بلیغ الفاظ میں مشرقی اور مغربی اقوام کو اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمتیں یاد دلاتے ہوئے اشارہ کیا تھا کہ آخری زمانہ میں مشرق و مغرب کے تعلقات وسیع ہوجائیں گے۔ اور دو زبردست طاقتیں زمین پر غلبہ حاصل کریں گی جن کی کشمکش سے مغرب و مشرق متأثر ہوں گے فرمایا

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۔ الخ

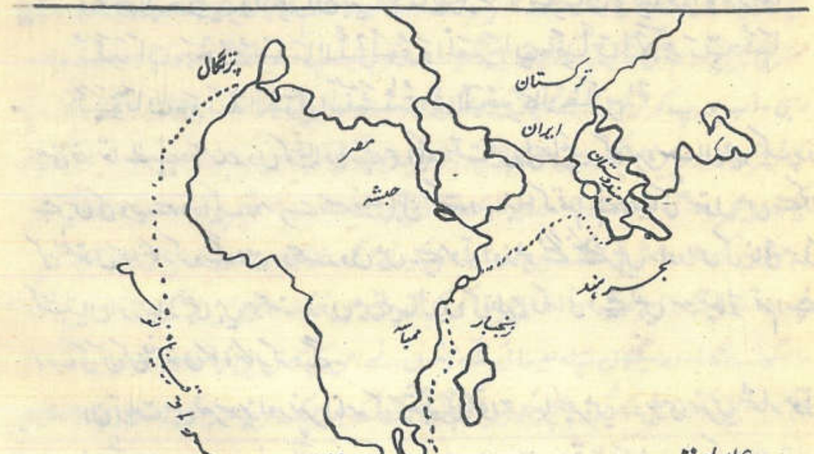
یعنی خدا تعالےٰ نے دو سمندروں کو چلا دیا ہے جو ایک وقت میں مل جائیں گے سردست ان میں ایک پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے نہیں مل سکتے۔ اب بتاؤ کہ تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کن کن نعمتوں کا انکار کروگے ان دو سمندروں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ اور اس کی بنائی ہوئی کشتیاں اور جہاز بھی ہیں جو سمندروں میں پہاڑوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں سو بتلاؤ۔ تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے۔

ان آیات میں نہر سویز اور نہر پانامہ کی پیشگوئی تھی جو دنیا بھر میں دو بڑی نہریں شمار ہوتی ہیں۔ نہر سویز مصر میں اور نہر پانامہ امریکہ میں ہے۔ ان سے دو قریبی سمندروں کی علامت یہ بتلائی کہ ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں سویز اور پانامہ سے بکثرت نکلتی ہیں اور دونوں نہروں سے بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کو ایک طرف سے ملا دیا۔ اور دوسری طرف بحر اوقیانوس

اور بحرالکاہل کو ملا دیا ہے۔

یورپین ممالک صنعتی ممالک ہیں اور غلّہ اور اشیاء ضروریات ۹۵ فیصد بیرونی ممالک سے منگوانی پڑتی ہیں۔ صنعت و حرفت جہازوں، موٹروں، ریلوں اور مشینوں کا دارومدار پٹرول اور مٹی کے تیل پر ہے جن کا منبع ایران۔ عراق۔ مصر۔ کویت اور دیگر عربی ممالک ہیں جن میں اللہ تعالٰے نے پٹرول اور تیل کے دریا بہا کر مالا مال کر دیا ہے۔ اور یورپین تیل کمپنیاں اور پٹرول کمپنیاں ان ممالک سے ٹینکرز یعنی تیل بردار جہازوں اور مال بردار جہازوں کے ذریعہ لاکھوں ٹن ماہوار تیل لے کر نہر سویز سے گزرتے ہیں۔ اگر چند دن کے لئے بھی نہر سویز بند ہو جائے تو یورپین ممالک کو لاکھوں روپے کا نقصان ہوتا ہے اور قحط کی صورت نمودار ہو جاتی ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یورپین ممالک کے لئے نہر سویز کی ضرورت و اہمیت کیا ہے۔ نیز یہ کہ کس آب و تاب سے قرآن و حدیث کی مذکورہ پیشگوئیاں پُوری ہو گئیں جن میں آج سے تیرہ سو سال پہلے سمندروں کو ملانے نہروں کو نکالنے اور پہاڑوں کی مانند جہاز چلانے کی خبریں دی گئی تھیں اور ساتھ ثَقَلَانِ یعنی امریکی و روسی طاقتوں کو خبردار کیا گیا تھا کہ اگر انہوں نے میری نعمتوں کی ناشکری کی تو تباہ کر دیئے جائیں گے۔

نقشہ بحری سفر واسکوڈی گاما برائے تلاشِ ہندوستان



علامات :-

واسکوڈے گاما کا بحری راستہ تلاشِ ہندوستان میں ....

از پرتگال تا ہندوستان جس سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ نصاریٰ دریا کی راہ سے آئیں گے۔

سائبیریا اور منگولیا کا وسیع و عریض علاقہ بھی کوہ قاف کے پار ہے۔ جہاں سے قدیم آریائی اقوام نکل کر چین یورپ اور ہندوستان کی طرف پھیل گئیں۔

لفظ منگولیا کی ابتدائی شکل منگول تھی۔ قدیم نام "موگ" ہے جو چھ سو برس قبل مسیح یونانیوں میں "میگ" اور "میگاگ" پکارا جاتا ہوگا اور یہی عبرانی میں "ماجوج" ہوگیا۔ یورپ کی زبانوں میں بھی یاجوج اور ماجوج کو "Gog" اور "Magog" (گاگ اور میگاگ) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

چین کی تاریخ میں ہمیں اس علاقہ کے ایک اور قبیلہ کا ذکر بھی ملتا ہے جو یُوٗ - آ ہ - چی (YU-AH-CHI) کے نام سے پکارا جاتا تھا یہی یُوٗ آہ چی ہے جس نے مختلف قوموں کے مخارج و تلفظ سے گزر کر کوئی ایسی شکل اختیار کر لی تھی کہ عبرانی میں "یاجوج"[1] ہوگیا۔

کوہ قاف سے پیچھے قدیم زمانوں سے کشمیر اور دیگر ایشیائی ملکوں میں پریوں اور حسین و جمیل مخلوق کی آبادی کے افسانے زبان زد ہیں جنہیں ہم بچپن میں بھی بزرگوں سے سُنا کرتے تھے اب ان افسانوں کی حقیقت معلوم ہوئی ہے۔ دراصل وہ پریاں اور حسین و جمیل مخلوق یہی مسیحی یورپین اقوام کے مرد اور عورتیں ہیں جو سفید فام اور خوبصورت رنگ و روپ رکھنے کی وجہ سے مشہور ہوئے اور آج بھی ایشیائی ملکوں میں انہیں جب بازاروں اور گزرگاہوں سے گزرتے دیکھا جاتا ہے تو خواص و عوام کی حیران کن اور متعجبانہ نظریں ان حسین و جمیل چہروں اور رنگ و روپ کو دیکھتی رہجاتی ہیں۔

دیوارِ یاجوج و ماجوج میں زمانہ نبویؐ ہی میں سوراخ ہونا شروع ہوگیا تھا

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دیوار یاجوج و ماجوج ابھی تک نہیں کھلی اور نہ ابھی یاجوج و ماجوج نکلے ایسے لوگ نہ تاریخ سے واقف ہو سکتے ہیں نہ درحقیقت دین سے مَس رکھتے ہیں۔ احادیث میں آیا ہے کہ زمانۂ نبویؐ میں ہی یاجوج و ماجوج کی دیوار میں سوراخ یا شگاف ہونا شروع ہو چکا تھا چنانچہ زینب بنتِ جحش کی روایت جو بخاری اور مسلم میں ہے صاف ہے آپ راوی ہیں کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْھَا یَوْمًا فَزِعًا یَقُوْلُ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ
یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلَ ھٰذِہٖ وَحَلَّقَ بِاَمَا بَعِیْدِ الْاَبْھَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْھَا
قَالَتْ زَیْنَبُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَنُھْلِکُ وَفِیْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ

[1] تفصیل ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد جلد ۲ سُورۂ کہف میں موجود ہے۔

نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ [1]

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن آپ کے ہاں تشریف لائے آپؐ پر گھبراہٹ تھی۔ اور فرماتے تھے عربوں کے لئے افسوس! کیونکہ وہ شر قریب ہو گیا ہے جو دیوار یاجوج و ماجوج کے ٹوٹنے سے ایک دن ان کو پہنچنے والا ہے اور آج کے دن سے یاجوج و ماجوج کی دیوار کھل گئی اور اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ کی انگلی کو حلقہ بنا کر فرمایا کہ اس طرح۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہم میں صالح لوگ موجود ہوں۔ فرمایا ہاں یہ اس وقت ہو گا جبکہ خبث کثرت سے ہو گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حوادثِ زمانہ سے دیوار ذوالقرنین میں زمانہ نبویؐ ہی میں سوراخ ہونے لگا تھا۔ اور وہ کھلنی شروع ہو چکی تھی۔ جسے اللہ تعالےٰ نے بذریعہ مکاشفہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلا دیا۔

چونکہ دوسری حدیث کی رُو سے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ [2] یعنی قیامت اور میں باہم ان دو انگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہیں۔ آپ قیامت کی علامت تھے اور آپ کے بعد قیامتِ صغریٰ یعنی مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کے ظہور کا زمانہ قریب آ رہا تھا اسلئے دیوار یاجوج و ماجوج بھی کھلنی شروع ہو گئی تھی جس پر آپؐ نے عربوں کو جن پر سخت مشکلات آنے والی تھیں خبردار کیا۔ اور اپنی انگلی کا انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بنا کر فرمایا۔ کہ عرب کے لئے افسوس! کیونکہ وہ شر قریب آ گیا ہے جو دیوار یاجوج و ماجوج کے ٹوٹنے سے عنقریب ان کو پہنچنے والی ہے۔ آخر حدیث میں آپ کا یہ فرمانا کہ کثرتِ خبث ظاہر ہونے پر عرب ہلاک ہوں گے اس طرف اشارہ تھا کہ عربوں کی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں ان کی ہلاکت ہو گی۔ جب ان میں خبث کی کثرت ہو گی۔ تب اللہ تعالےٰ یاجوج و ماجوج کو ان کی سزا کے لئے کھول دے گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں مغربی طاقتوں کی مدد سے فلسطین میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ جس نے عربوں کو شکست دے کر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور شاہ حسین والیٔ اُردن نے بیان دیتے ہوئے صاف کہا ہے کہ یہ ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا مل گئی ہے۔

زینب بنتِ جحش کی مذکورہ حدیث میں جو آیا ہے کہ حضورؐ نے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا اس سے بعض بزرگان امّت نے دس صدیاں مراد لی ہیں اور لکھا ہے کہ دس صدیاں یعنی ایک ہزار سال گذرنے پر یاجوج و ماجوج کا خروج ہو گا۔ چنانچہ محمد حسن امروہوی تفسیر معالمات الاسرار فی مکاشفات الانبیاء میں لکھتے ہیں:۔

[1] بخاری و مسلم۔ [2] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب الفتن صفحہ ۴۸

وور روایت ابن ماجہ عقد عشر است و ایں بفہم راویان است مگر ایں قدر ضرور است کہ حلقہ ابہام باسبابہ فرمودہ خواہ از دست راست خواہ از دست چپ است کہ بہ ہزار اشارت است [1]

اور ابن ماجہ کی روایت میں دس کی گرہ یعنی حلقہ ہے اور یہ راویوں کی سمجھ پر ہے مگر اتنا ضرور ثابت ہے کہ حلقہ ابہام کا سبابہ کے ساتھ کیا گیا تھا خواہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے خواہ بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے مگر انجیل کے مطابق بظاہر بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے حلقہ فرمایا تھا کہ جس سے ہزار (سالی) کا اشارہ ہے۔

محقق موصوف نے انجیل کی جس ہزار سال والی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں [2]

مولانا انور شاہ کشمیری فاضل دارالعلوم دیوبند (المنقلب ابوحنیفہ ثانی) نے بھی روس اور برطانیہ کو یاجوج و ماجوج قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ دیوار ذوالقرنین ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں:۔ واعلم انّ یاجوج وماجوج لایبعد ان یکونوا اھل روسیا و برطانیہ والمراد من خروجھم حملتھم وقد خرجوا مرارًا فان تیمر وچنگیزخان وھلاکو کلّھم کانوا من یاجوج وماجوج و لم ارفعلھم ببنی اٰدم الا التدمیر واستباحة بیضتھم ولعلھم یخرجون من نسلھم فی زمن قدّرہٗ اللہ تعالیٰ فَیَبْعَثُوْنَ فی الارض مفسدین واما السّد فقد اِنْدَكَّ الیوم وحققت فی رسالتی عقیدة الاسلام ان ھٰؤلاء لیسوا الا من بنی اٰدم وان المراد من خروجھم لیس الّا خروجھم علی وجه الفساد وانّ السّدّ لیس بمانع من خروجھم الیوم ایضًا۔ [3]

ترجمہ:۔ جان لے کہ بعید نہیں ہے۔ کہ یاجوج و ماجوج اہل روس اور اہل برطانیہ ہوں۔ ان کے خروج سے مراد ان کا حملہ کرنا ہے اور وہ کئی دفعہ خروج کر چکے ہیں۔ تیمور، چنگیز خاں اور ہلاکو سب یاجوج و ماجوج ہی سے تھے اور ان کا کام بنی آدم کی ہلاکت اور ان کی نسلوں کو مباح سمجھنا ہی تھا اور شاید انہی کی نسل سے یاجوج و ماجوج مقدر زمانہ میں خروج کریں گے اور زمین میں فساد کریں گے

[1] معالمات الاسرار صفحہ ۸۶ مطبوعہ رضوی دہلی۔ [2] مکاشفہ یوحنا باب ۲۰۔ [3] فیض الباری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۴۳۷ مطبوعہ دارالمامون ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۸ء۔

رہی دیوار (جو یاجوج وماجوج کے لئے بنائی گئی تھی۔ ناقل) وہ آج ٹوٹ پھٹ گئی ہے اور مَیں نے اپنے رسالہ عقیدۃ الاسلام میں ثابت کیا ہے کہ یاجوج وماجوج بنی آدم ہی سے ہیں۔ اور ان کے خروج سے مراد فساد کی نیت سے نکلنا ہے اور دیوار آج بھی ان کے نکلنے میں مانع نہیں ہے۔

اس عبارت سے ان لوگوں کی بھی تغلیط ہوجاتی ہے جنہوں نے مولانا موصوف سے یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ صرف تاتاریوں ہی کو یاجوج ماجوج سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ صاف لکھ رہے ہیں کہ اغلباً تاتاریوں کی نسل سے وہ یاجوج وماجوج ہوں گے جو مقدّر زمانہ میں نکلیں گے اور کچھ بعید نہیں کہ وہ روس اور برطانیہ کی سیاسی طاقتیں ہوں۔

مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہاروی اور بعض دیگر علماء نے بھی یہی لکھا ہے کہ یاجوج وماجوج کی دیوار مدّت ہوئی ٹوٹ پھٹ گئی ہے۔ اور اس کے کھنڈر سیاح مشاہدہ کرتے چلے آئے ہیں[1]

سدّ ذوالقرنین ٹوٹنے اور یاجوج وماجوج کے خروج کے بارے میں ایک غیراز جماعت محقق عالم مولانا ابوالجمال احمد نے بھی "حکمتِ بالغہ" نامی کتاب میں تفصیل سے بحث کی ہے۔ جس میں انہوں نے اوّل ثابت کیا ہے کہ جس نے دیوار یاجوج وماجوج بنائی تھی وہ فارس کا بادشاہ کورش (فورس) تھا۔ پھر لکھا ہے کہ یہ دیوار اب ٹوٹ چکی ہے۔ جو کوہ یورال کے ایک مقام اورن برگ کی گھاٹی پر بنائی گئی تھی جس کے ایک طرف روسی یاجوج اپنی بقیہ گیلانی رعایا ماجوج کو لے کر اورن برگ کی گھاٹی سے اُتر کر تاتاریوں کو لوٹتے تکلیف دیتے اور تاخت وتاراج کرتے پھرتے تھے اور مظلوم تاتاری ان کا کچھ نہ کرسکتے تھے۔ جب ذوالقرنین کا ادھر گزر ہوا تو ان تاتاریوں نے ان سے ان وحشی قوموں کے ظلم سے بچنے کے لئے یہ دیوار بنانے کی درخواست کی جس پر ذوالقرنین نے دیوار بنادی۔ اس کے بعد مولانا موصوف لکھتے ہیں:۔

بعض مفسرین نے جو یہ کہا ہے کہ سدّ قیامت سے پہلے ٹوٹے گی اور اب تک نہیں ٹوٹی ہے۔ بالکل مہمل بات ہے۔ اوّلاً اس واسطے کہ قرآن وحدیث میں کہیں اس کا کوئی اثر نہیں۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ اب تک نہ ٹوٹنے کا دعویٰ تو عدم تاریخ دانی کی دلیل ہے۔ رہی یہ بات کہ قیامت سے پہلے ٹوٹیگی یہ صحیح ہے۔ چنانچہ اب قیامت سے پہلے ہی ٹوٹ چکی ہے۔ ثالثاً اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں صاف فرمایا گیا ہے۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَہٗ دَکَّآءَ۔ یعنی جب پروردگار کا وعدہ آجائیگا تو وہ سدّ کو ڈھا کر برابر کردے گا۔ اس آیت میں کہیں وقت کی تعیین نہیں کی گئی ہے۔ کہ فلاں

[1] قصص القرآن

وقت سدّ ٹوٹ جائے گی بلکہ صرف ایک پیشگوئی ہے کہ آئندہ کسی وقت بھی سدّ ٹوٹ جائے گی۔ چنانچہ وہ ٹوٹی اور اب ٹوٹی ہوئی سیّاحوں کو نظر آتی ہے۔ رابعاً اس وجہ سے کہ مفسرین کا یہ دعویٰ ایک نہایت صحیح اور صریح حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ام المؤمنین زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز ان کے پاس آئے خدا کی پناہ مانگتے ہوئے۔ درآنحالیکہ فرماتے تھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ افسوس ہے! عرب کے لئے اس شر سے کہ جو قریب آگیا ہے۔ کہ آج یاجوج وماجوج کی سدّ اس (انگلی) کی طرح ٹوٹ گئی۔ اب اس حدیث نبویؐ نے صاف طور پر کھلے الفاظ میں صراحت کردی کہ سدّ ذوالقرنین یا سدّ یاجوج وماجوج خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ٹوٹ چکی تھی جس کی خبر اس وقت تک کیا زمانہ دراز تک اہل عرب کو معلوم نہ ہوئی اور اب تک مفسرین کا ایک گروہ یہی کہتا چلا جاتا ہے۔ کہ سدِّ ذوالقرنین نہیں ٹوٹی۔ بلکہ قیامت سے چند سال پہلے ٹوٹے گی حالانکہ پیغمبرؐ نے اپنے مکاشفہ اور رُوحانی قوت سے معلوم کرکے اس وقت خبر دے دی جس وقت وہ سدّ ٹوٹ گئی۔ تاتاریوں کا مادی تارآد غیرہ روس کے پورب کی طرف واقع ہے۔ اور روس اور تارآ کے بیچ میں کوہ یرال حائل ہے۔ کوہ یرال کے آخری سرے پر دکھنی اور پچھم کے کونے پر اورن برگ کی گھاٹی ہے۔ اور اس گھاٹی میں سے ہوکر روسی یاجوج اور گیلانی ماجوج تاتاریوں کے ملک میں اُتر آتے تھے۔ ذوالقرنین نے تاتاریوں پر رحم کھا کر اسی گھاٹی کو روک کر تیس میل کی لمبی[1] ایک آہنی سنگین دیوار اور نہایت مضبوط سدّ تعمیر کردی جس سے روسیوں کا آنا قطعاً موقوف ہوگیا۔ کیونکہ اب تاتاریوں کے ملک میں آنے کے لئے کوئی راستہ باقی نہ رہا تھا۔

اگرچہ قرآن وحدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ سدّ ٹوٹ گئی مگر آثار صریحہ ہنوز باقی ہیں اور اب تک کوہ یرال کے شمال وجنوب میں منزلوں میں تین تین میل کے فاصلہ پر ٹوٹے ہوئے قلعہ اور سدّ کے منہدم آثار موجود ومشاہد ہیں۔ جو سیّاحانِ عالم کے سامنے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی صداقت کو پیش کئے بغیر نہیں رہتے۔[2]

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یاجوج وماجوج ذوالقرنین کی دیوار کو روز کھودتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بالآخر نقب لگا کر اس میں سے نکل پڑیں گے۔ وہ روایت یوں ہے:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان یاجوج وماجوج یحفرون الردم کل یومٍ حتی اذا کادوا ان یروا شعاع

[1] پیچھے گزرچکا ہے کہ یہ دیوار دراصل پچاس میل لمبی ہے (ناقل)۔ [2] حکمتِ بالغہ از صفحہ ۵۹۳ تا صفحہ ۵۹۶ طبع مصر

الشمس قال الذی علیہم ارجعوا فستحفرونہ غداً ان شاء اللہ فیعودون
الیہ وھو کھیئتہ التی ترکوھا بالامس فیخرجون علی الناس فیشفون
المیاہ ویتحصن الناس فی حصونھم فیبعث اللہ علیہم نغفاً علی
اعناقھم فیھلکم اللہ بھا۔[1]

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج ہر روز دیوار کو کھودتے ہیں۔ یہانتک کہ سورج کی شعاعیں دیکھنے کے قریب پہنچتے ہیں۔ ایک اُن میں سے جو ان کے کام کا نگران ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ واپس ہو جاؤ۔ اب کل ضرور تم دیوار کو کھود کر رہو گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس دیوار کو اپنی سابق حالت میں موڑ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ان کی مدت آپہنچتی ہے۔ پھر وہ کھودتے ہیں۔ یہانتک کہ وہ سورج کی شعاعیں دیکھنے کے قریب پہنچتے ہیں۔ پھر ان کا نگران ان سے کہتا ہے کہ چلو واپس چلو۔ اللہ نے چاہا تو کل تم دیوار ضرور کھود و گے۔ پھر وہ جب اس کی طرف مڑیں گے اور وہ اسی حالت میں ہوگی۔ جس میں کل انہوں نے اسے چھوڑا تھا۔ پھر لوگوں پر خروج کریں گے اور پانی چاٹ لیں گے۔ لوگ اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہوں گے۔ پھر اللہ تعالےٰ ان پر گردن کی بیماری بھیجدے گا۔ اور اس سے ان کو ہلاک کردے گا۔

مفسرین ومحدثین نے اس روایت پر جرح کی ہے اور تصریح کی ہے کہ یاجوج وماجوج کا دیوارِ ذوالقرنین میں نقب لگانے والی روایت قرآن وحدیث کی تصریحات کے مطابق نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر نے سورۂ کہف کی آیت وما استطاعوا لہ نقباً کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ کہ یاجوج وماجوج سدّ ذوالقرنین پر نہ چڑھ سکیں گے نہ اس میں نقب لگا سکیں گے۔ اس کے بعد ابو ہریرہؓ کی اس مرفوع حدیث کو نقل کیا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یاجوج وماجوج ہر روز دیوار کو کھودتے رہتے ہیں یہاں تک کہ بالآخر وہ اس دیوار سے نکل پڑیں گے۔ اور لکھا ہے کہ یہ حدیث قتادہ سے بھی مروی ہے اور اسے ابن ماجہ نے ابورافع سے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے بھی ابی قتادہ سے روایت کیا ہے۔ مگر کہا ہے کہ غریب ہے اس طریق کے سوا اس کا کوئی اور طریق معلوم نہیں۔ اسناد اس کے صحیح اور قوی ہیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے میں اس میں نکارت ہے۔ کیونکہ آیت بتاتی ہے کہ وہ نہ دیوار پر چڑھ سکیں گے نہ اس میں نقب لگا سکیں گے سو یہ کعب احبار سے مروی ہے۔ اور یہ توجیہہ طلب ہے شاید ابو ہریرہؓ نے اسے کعب ہی سے لیا ہے۔ کیونکہ ابو ہریرہ اکثر اس کے

[1] تنبیہ الغافلین از نصر بن محمد سمرقندی ص۲۰۹ و ص۲۱۰

پاس بیٹھتے اور ان سے حدیثیں روایت کرتے رہتے تھے۔ پس ابو ہریرہ نے اسے کعب سے روایت کیا ہوگا۔ اور راویوں نے اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سمجھا ہوگا۔ حالانکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں ہے۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ میرے اس بیان کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جو زینب بنت جحش سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ "عربوں کی خرابی اس شر سے جو قریب ہے۔ آج کے دن دیوار یاجوج وماجوج کھولدی گئی اس حدیث پر بخاری ومسلم نے اتفاق کیا ہے اور ابو ہریرہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے"[1]

نقلی اور عقلی لحاظ سے گو یہ روایت بظاہر قرآنی منشاء اور دیگر احادیث کے خلاف نظر آتی ہے اور موجودہ زمانہ کے بعض علماء نے اس حدیث کو ردّ کر دیا ہے[2] مگر ہمارا موقف یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے احادیث میں تطبیق کا طریق اختیار کیا جائے۔ تطبیق ہو سکے تو پھر حدیث نبویؐ کو ردّ کرنے کی ضرورت نہیں۔

ہمارے نزدیک اس روایت میں جو واقعہ بیان ہُوا ہے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کشفی واقعہ ہے اور اگر اصول تعبیر رؤیا کے مطابق اس کی تعبیر کی جائے تو یہ قرآن وحدیث کے منشاء کے نہ صرف مطابق ہوگا بلکہ اس سے یاجوج وماجوج کے مزید حالات پر روشنی پڑتی ہے۔

اس کشفی پیشگوئی کی یہ تعبیر معلوم ہوتی ہے جو واقعات کے مطابق پوری ہوگئی کہ یورپین عیسائی اقوام اسلامی حکومتوں کی دیوار میں شگاف پیدا کر کے ایشیائی ملکوں میں غلبہ حاصل کرنے کی انتہائی جانکاہی کریں گے۔ مگر ناکام رہیں گے۔ یہاں تک کہ اسلامی حکومت کمزور ہو جائے گی۔ اور مسلمان اسلام سے دُور ہوتے چلے جائیں گے۔ تب اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے اس دشمن کو نکلنے کی اجازت دیگا جسے اب تک اس کے حالات اور اسلامی حکومتوں کی مضبوطی نے گویا زنجیروں میں باندھ کر رکھا تھا سو جب اسلامی حکومت کمزور ہوگئی اور مسلمان اسلام سے دُور ہوگئے اور وہ دیوار جو یاجوج وماجوج کو روکے ہوئے تھی اس میں شگاف پڑ گیا یعنی مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پیدا ہو گیا۔ تب اپنے مقدور وقت پر یاجوج وماجوج یعنی یورپین اقوام نکلنے اور غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں اور بہت سی ایشیائی اقوام ان کے ساتھ ہوگئیں کوئی روسی طاقت کی طرف اور کوئی امریکی طاقت کیطرف۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ کہ دجال کے ساتھ منگولی نسل کے خدوخال والی اقوام بھی ہوں گی۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

[1] تفسیر ابن کثیر ص۱۰۴-۱۰۵ جلد ۴ مطبوعہ مصر ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء۔ [2] دیکھو "آثار قیامت" از محمد بشیر صدیقی مارچ ۱۹۶۲ء مطبوعہ سیالکوٹ۔

"الدجال یخرج من ارض بالشرق یقال لها خراسان یتبعه اقوام کان وجوھھم المجان المطرقة" (ترمذی جلد ۲ - ابواب الفتن)

یعنی دجال مشرقی سرزمین سے نکلے گا۔ جسے خراسان کہیں گے اس کی تابع ایسی قومیں ہوں گی جن کے چہرے ٹوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔

اب ہم دیکھتے ہیں یہ خدوخال اس زمانہ میں ہو بہو منگول نسل کے ہیں آج مشرق بعید کی منگولین قومیں چین۔ منگولیا۔ منچوریا اور شمالی کوریا کے لوگ روسی اشتراکی بلاک میں شامل ہو چکے ہیں چونکہ اشتراکیت بھی فتنۂ دجّال کی ایک شاخ ہے۔ اس لئے اس فلسفہ کو ماننے والی قوموں کے خدوخال بھی بتلا دیئے ہیں جن میں اس وقت اشتراکیت جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہی ہے۔ اور پیشگوئی کے ظہور پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔ جن کو آج کل عام لوگ بوجہ اشتراکی ہونے کے جن کا قومی نشان "سُرخ رنگ" کا ہے "سُرخ چین" بھی کہتے ہیں۔

کس قدر حیرت انگیز پیشگوئی ہے کہ تیرہ سو سال قبل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے موجودہ زمانہ میں ظہور کرنے والی اقوام کا ہُوبہُو حلیہ بتلا دیا تھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّد۔

یاجُوج وماجُوج ایک دوسرے پر حملہ کرینگے

آیات مذکورہ میں یہ بھی فرمایا کہ جب خروج یاجوج ماجوج کا وقت آئے گا تو اللہ تعالےٰ پھر ان قوموں کو ترقی دے گا اور جنوب مشرقی ممالک میں وہ اس قدر غلبہ اور اقتدار حاصل کریں گی کہ ایک دوسرے سے باہمی مفادات ٹکرانے سے رقابت شروع ہو جائے گی اور اس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے خلاف حملہ کرینگی یہ مضمون آیت وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ سے نکلتا ہے کیونکہ عربی لُغت میں ماج موجًا کے معنے لکھے ہیں۔ بلند ہونا۔ برانگیختہ اور مشتعل ہونا اور دریا کی موجوں کا ایک دوسرے سے ٹکرانا اور جب قوم پر یہ لفظ استعمال کیا جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں قوم نے باہم اختلاف کیا۔ اور ان میں گھبراہٹ اور اضطراب پیدا ہُوا اور یہ معنی بھی ہوتے ہیں کہ انہوں نے باہم ایک دوسرے میں مداخلت کی اور ماج عن الحق کے معنے ہوتے ہیں کہ حق سے پھر گیا۔ اور ہٹ گیا۔ اور چڑھتی جوانی اور شباب پر بھی موج کا لفظ بولا جاتا ہے۔[1]

ان معنوں کے مطابق آیت کا مفہوم یوں ہوگا کہ (۱) یاجوج وماجوج غلبہ اور بلندی حاصل کریں گے (۲) وہ باہم مشتعل ہوں گے (۳) دریا کی موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے۔ اور حملے کریں گے۔

[1] المنجد (عربی) زیر لفظ ماج یموج موجًا ص ۸۴۱ مطبوعہ مصر

(۴) ان میں نظریاتی اختلاف ہوگا۔ (۵) ان میں اضطراب اور گھبراہٹ پیدا ہوگی۔ (۶) وہ قوموں کے معاملات میں دخل اندازی بھی کریں گے (۷) وہ حق سے پھر جائیں گے (۸) ان میں چڑھتی جوانی کی طرح مستی اور جوش ہوگا۔ یہ سارے معانی موجودہ یوروپین اقوام پر چسپاں ہوتے ہیں[1] کیونکہ یورپین اقوام نے سمندر پار سے آ کر مشرقی ملکوں میں غلبہ اور بلندی حاصل کی۔ ۱۹۱۴ء اور ۱۹۳۹ء کی دو عظیم اور عالمگیر جنگوں میں وہ باہم ایک دوسرے کے خلاف خوب لڑے اور زبردست آتشین اسلحہ اور ایٹم بم تک استعمال کیا۔ اس جنگ میں جرمنی کے خلاف آمریکہ۔ برطانیہ اور روس تینوں طاقتیں متحد ہو گئی تھیں اور تینوں نے مل کر اسے شکست دے دی۔ کیونکہ جرمنی صنعتی ترقی میں مشرقی ملکوں میں مقبولیت حاصل کرتا جا رہا تھا روس اور امریکہ دو مختلف نظریات کے علمبردار ہیں۔ روس اشتراکیت کا اور امریکہ سرمایہ دارانہ نظام کا اور دونوں نظریات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اشتراکیت سرمایہ دارانہ نظام کو مٹانا چاہتی ہے۔ اور سرمایہ دارانہ نظام کا علمبردار امریکہ و برطانیہ اشتراکیت کو مٹانے پر تُلے ہوئے ہیں اور دونوں طاقتوں نے مشرقی ملکوں میں اپنے اپنے حمایتی اور مددگار ملک بنائے ہوئے ہیں تا جب جنگ ہو تو ان میں سے ہر ایک کے زیادہ سے زیادہ دوست اور مددگار ہوں۔ روس ایک دہریہ طاقت بن گیا ہے اور مسیحیت کا منکر ہے اور باقی یورپین ممالک جھوٹی مسیحیت کا دم بھرتے ہیں۔ دونوں طاقتیں تیسری جنگ کے لئے زبردست آتشین اسلحہ اور ایٹم بم، میزائیل اور راکٹ اور ہیبتناک ہتھیار تیار کر رہے ہیں۔ ان میں اضطراب اور گھبراہٹ بھی ہے۔ باوجود عالمی غلبہ کے ان کے دل و دماغ امن و سکون سے عاری ہیں وہ دن رات امن۔ امن۔ امن پکارتے ہیں مگر کہیں بھی امن قائم نہیں ہوتا۔ جتنا امن۔ امن۔ امن پکارتے ہیں اتنا ہی خود ہی بے امنی اور فسادات پھیلانے کے موجب بنتے ہیں۔ سیاسی غلبہ حاصل کرنے کے بعد مشرقی ملکوں کے اندرونی معاملات میں مالی امداد کے بہانے سے دخل اندازی بھی کرتے ہیں۔ حق سے بھی پھرے ہوئے ہیں۔ رُوس تو کھلم کھلا بے دین ہے۔ اور بقیہ ممالک جھوٹی مسیحیت کا ڈھول پیٹ رہے ہیں۔ اور دینِ اسلام جو حق اور صراطِ مستقیم ہے کو نہ صرف یہ کہ قبول نہیں کرتے بلکہ اُسے مٹانے پر تُلے ہوئے ہیں۔

[1] قرآن کی صریح آیات اور احادیث نبویہ اسحابات کی مؤید ہیں کہ یاجوج وماجوج دو غیر مسلم اور مسلمانوں کی دشمن قومیں ہیں جو باہمی لڑ کر تباہ ہونگی جس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو تاتاریوں کو یاجوج وماجوج قرار دے رہے ہیں۔ جنہوں نے چھٹی صدی ہجری میں بغداد کو تباہ کیا تھا جیسا یموج بعضھم فی بعض سے ظاہر ہے نیز اسلئے بھی کہ یاجوج وماجوج اور مسیح ومہدی موعود کا زمانہ مسلّم طور پر ایک ہی ہے اور تاتاریوں کے زمانہ میں مسیح ومہدی موعود کا ظہور نہیں ہُوا۔ بخلاف اسکے موجودہ زمانہ جس میں انگریز و رُوس دو غیر مسلم طاقتیں یاجوج وماجوج کی پیشگوئیوں کی پوری مصداق بن رہی ہیں مہدی و مسیح موعود کا ظہور بھی ہو چکا ہے جس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب "امام مہدی کا ظہور" میں لکھدی ہے۔

مَاجَ یَمُوْجُ میں باہم ملنے کا بھی مفہوم ہے جس سے اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مشرقی اور مغربی اقوام کو جمع کرے گا یعنی وہ ایسا زمانہ ہوگا کہ آمدورفت اور رسل ورسائل کے ذرائع عام اور وسیع ہو جائیں گے اور ساری دنیا ایک ملک کی طرح ہو جائے گی۔ جیسا اس کی مؤید آیات سورۂ تکویر اور سورہ انفطار سے ہم پیچھے مع تشریح درج کر آئے ہیں اور موجودہ زمانہ ہُوبہُو ان پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔ اور آئندہ بھی ان کا ظہور نہ معلوم کس کس رنگ میں ہوتا رہے گا۔

بحروبر اور ہر بلندی پر بلندی حاصل کرینگے

سورۂ انبیاء میں یاجوج وماجوج کے غلبہ واقتدار کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ○ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَاوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِيْنَ○ (انبیاء ع ۷)

یعنی جب یاجوج وماجوج کی روک کو ہم دُور کر دیں گے اور وہ سمندر کی لہروں اور پہاڑوں پر سے تیزی سے سفر کرتے ہوئے سب دنیا میں پھیل جائیں گے۔ اس کے بعد ان کی تباہی کے متعلق ہمارا وعدہ پورا ہوگا اور عذاب آئے گا تب وہ حیران ہو کر کہیں گے کہ ہمیں تو اس عذاب کا خیال تک نہ تھا اور ہم تو دُنیا پر ظلم کرتے رہے۔ اب ہماری تباہی میں تو کوئی شک نہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ کے الفاظ سے پایا جاتا ہے۔ کہ ایک زمانہ تک یاجوج وماجوج کو دنیا کے کناروں پر بلند رکھا جائے گا اس کے بعد وہ دیوار جو ان کو خروج کرنے سے روکے ہوئے ہوگی۔ ٹوٹ جائے گی، یعنی اسلام کی خلافت جاتی رہے گی اور اس کا زور ٹوٹ جائے گا۔ مسلمانوں کی روحانی طاقت بھی کمزور ہو جائے گی۔ اور وہ دین کو اس کے تقاضوں یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے غافل ہو جائیں گے تب یاجوج وماجوج کو دُنیا کے کناروں سے کھول دیا جائے گا اور وہ ٹڈی دل کی طرح اُن پر اُمڈ آئیں گے۔ حَدَبٍ کے معنے سمندر کے بھی ہیں اور پہاڑ کی چوٹی کے بھی ہیں۔ اس میں لٹکنے کا مفہوم بھی ہے اور جاری پانی پر سوار ہونے کا مفہوم بھی ہے۔ اور حَدْبَاء مشکل امور کو بھی کہتے ہیں۔ اَحْدَبْ تلوار کو بھی کہتے ہیں (المنجد پر لفظ حدب) ان لغوی معنوں کی رُو سے مفہوم یہ ہوگا کہ (۱) یاجوج وماجوج سمندر اور پہاڑوں سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ (۲) معلق ہو کر بھی دوڑیں گے (۳) جاری پانی پر سوار ہو کر یعنی ہوائی اور بحری جہازوں کے ذریعہ بھی پھیلیں گے (۴) مشکل امور کو حل کرینگے یعنی تمام مشکلات پر قابو حاصل کرینگے۔ (۵) ہر طاقت پر غالب ہوں گے۔

ہم یورپین اقوام کو دیکھتے ہیں کہ وہ سمندر پار اور پہاڑوں سے پرے رہنے والی اقوام تھیں وقت موعود پر پہاڑوں اور سمندروں کی موجوں پر سوار ہو کر ایشیا میں اُتر پڑیں۔ ہم یہاں ایشیا کا لفظ اس لئے استعمال کر رہے ہیں کہ اس جگہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ذکر ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم ایشیاء میں بستی ہے۔ واسکوڈی گاما اور کولمبس وغیرہ نے سمندری راستہ سے ہندوستان کو دریافت کیا تھا۔ جیسا گذر چکا اور وہ حدیث بھی گذر چکی کہ نصاریٰ دریا کی راہ سے آئینگے ہوائی اور بحری جہاز جس کثرت سے ایجاد کر کے وہ مشرق میں پھیلے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ان کا مشکلات پر غالب آنا بھی ظاہر ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے کاموں کے ٹھیکے جن پر کروڑوں اور اربوں کا صرفہ ہوتا ہے جیسے منگلا ڈیم۔ تربیلا ڈیم وغیرہ یورپین کمپنیوں کو دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں انجینئرنگ کے کام میں اور تمام مشکلات پر غالب آنے میں جو مہارت اور مشق ہے وہ کسی اَور میں نہیں۔ اس وقت کوئی ملک اور طاقت ایسی نہیں جو روسی اور امریکی طاقتوں کا مقابلہ کر سکے۔ اور حدیث میں صاف آیا ہے۔ لَايَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ (مسلم کتاب الفتن) یعنی کسی میں ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ موجودہ یورپین اقوام ہو بہو ان معانی کی درست مصداق ٹھہرتی ہیں۔

يَنْسِلُوْنَ۔ نسل سے ہے جس کے معنے تیز دوڑنے کے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ ایسے آلات اور ایسی سواریاں ایجاد کریں گے جن کے ذریعہ تیز دوڑنے اور جلدی منزلِ مقصود پر پہنچنے کا کام لیا جائے گا۔ یعنی نئی تیز رفتار سواریاں ایجاد ہوں گی۔ نسل کے معنے قوم سے آگے ہونے کے بھی ہیں دونوں معنی یورپین اقوام پر چسپاں ہوتے ہیں۔ انہوں نے موٹر ہوائی جہاز۔ ریل اور دیگر تیز رفتار سواریاں ایجاد کی ہیں۔ اور جلدی منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ اور کئی قوموں کی قیادت بھی کر رہے ہیں۔ روس اور امریکہ نے اپنے پیچھے بہت سے دیگر اقوام کو لگایا ہے۔ یہود بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ اور ان کی مدد سے فلسطین پر قبضہ کر لیا ہے۔ تناسل کے معنے کثیر اولاد ہونے کے بھی ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے یورپین اقوام کثیر الاولاد ہیں۔ مرد کے آلۂ تناسل سے جو سفید پانی نکلتا ہے یعنی منی اسے بھی نسل کہتے ہیں[1] اس میں تیزی اور جوش بھی ہوتا ہے۔ یورپین اقوام جس تیزی اور جوش سے پھیلے ہیں اس کے لحاظ سے ان معنوں کے پورے مصداق ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ چونکہ یاجوج وماجوج کو ذوالقرنین نے دیوار کے پیچھے بند کر دیا تھا اس لئے جب وہ آخری زمانہ میں نکلیں گے تو دیوار توڑ کر نکلیں گے۔ سو واضح ہو کہ قرآن واحادیث کی رو سے یہ ضروری نہ تھا کہ یاجوج وماجوج دیوار کی جگہ سے

[1] المنجد مطبوعہ مصر زیر لفظ نسل

دیوار توڑ کر نکلیں گے بلکہ مراد یہ تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ دیوار گر کر بیکار ہو جائے گی اور یاجوج وماجوج دیگر بحری اور بری راستوں سے نکل کر آئیں گے۔ قرآن کریم کی سورۂ انبیاء میں جو فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ کے الفاظ آئے ہیں۔ یہاں دیوار کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے فُتِحَتْ سے یہ مراد نہیں کہ وہ دیوار توڑ کر نکل آئیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ اس کثرت جوش اور تیزی سے دنیا میں پھیل جائیں گے کہ گویا کہیں بند پڑے تھے اور آج کھول دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے "خروج" سے بھی فساد کی نیت سے نکلنا مراد ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کے محقق علماء نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ چنانچہ مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی نے جو مولانا محمد انور شاہ کاشمیری کے شاگردوں میں سے ہیں اپنے استاد کے تتبع میں اس امر کی تردید کی ہے کہ سورۂ کہف کی آیت وَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّآءَ الخ۔ اور سورۂ انبیاء کی آیت فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ الخ کا کوئی باہمی تعلق ہے یعنی ان میں باہمی کوئی تعلق نہیں ہے۔ سدّ ذوالقرنین کے گرنے کا وعدہ اپنی جگہ ہے اور یاجوج وماجوج کھلنے کا وعدہ اپنی جگہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سورۂ انبیاء میں خدا تعالےٰ کے ارشاد فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ میں "فتح" سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ سدّ توڑ کر نکل آئیں گے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ اس کثرت سے فوج در فوج نکل پڑینگے گویا کہیں بند تھے اور آج کھول دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اہل عرب لفظ "فتح" کو جب جاندار اشیاء کے لئے استعمال کرتے ہیں تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ یہ کسی گوشہ میں الگ تھلگ پڑی ہوئی تھی۔ اور اب اچانک نکل پڑی۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص کہتا ہے "فتح الجراد" تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ٹڈیاں کسی جگہ بند تھیں اور اب ان کو کھول دیا گیا ہے۔ بلکہ یہ مراد ہوتی ہے کہ ٹڈی دل کسی پہاڑی گوشہ میں الگ پڑا تھا اب اچانک فوج در فوج باہر نکل پڑا۔ پس یہاں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ یاجوج وماجوج جیسے عظیم الشان قبائل جو عرصہ سے بایں کثرت و اژدہام دُنیا کے ایک الگ گوشے میں پڑے ہوئے تھے اس دن اس طرح اُمڈ آئیں گے کہ گویا بند تھے۔ اور اب اچانک کھول دیئے گئے۔ سورۂ کہف اور سورۂ انبیاء زیر بحث آیات کی تفسیر" داس المحدثین" حضرت سید محمد انور شاہ نور اللہ مرقدہٗ نے بھی عقیدۃ الاسلام میں یہی فرمائی ہے۔ بلاشُبہ یہ تفسیر بلا کسی تاویل کے درست ہے اور صحیح ہے اور اس سلسلہ کے بہت سے خدشات کو دور کرنے کے لئے مفید[1]

آسمانی سیاروں تک دوڑ لگائیں گے

سورۂ انبیاء کی آیت مذکورہ میں وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ میں اشارہ ہے کہ یاجوج وماجوج آسمانی

[1] قصص القرآن صفحہ ۲۴۷ تا ۲۴۸

سیاروں تک دَوڑ لگائیں گے کیونکہ اس کے معنے ہیں کہ وہ ہر بلندی و پستی سے دوڑیں گے زمین کے اُوپر جو بلندی ہے اس کی انتہاء ہم آسمانوں تک قیاس کر سکتے ہیں اس لئے آسمانوں یا آسمانی سیاروں تک پہنچنے کا مفہوم اس میں شامل ہے اس مفہوم کی تائید دیگر آیات قرآنیہ سے بھی ہوتی ہے جیسا سُورۂ مومن کی آیت لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ۔ اور سُورۂ رحمٰن کی آیت اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تشریح میں گزر چکا ہے کہ یاجوج وماجوج زمین و آسمان کے کناروں تک نفوذ حاصل کرنے کے لئے جانکاہی کریں گے تاکہ آسمانی راز معلوم کرلیں اور سیاروں پر بلکہ ان سے بھی آگے اپنا تخت بچھانے کی کوشش کریں گے۔

احادیث نبویہ سے اس مفہوم کی مزید تائید ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یاجوج وماجوج جب بیت المقدس کے پہاڑوں پر بھی غالب آئیں گے تو وہ غرور میں آکر کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم فتح کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو بھی فتح کرلیں۔ چنانچہ اس غرض سے وہ نشّاب یعنی راکٹ آسمان کی طرف خلا میں تیروں کی طرح دوڑائیں گے اور وہ خون کی طرح سُرخ ہو کر واپس آئیں گے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو یزید بن جابر نے روایت کی ہے:۔

ثُمَّ يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَآءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَةً دَمًا الخ

یعنی پھر یاجوج وماجوج جبلِ خمر تک جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے پہنچیں گے تو وُہ کہیں گے کہ ہم زمین والوں کو قتل کر چکے۔ آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کردیں۔ تب وہ آسمانوں کی طرف تیروں کی طرح تیز رفتار نُشّاب پھینک دیں گے اللہ تعالےٰ ان کے نشّاب یعنی راکٹوں کو اس حالت میں واپس کردیگا کہ خون کی طرح سُرخ ہوں گے۔

قتل کے معنے لُغت کی رُو سے فتح کرنے کے بھی ہوتے ہیں اور پورا پورا علم حاصل کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ قَتَلَ الشَّیْءَ خُبْرًا کے معنے ہوتے ہیں اَحَاطَ بِهٖ عِلْمًا (اقرب) یعنی کسی چیز کا علم کے اعتبار سے مکمل اور پورا احاطہ کرلینا پس معنے یہ ہوں گے کہ جب یاجوج وماجوج (امریکہ وروس) زمین کے چپّہ چپّہ کا علم حاصل کرلیں گے اور ذرّہ ذرّہ حالات سے واقفیت حاصل کرلینگے نہ صرف خشکی کا بلکہ سمندر کی تہ تک کے راز جان لیں گے۔ تو وہ آسمانی راز اور آسمان والوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے نُشّاب پھینکیں گے۔ عربی لُغت میں نُشّاب کے معنے تیر کے بھی ہیں نُشوب کے

معنے ہوتے ہیں گلے میں ہڈی لٹکانا۔ اَنْشَا بَہٗ کے معنے ہوتے ہیں اُسے لٹکایا۔ اور شکاری کا اپنے شکار کو رسّی میں لٹکانے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ تَنَشَّبَ کسی کا کسی کے ساتھ دلی تعلق اور محبّت کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے چمٹنے کے معنی ہوتے ہیں۔ نَشِبُ خون پینے والی جونک کو بھی کہتے ہیں جو چمٹتی اور لٹک کر انسان کا گندا خون پیتی ہے۔[1]

ان تمام معنوں میں لٹکنے کا مفہوم موجود ہے۔ جو راکٹوں اور جہازوں کے فضا میں معلّق ہونے کے مفہوم کو خوب واضح کرتا ہے اور سہام یعنی تیر کے مفہوم سے اشارہ ہے کہ تیر کی طرح ان میں تیز رفتاری بھی ہوگی جن کو وہ خلا میں پھینکیں گے۔ پس نُشاب کے صحیح معنے راکٹ ہی ہو سکتے ہیں جنہیں آجکل امریکہ اور روس چاند اور دیگر آسمانی سیّاروں تک پہنچنے کے لئے اندر آدمی سوار کر کے پھینک رہے ہیں۔ اور ان میں تیروں کی طرح نہ صرف تیز رفتاری ہوتی ہے بلکہ ان راکٹوں کی شکل وصورت بھی تیروں سے ہُوبہُو ملتی ہے۔ گلے میں رسّی لٹکانے کے مفہوم سے استنباط ہوتا ہے کہ راکٹ پھینکنے والوں کا تعلق اور ربط زمین والوں سے ایسے قائم رہیگا جیسے رسّی یا گلے کے ساتھ لٹکائی ہوئی چیز کا قائم رہتا ہے۔ چنانچہ امریکہ کے راکٹوں اور براکٹ میں سوار آدمی کا تعلق زمین والوں سے ایسا مضبوط رہا کہ زمین والوں نے ٹیلی ویژن کی مشین پر اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ ہُوبہُو دیکھا جب امریکہ کے خلا نوردوں نے چاندگاڑی میں چاند پر پہلی بار قدم رکھا اور کچھ مٹی وہاں کی لے کر واپس زمین کی طرف اُترے۔ خون پینے والی جونک کے مفہوم سے اشارہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح جونک انسان کا گندا خون پی کر سُرخ ہوتی ہے اسی طرح وہ نُشّاب یعنی راکٹ سُرخ ہو کر واپس آئیں گے چنانچہ امریکہ اور روس نے جو راکٹ خلاء میں چاند کو فتح کرنے کے لئے پھینکے واپسی پر اُترے ہوئے ان کی شکل خون کی طرح سُرخ مشاہدہ کی گئی ہے۔ اور اوپر جاتے ہوئے بھی راکٹ تیز گرمی کی وجہ سے انتہائی سُرخ نظر آتے ہیں۔ پس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے موجودہ راکٹوں کے پھینکنے اور ان کی جانے اور آنے کی حالت ہُوبہُو پہلے سے تبلادی تھی جو عملاً اب ہمارے سامنے ظہور میں آچکی۔ ایک اور حدیث میں قتل کی جگہ فَرَغْنَا اور نُشّاب کی جگہ حربہ ہلانے کے الفاظ آئے ہیں۔ چنانچہ ابی سعید خدری کی حدیث میں مروی ہے۔ کہ

فَيُظْهِرُوْنَ عَلٰى اهل الارض فيقول قائلهم هٰؤلاءِ اهل الارض
قد فرغنا منهم فيهزّ اُخر حربته الى السّمآء فترجع مخضبة بالدم

[1] ان معنوں کے لئے دیکھئے المنجد عربی زیر لفظ نشب نشاب نشوبًا۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۲۷ و ۸۲۸

فيقولون قد قتلنا اهل السّمآء۔[1]

یعنی یاجوج وماجوج زمین والوں پر غالب ہو جائیں گے تو ان میں سے ایک کہنے والا کہیگا یہ جو زمین والے ہیں ان سے تو ہم فراغت پا چکے اب آسمان والوں کی طرف توجّہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ اپنے حربہ کو حرکت دے گا اور اُسے آسمان کی طرف ہلائے گا تب وہ حربہ خون آلود ہو کر واپس ہوگا تو وُہ کہیں گے کہ ہم نے آسمان والوں کو بھی قتل کر دیا یا فتح کر لیا۔

کعب سے مروی ہے فيقولون غَلَبْنَا اَهل الارض واهل السّمآءِ۔[2] یعنے ہم زمین والوں اور آسمان والوں پر غالب ہو گئے۔ اس حدیث میں قتل کی جگہ غلبہ کا لفظ ہے۔ جس سے ہمارے پیش کردہ معنوں کی تائید ہوتی ہے۔ راویوں کی مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے موجودہ راکٹوں کو آسمان کی طرف پھینکنے اور سُرخ حالت میں اُوپر جانے اور سرخ حالت میں واپس آنے اور دیگر متعلقہ کوائف کو مثال دے کر سمجھایا تھا جسے راویوں نے اپنے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اور حربہ کے لفظ سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یاجوج وماجوج کے پھینکنے والے راکٹوں کو بعینہٖ تیر قرار نہیں دیا۔ حربہ اور نُشّاب دونوں لفظوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نے مثال دے کر صحابہ کے سامنے موجودہ راکٹوں کو قریب الفہم بنانے کی کوشش فرمائی کیونکہ اس زمانہ میں راکٹ یا اس کا موجودہ نام تو وہم وگمان میں بھی نہ تھا اس لئے آپ نے حربہ اور نُشّاب ایسے دُو لفظوں سے مثال دی جس سے اس زمانہ کے لحاظ سے موجودہ راکٹ قریب الفہم ہو گئے تھے کیونکہ موجودہ راکٹوں کی شکل ہُوبہُو تیروں کی طرح ہے۔ اور ان سے تیز رفتاری اور خلاء میں معلّق چھوڑنے کا مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے اور حربہ کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ واقعی تیر نہیں ہوں گے بلکہ وہ ایسے سامان ہوں گے جنہیں وہ آسمانی خلاء کو آسانی اور کامیابی سے عبور کر کے آسمان تک پہنچنے کا خاص ذریعہ قرار دیں گے اور موجودہ واقعات نے ظاہر کر دیا ہے کہ جن کو حضور علیہ السّلام نے مثال دے کر سمجھایا تھا وہ راکٹ ہیں۔

حربہ کے لئے فَيَهُزُّ هُمْ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور ہَزَّ اور تَهْزِيْز کے معنے کام کرنے کے لئے حرکت دینے کے ہوتے ہیں یا جلدی چلانے کے ہوتے ہیں۔ اَهْزَأَ کے معنے شدید سردی میں داخل ہونے کے بھی ہوتے ہیں۔ یہ وہی کیفیّت ہے جو راکٹوں کو جلدی سے حرکت دینے یا چلانے کے لئے ڈرائیور عمل میں لاتے ہیں جیسا سب کو معلوم ہے۔ راکٹ کرّۂ زمہریر جو شدید سرد طبقہ ہے

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ صفحہ ۹۴ مطبوعہ مصر۔ [2] تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۶

سے بھی گذر گیا۔ فاطمہ بنت جحش کی حدیث جو ابو داؤد نے روایت کی ہے یں ہے کہ یَنْزُوْا فِیْ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ۔[۱]

یعنی وہ آسمان و زمین کے درمیان (فضا و خلا میں) سواریاں کریں گے اور اُچھلتے کودتے رہیں گے اس سے اشارہ ہے کہ وہ آسمانی خلاؤں پر بھی غلبہ حاصل کریں گے اور تیز رفتار سواریوں کے ساتھ آسمانی سیاروں تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

یَنْزُوْ کے معنے عربی لغت میں کسی چیز پر غالب ہونے اور چھلانگیں مارنے کے ہوتے ہیں اور درندے (مذکر) جب مادہ پر سوار ہو کر ملتے ہیں تو اس پر بھی یَنْزُوْ کا لفظ استعمال ہوتا ہے[۲] اس مفہوم کے مطابق معنے یہ ہوں گے کہ یاجوج و ماجوج زمین و آسمان کے درمیان فضاء اور خلاء میں پروازیں کریں گے اور ان کے پاس ایسی تیز رفتار سواریاں ہوں گی کہ جس طرح کوئی شخص یا پرندہ چھلانگ مار کر اُوپر سے نیچے تیزی سے آجاتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی خلاء سے زمین پر تیزی کے ساتھ نیچے اوپر اُڑا اور اُترا کرینگے ان پیشگوئیوں کی حرف بحرف تصدیق کے لئے امریکہ کے راکٹوں کا چاند کی طرف بھیجے جانے اور عرصہ کی جانکاہی اور آلات اور پانی کی طرح روپیہ بہانے کے بعد ۲۱ر جولائی ۱۹۶۹ء کو چاند گاڑی کے ذریعہ چاند پر پہلی بار قدم رکھنے کا محیّر العقول واقعہ کافی ہے۔ جسے ٹیلی ویژن پر سب دُنیا نے دیکھا اور دنیا والوں نے امریکہ کو اس کارنامہ پر مبارک بادیں بھیجیں۔

زمانہ یاجُوج وماجُوج میں مُردہ اقوام کی رجعت

قرآن مجید اور سابق نوشتوں میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ زمانۂ یاجوج و ماجوج میں مُردہ اقوام کی رجعت ہوگی اور یہودیوں کو بھی زندہ کر کے دوبارہ فلسطین میں لا کر جمع کیا جائے گا۔

سورۂ انبیاء کی آیت کا کچھ حصہ اُوپر گزر گیا ہے اس کا آغاز یوں ہوتا ہے وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔ حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ (الآیۃ) یعنی ہر ایک بستی جسے ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کے لئے یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔ یہانتک کہ یاجوج و ماجوج کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا یعنی جب یاجوج و ماجوج اپنے مقدر وقت پر کھول دیئے جائیں گے۔ اور دنیا پر چھا جائیں گے۔ تو مُردہ قوموں میں پھر جوش اور غیرت پیدا ہو جائے گی اور وہ بیدار ہونے لگیں گی۔ جیسا آجکل ہو رہا ہے۔ کہ ہر قوم بیدار ہو چکی ہے۔ اور اپنے اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ یہی رجعت ہے جس کا نام اس جگہ دوبارہ زندہ کرنا

۱؎ مشکوٰۃ باب العلامات ۲؎ المنجد زیر لفظ نزو

رکھا گیا ہے۔ عام محاورہ بھی جو بلیغ سمجھا جاتا ہے یہی ہے کہ جب کوئی مُردہ قوم بیدار ہونے لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں "قوم زندہ ہو رہی ہے۔ اس لئے مذہبی کتب میں آخر زمانہ" زمانۂ رجعت" یا "زمانہ بروز" کہلاتا ہے۔ ورنہ یہ معنی نہیں ہیں کہ مُردے پھر دوبارہ زندہ ہو کر اس دُنیا میں واپس آئیں گے کیونکہ قرآن مجید و احادیث نبویّہ کی رُو سے کوئی مُردہ دوبارہ زندہ ہو کر اس دنیا میں نہیں آسکتا جیسا کہ فرمایا۔ وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ یعنی ان کے پیچھے (مرنے والوں کے پیچھے) برزخ ہے جہاں اس دن تک رہیں گے جب اُٹھائے جائیں گے۔ یعنی جو مر گیا وہ دوبارہ زندہ کئے جانے کے مقدر وقت تک عالمِ برزخ میں رہے گا اس دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ پس ہلاکت شدہ بستیوں کی رجعت سے مراد یہاں ان کی قومی زندگی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ یاجوج و ماجوج کے غلبہ کے زمانہ میں ایسے عالمی تغیرات اور ترقیات ہوں گی اور مشرق و مغرب میں باہمی میل ملاپ۔ رسل و رسائل نشر و اشاعت۔ آمد و رفت اور ہر طرح کی ترقی کے ذرائع اس کثرت سے ہوں گے کہ مُردہ قومیں زندہ ہونگی اور اپنے نظریات و عقائد پھیلانے میں سب کو آزادی ہو گی۔ اور ہر قوم ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرے گی جیسا کہ اس زمانہ میں ہر قوم کے حالات سے مشاہدہ میں آ رہا ہے۔ جو آیت مندرجہ بالا اور آیت وَتَرَکْنَا بَعْضَھُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ (الآیہ) کی پیشگوئی کو پُورا کر رہی ہیں۔

یہودیوں کی رجعت اور فلسطین میں اسرائیلی حکومت کا قیام

آیت مذکورہ حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا (الآیہ) کے عمومی مفہوم میں یہودیوں کی رجعت بھی شامل ہے۔ مگر یہودیوں کی رجعت اور فلسطین میں ان کے اجتماع کا ذکر دیگر متعدد پیشگوئیوں میں خصوصیت کے ساتھ علیحدہ بھی کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ قوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی خطرناک اور سازشی قوم رہی ہے بلکہ حضرت عیسٰےؑ کو بھی انہوں نے صلیبی موت مارنے کی کوشش کی گو خدا نے انہیں صلیبی موت سے بچا لیا۔ زمانہ یاجوج و ماجوج میں وہ ان کے خاص آلہ کار بننے والے تھے اور مسلمانوں کو خصوصًا عرب ممالک کو زبردست نقصان پہنچانے والے تھے اس لئے آیت مذکورہ میں قَرْیَۃٍ سے بعض مفسرین نے فلسطین کی بستی مراد لی ہے اور معنے یہ کئے ہیں کہ فلسطین کی بستی کے لئے جسے ہم نے ہلاک کر دیا ہے دوبارہ رجعت ممنوع قرار دی گئی یہانتک کہ یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے تو ہلاک شدہ بستی فلسطین کی رجعت ہوگی۔ قرآن مجید میں "بنی اسرائیل" کے نام سے ایک پُوری سُورۃ موجود ہے جس میں ان کے گذشتہ اور آئندہ واقعات و انقلابات بیان کر دیئے گئے ہیں ان کی

نافرمانیوں کے نتیجہ میں بخت نصر رشاہ بابل، اور ٹائٹس رومی کی طرف سے ان پر جو زبردست تباہیاں آئی ہیں ان کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آخر زمانہ میں انہیں مختلف ممالک سے جہاں یہ انقلابات زمانہ سے منتشر ہو کر آباد ہو چکے ہوں گے نکال کر دوبارہ فلسطین میں لا کر جمع کیا جائیگا۔ ان پر ذلّت و مسکنت اور ظالم حکمرانوں کے تسلّط کی جو پیشگوئیاں تھیں جیسا کہ آل عمران رکوع ۱۲ اور اعراف ع۲۱ میں مذکور ہے وہ جس شاندار رنگ میں تیرہ سو سال سے پوری ہوتی چلی آئیں اور یہود کے ساتھ جو ذلّت و مسکنت، تکلیف وہ عذاب اور ظالم حکمرانوں کا تسلّط جگہ جگہ جس ملک میں بھی گئے ہمرکاب رہے وہ تاریخ پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ مگر ان آیات میں اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ کا استثناء بھی تھا کہ اس عذاب سے وہ ۲ صورتوں سے بچ سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ خدا کے عہد میں آجائیں جس سے اللہ تعالےٰ کا وہ تازہ عہد مراد ہے جو اسلام کی بابت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں سے لیا یعنی وہ مسلمان ہو جائیں۔ دوسرے جب وہ النّاس کے عہد میں آجائیں النّاس سے آخر زمانہ کے اس خاص گروہ کی طرف اشارہ ہے جو دجّال یعنی شیطان کا آلہ کار بننے والا اور دنیا والوں کو برگشتہ مسیحیت کی دعوت دے کر گمراہ کرنے والا اور دُنیا کے امن کو برباد کرنے والا تھا۔ سو جو یہودی خدا کے تازہ عہد میں آگئے یعنی مسلمان ہو گئے انہیں اللہ تعالےٰ نے بادشاہت دی جیسے وہ بنی اسرائیل جو افغانستان اور کشمیر میں مسلمان ہو گئے جنہوں نے مسلمان ہو کر افغانستان میں بھی اور کشمیر میں بھی حکومت کی۔ پھر جو یہودی النّاس یعنی خاص گروہ (یاجوج ماجوج) کے عہد میں آگئے یعنی امریکہ اور روسی طاقتوں کے ساتھ عہد و پیمان کر کے ان کے آلۂ کار بن گئے۔ ان کی مدد اور پُشت پناہی سے انہوں نے فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم کی۔

اس استثناء کے علاوہ یاجوج و ماجوج اور مسیح موعود کے ظہور کے زمانہ کی بابت عیسائیوں[1] اور مسلمانوں دونوں کی مذہبی کتب میں یہ پیشگوئی صراحت سے کی گئی تھی کہ یہود ان کے زمانہ میں مختلف تتر بتر ملکوں سے دوبارہ فلسطین لا کر جمع کر دیئے جائیں گے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا۔ وَ قُلْنَا مِنۢ بَعْدِہٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا الآیہ (بنی اسرائیل ع۱۲)، یعنی ہم نے اس کے بعد (فرعون کے ڈوب مرنے کے بعد) بنی اسرائیل سے کہدیا تھا۔ کہ تم اس موعود ملک میں جا کر آرام سے رہو۔ پھر جب دوسری بار (عذاب کا وعدہ) پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم تم سب کو وہاں جمع کر کے لے آئیں گے۔

---

[1] یرمیاہ ۱۲؍۱۱ تفصیل "عیسائی لٹریچر میں دجّال کا ذکر" کے باب میں آئے گی۔

اس آیت میں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے آخری زمانہ کا وہ وعدہ مراد ہے جس میں مسلمانوں کی شامتِ اعمال سے یاجوج و ماجوج یعنی امریکی و روسی طاقتوں کا غلبہ مقدّر تھا۔ سورۂ حشر میں آیت لِاَوَّلِ الْحَشْرِ میں بھی مفسرین نے آخر زمانہ میں فلسطین میں یہود کے حشر ثانی کا ذکر کیا ہے۔[1] حدیثوں میں آچکا ہے کہ جب دجال کا جو یاجوج و ماجوج کا مذہبی پیشوا ہوگا۔ خروج ہوگا تو یہود کے لشکر اس کی تابعداری کریں گے اور اس کے منصوبوں پر چلیں گے۔[2]

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت انسؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ یَتَّبِعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَهُوْدِ اَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔[3] یعنی آخر زمانہ میں اصفہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار یہودی دجّال کے پیچھے چلیں گے یعنی اس سے سیاسی اتحاد کر کے دونوں مسلمانوں کے خلاف سرگرم عمل ہوں گے ان پیشگوئیوں کے مطابق ۱۹۴۸ء سے روس اور امریکہ اور برطانیہ کی مدد سے اس بناء پر کہ جنگِ عظیم ۱۹۳۹ء میں یہودیوں نے ان ملکوں کی مالی مدد کی تھی۔ باہمی سیاسی معاہدہ کے مطابق فلسطین کو یہودیوں کا وطن قرار دے دیا گیا اور مختلف ممالک سے جہاں جہاں یہودی منتشر ہو کر آباد چلے آرہے تھے، ایک خاص منصوبہ کے تحت فلسطین میں لایا گیا۔ اور وہاں انہیں آباد کر کے یہاں کے فلسطینی مسلمانوں کو نکال کر اسرائیلی حکومت قائم کر دی گئی جو آج تک قائم ہے۔ عربوں نے تین دفعہ یہودیوں سے جنگیں کیں مگر اپنی نااتفاقی اور یہودیوں کے لئے امریکہ و برطانیہ کا پُشت پناہ ہونے کی وجہ سے عرب ممالک تینوں دفعہ ناکام رہے حالیہ جنگ میں یہودیوں نے بیت المقدس پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ جس پر خلفاء راشدین کے زمانہ سے مسلمانوں کا قبضہ چلا آرہا تھا۔ اور تمام عالمِ اسلام اس پر سنگین پریشانی اور صدمہ کا اظہار کر رہا ہے۔

یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ قرآن و حدیث نبویہ میں یہ پیشگوئیاں بھی آچکی ہیں کہ یہود کا قبضہ بیت المقدس عارضی ہوگا۔ بالآخر مسلمان دوبارہ فلسطین اور بیت المقدس کو فتح کر لیں گے۔ کیونکہ انہی نوشتوں میں لکھا ہے کہ صالح بندے ہی بالآخر زمین کے وارث ہوں گے۔

---

[1] دیکھو تفسیر ابن کثیر زیر آیت مذکور سورہ حشر و تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ صـ۱۳۷۔ [2] کنز العمال جلد ۷
[3] صحیح مسلم کتاب الفتن۔

بابِ نہم

فصل اوّل

بائبل (عہد نامہ قدیم) کی رُو سے مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج

بائبل میں بھی مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کے شمال کی طرف سے زبردست خروج کرنے اور مشرق میں تباہی اور فساد مچانے، غرور و گھمنڈ کی باتیں کرنے، مکروہ اور حیران کُن کام کرنے، آسمانی سیاروں سے بھی آگے اپنا تخت بچھانے کی جانکاہی کرنے اور بالآخر تباہ ہو جانے کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ حزقیل نبی فرماتے ہیں:۔

"اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد! یاجوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روس اور مسک اور توبل کا فرمانروا ہے متوجّہ ہو اور اس کے خلاف نبوّت کر اور کہہ کہ خداوند خدا یُوں فرماتا ہے کہ دیکھ اے جوج! روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا مَیں تیرا مخالف ہوں اور مَیں تجھے پھرا دُوں گا اور تیرے جبڑوں میں آنکڑے ڈال کر تجھے اور تیرے عام لشکر کو اور گھوڑوں اور سواروں کو جو سب کے سب مسلّح لشکر ہیں۔ اور جو پھریاں اور سپریں لئے ہیں اور سب کے سب تیغ زن ہیں کھینچ نکالُونگا۔۔۔"[1]

اس عبارت میں روش سے مراد رُوس اور مسک سے ماسکو (روس کا موجودہ دارالخلافہ) اور توبل سے روس کا مشہور شہر توبال (ٹوبالسک) ہے۔ جن کی تباہی کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی

یسعیاہ نبی لُوتیان یعنی دجّال کو "تیز رو سانپ" "پیچیدہ سانپ" اور سمندر میں کھیلنے اور پھرنے والا سانپ قرار دیتے اور اس کی تباہی کی پیشگوئی بھی کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اے میرے لوگو! اپنے خلوت خانوں میں داخل ہو اور اپنے پیچھے دروازے بند کر لو اور اپنے آپ کو تھوڑی دیر تک چھپا رکھو۔ جب تک غضب ٹل نہ جائے۔ کیونکہ دیکھو خداوند اپنے مقام سے چلا آتا ہے۔ تاکہ زمین کے باشندوں کو ان کی بدکرداری کی سزا دے اور زمین

[1] حزقیل باب ۳۸۔ آیت

اس خُون کو ظاہر کرے گی جو اس میں ہے۔ اور اپنے مقتولوں کو ہرگز نہ چھپائے گی اس وقت خداوند اپنی سخت اور بڑی اور مضبُوط تلوار سے اژدہا یعنی تیز رو سانپ اور اژدہا یعنی پیچیدہ سانپ کو سزا دے گا۔ اور دریائی اژدہا کو قتل کرے گا اس وقت تم خوشنما تاکستان کا گیت گانا۔ مَیں خداوند اس کی حفاظت کرتا ہوں"۔۔۔[1]

اس پیشگوئی میں یسعیاہ نبی نے مسیح دجّال کو "تیز رو سانپ" "پیچیدہ سانپ" اور "دریائی اژدہا" کے صفاتی ناموں سے موسوم کیا ہے اس لحاظ سے کہ دجّال تیز رفتاری سے دنیا میں پھیل جائے گا۔ اسے "تیز رو سانپ" کہا ہے اور اس لحاظ سے کہ وہ فریب کاریاں۔ سازشیں اور فتنے و فساد پھیلائیگا اسے "پیچدار اژدہا" کہا ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ سمندری راستہ سے خروج کرے گا اور سمندر پر بھی اس کا غلبہ ہو گا اُسے "سمندری اژدہا" قرار دیا گیا ہے۔

ایک اور مقام پر یسعیاہ نبی دجّال کی تعلّیوں۔ غرور۔ گمراہی اور اس کے بعد اس کی تباہی کا ذکر فرماتے ہیں اور اسے بلادِ شمالیہ پر حکومت کرنے والا اور صبح کا ستارہ قرار دیا ہے جو کچھ عرصہ کے بعد زمین پر گرا دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اے صبح کے روشن ستارے تو کیونکر آسمان سے گر پڑا۔ اے قوموں کو پست کرنیوالے۔ تو کیونکر زمین پر ٹپکا گیا۔ تُو تو اپنے دل میں کہتا تھا مَیں آسمان پر چڑھ جاؤں گا مَیں اپنے تخت کو ستاروں سے بھی اُونچا کرونگا اور مَیں شمالی اطراف میں جماعت کے پہاڑ پر بیٹھونگا۔ مَیں بادلوں سے بھی اُوپر چڑھ جاؤنگا مَیں خدا تعالےٰ کی مانند ہوں گا۔ لیکن تُو پاتال میں گڑھے کی تہہ میں اتارا جائیگا۔ اور جن کی نظر تجھ پر پڑے گی تجھے غور سے دیکھکر کہیں گے کیا یہ وہی شخص ہے جس نے زمین کو لرزایا اور مملکتوں کو ہلا دیا جس نے جہان کو ویران کیا اور اس کی بستیاں اُجاڑ دیں جس نے اپنے اسیروں کو آزاد نہ کیا کہ گھر کی طرف جائیں"۔[2]

اس پیشگوئی میں یسعیاہ نبی نے دجّال کے فتنوں اور بڑے بولوں کا ذکر کر کے اس کی تباہی کا ذکر واضح الفاظ میں کر دیا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ اس کا دعوٰی ہو گا کہ مَیں اپنے تخت کو خدا کے ستاروں سے بھی اونچا کرونگا یہ اس وقت مشاہدہ میں آ رہا ہے۔ آجکل روس و امریکہ چاند پر پہنچنے اور وہاں اپنا تخت بچھانے کی شدید جدوجہد کر رہے ہیں اور تہیّہ کئے ہوئے ہیں کہ چاند پر تخت لگائیں گے۔

[1] یسعیاہ باب ۲۶۔ آیت ۲۱/۲۲ و باب ۲۷۔ آیت ۱ و ۲ و ۳۔ [2] یسعیاہ باب ۱۴۔ آیت ۱۲ تا ۱۸

اور ایک دوسرے سے سبقت لینے کے لئے روس وامریکہ دونوں کے راکٹ آسمان کی بلندیوں میں عرصہ سے چاند کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ حال ہی میں ۲۱ر جولائی ۱۹۶۹ء کو امریکہ کے خلاباز چاند پہ قدم رکھ چکے ہیں۔ مگر جب دجال تباہ ہوگا تو لوگ پھر تعجب سے اُسے دیکھکر کہیں گے کہ کیا یہی وہ تھا جس نے دنیا کو ہلا دیا اور ہلچل مچا رکھی تھی۔

روس و یورپ چونکہ زمین کے شمالی اطراف میں ہیں اس لئے انبیاء کی پیشگوئیوں میں دجّال اور یاجوج و ماجوج کو شمال کی طرف منسوب کیا گیا ہے (دیکھو حزقیل باب ۳۸ اور یرمیاہ ۱ / ۱۳ تا ۱۶ دیرمیاہ باب ۶) ان میں یاجوج و ماجوج کے شمالی اطراف سے آنے اور جنگ برپا کرنے کا ذکر وضاحت سے آچکا ہے۔

دانیال نبی کی پیشگوئی

اب ہم آخری زمانہ میں مسیح دجال اور بڑی طاقتوں کی بادشاہت کے سلسلے میں دانیال نبی کی اپنی رؤیا یہاں درج کرتے ہیں اور پھر اس کی مختصر تعبیر و تشریح بھی درج کریں گے۔ بائبل باب دانی ایل میں لکھا ہے:۔

"شاہِ بابل بیلشفر کے پہلے سال میں دانی ایل نے اپنے بستر پہ خواب میں اپنے سر کے دماغی خیالات کی رویا دیکھی۔ تب اس نے اس خواب کو لکھا اور ان حالات کا مجمل بیان کیا دانی ایل نے یوں کہا کہ مَیں نے رات کو ایک رؤیا دیکھی اور کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کی چاروں ہوائیں سمندر پر زور سے چلیں اور سمندر سے چار بڑے حیوان جو ایک دوسرے سے مختلف تھے نکلے۔ پہلا شیرِ ببر کے مانند تھا اور عقاب کے سے بازو رکھتا تھا اور مَیں دیکھتا رہا جب تک اس کے پَر اُکھاڑے گئے اور وہ زمین سے اُٹھایا گیا۔ اور آدمی کی طرح پاؤں پہ کھڑا کیا گیا اور انسان کا دل اسے دیا گیا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ دوسرا حیوان ریچھ کی مانند ہے اور وہ ایک طرف سیدھا کھڑا ہوا اور اس کے مُنہ میں اس کے دانتوں کے درمیان تین پسلیاں تھیں اور انہوں نے اُسے کہا کہ اُٹھ اور کثرت سے گوشت کھا۔ پھر مَیں نے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور حیوان تیندوے کی مانند اُٹھا جس کی پیٹھ پر پرندے کے سے چار بازو تھے اور اس حیوان کے چار سر تھے اور سلطنت اسے دی گئی۔ پھر مَیں نے رات کو رؤیا میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ چوتھا حیوان ہولناک اور ہیبت ناک اور نہایت زبردست ہے اور اس کے دانت لوہے کے اور بڑے بڑے تھے وہ نگل جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا۔ اور جو کچھ باقی بچتا اس کو پاؤں سے لتاڑتا تھا۔ اور یہ ان سب پہلے حیوانوں سے مختلف تھا اور اس کے

دس سینگ تھے۔ مَیں نے اُن سینگوں پہ غور سے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے درمیان سے ایک اور چھوٹا سا سینگ نکلا جس کے آگے پہلوؤں میں سے تین سینگ جڑ سے اُکھاڑے گئے اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس سینگ میں انسان کی سی آنکھیں ہیں۔ اور ایک مُنہ ہے جس سے گھمنڈ کی باتیں نکلتی ہیں۔ میرے دیکھتے ہوئے تخت لگائے گئے اور قدیم الایّام بیٹھ گیا اس کا لباس برف سا سفید تھا۔ اور اس کے سر کے بال خالص اُون کی مانند تھے اس کا تخت آگ کے شعلہ کی مانند تھا۔ اور اس کے پہیے جلتی آگ کی مانند تھے اس کے حضور سے ایک آتشی دریا جاری تھا۔ ہزاروں ہزار اس کی خدمت میں حاضر تھے اور لاکھوں لاکھ اس کے حضور کھڑے تھے۔ عدالت ہو رہی تھی اور کتابیں کھلی تھیں۔ مَیں دیکھ ہی رہا تھا کہ اس سینگ کی گھمنڈ کی آواز کے سبب سے میرے دیکھتے ہوئے وہ حیوان مارا گیا۔ اور اس کا بدن ہلاک کر کے شعلہ زن آگ میں ڈالا گیا اور باقی حیوانوں کی سلطنت بھی اُن سے لے لی گئی لیکن وُہ ایک زمانہ اور ایک دَور زندہ رہے۔" [1]

دانیال نبی کی اس پیشگوئی میں مذکور ہے کہ آخر زمانہ میں چار بڑے بڑے حیوان نکلیں گے جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے ان چار بڑے بڑے سمندری حیوانوں سے مراد چار بڑی بڑی سمندری طاقتیں جو برطانیہ۔ فرانس۔ امریکہ اور روس ہیں پھر یہ جو فرمایا کہ چوتھا حیوان ان سب پہلے حیوانوں سے مختلف تھا اور اس کے دس سینگ تھے۔ اس میں دس سینگوں سے مراد دس مددگار حکومتیں تھیں جو چوتھے سمندری حیوان یعنی روس کی مددگار بننے والی تھیں۔ چنانچہ موجودہ زمانہ میں اشتراکی روس کی بنیاد دس جمہوریتوں سے ڈالی گئی ویسے بھی روسی بلاک میں جو اینگلو امریکی بلاک کے مدِمقابل ہے۔ شامل ہونے والی حکومتوں کی تعداد دس تک پہنچ گئی ہے۔ جو اشتراکی روس کی حلیف اور مددگار ہیں پیشگوئی میں آگے ذکر کیا گیا ہے کہ پھر اس چوتھے سمندری حیوان کے سینگوں میں سے ایک اور چھوٹا سا سینگ نکلا جس کے آگے پہلوؤں میں سے تین سینگ جڑ سے اکھاڑے گئے اس سے مراد ایسی حکومت تھی جو اشتراکی روس کی شاخ اور اس کے نظریات کی حامل ہوگی جو ابتداء میں معمولی طاقت ہوگی مگر بعد میں اس کی تین دوسری طاقتوں پر غالب آئے گی۔ یہ طاقت چین کی معلوم ہوتی ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ دجّال کی ایک شاخ منگول قوم ہوگی اور چین قوم منگول سے تعلق رکھتا ہے اس سینگ کے متعلق جو لکھا ہے کہ وہ چوتھے حیوان کے تین سینگوں یعنی طاقتوں پر غلبہ حاصل کریگا۔

[1] دانی ایل باب ۷، آیت ۱ تا ۱۲

اس کے آثار اس وقت بخوبی ظاہر ہیں کہ چین جو پہلے معمولی طاقت سمجھا جا رہا تھا اور تاریخوں میں ہے کہ اسے "افیونی قوم" کہا جاتا تھا۔ مگر اب وہ بڑی طاقت بن رہا ہے۔ اور برطانیہ امریکہ اور فرانس کو للکار رہا ہے اس سینگ کے متعلق یہ جو لکھا ہے کہ اس میں انسان کی سی آنکھیں ہیں اور اس کا مُنہ ہے جس سے گھمنڈ کی باتیں نکلتی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ایک حکومت اور طاقت ہوگی چنانچہ چین اس زمانہ میں گھمنڈ کی باتیں کر رہا ہے۔ اور لادینی اور ملحدانہ نظریات کا حامی و علمبردار ہے۔ جیسا کہ اشتراکی روس ہے۔ پیشگوئی میں آگے خدائی عدالت قائم ہونے کا ذکر ہے گو پہلے دیندار لوگ اس سے دُکھ پائیں گے بالآخر چوتھی طاقت کو ہلاک کر کے شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا۔ باقی تین طاقتیں گو کچھ عرصہ تک زندہ رہیں گی۔ مگر انجام کار ان سے بھی اختیار اور سلطنت چھین لی جائے گی یعنی برطانیہ۔ امریکہ اور روس سے۔ اس کے بعد پیشگوئی میں مذکور ہے کہ آدم زاد کی مانند ایک شخص کو ابدی بادشاہت، حشمت اور سلطنت دے دی گئی یہ اس زمانہ کے مسیح موعود کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ان طاقتوں کے خاتمہ پر اس کی حکومت کا دَور شروع ہوگا اور قومیں اور بادشاہ اسکے خدمتگذار ہوں گے ظاہر ہے کہ دانیال کی یہ پیشگوئی بھی حضرت ایوب علیہ السلام کی پیشگوئی کی طرح عظیم الشان پیشگوئی ہے اور اس میں بھی مسیح دجّال کو عظیم سمندری حیوان سے تشبیہہ دی گئی ہے یہ بات یاد رہے کہ مسیحی قوم کا خروج مشرقی ملکوں کی طرف سمندری راستہ سے ہی ہوُا۔ چنانچہ سب سے پہلے بحری راستہ سے واسکوڈے گاما راس آمید سے دنیا کے ممالک کا لمبا چکر کاٹ کر ہندوستان پہنچا اور اس سے قبل اس کا بحری راستہ تلاش نہیں ہوُا تھا۔

ایک عیسائی پادری جے، علی بخش دانیال نبی کی ان پیشگوئیوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان سے ظاہر ہے کہ

> "دُنیا کی سلطنتیں وسعت اور طاقت کے لحاظ سے بڑھتے بڑھتے ایک مخالف کی شکل میں ظہور پائیں گی جسے مسلمانوں کی اصطلاح میں دجال المسیح کہا جاتا ہے۔ اور یہ دجّال مسیح کی آمد ثانی سے قبل برپا ہوگا۔"[1]

مگر یاد رہے کہ مسلمانوں کی اصطلاح میں نیز خود بائبل کی اصطلاح میں سیاسی غلبہ کے لحاظ سے ان طاقتوں کا نام یاجوج و ماجوج ہے نہ مسیح دجّال۔

---

[1] مسیح کے بارے میں پیشگوئیاں صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۵

فصل دوم

عہد نامہ جدید، مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج

جو شخص بائبل کے عہدِ جدید یعنی اناجیل کو پڑھے گا اُسے معلوم ہوگا کہ عیسائیوں کی ان مقدس الہامی اناجیل میں بھی مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کی وہی علامات وصفات بیان کی گئی ہیں جو قرآن مجید احادیث اور اسلامی روایات میں بیان ہوئی ہیں۔ مسیحیوں اور مغربی یورپین قوموں کو ہی مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کہا گیا ہے اور ان کی بالآخر تباہی کی پیشگوئیاں کی گئی ہیں۔

برگشتگی گناہ وہلاکت کا فرزند ظاہر ہوگا پولس رسول ایک صادق مسیح اور ایک جھوٹے مسیح کے ظاہر ہونے کی خبر دیتے ہوئے تھسلنیکیون کے نام اپنے مفصّل خط میں مسیحیوں کو نصائح کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

> "کسی طرح کسی کے فریب میں نہ آنا کیونکہ وہ دن (یعنی سچے مسیح کے ظاہر ہونے کا دن۔ ناقل) نہیں آئے گا۔ جب تک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو۔ اور وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہوُا"[1]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ پہلے برگشتگی ہوگی۔ یعنی دینِ حق سے لوگ پھر جائیں گے۔ تب گناہ کا شخص ہلاکت کا فرزند (دجال) ظاہر ہوگا۔ دین حق سے ہٹنے والوں کو ہی قرآن مجید کی سورۂ فاتحہ میں الضّآلِّیْن کہا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں برگشتہ ہونے والے۔ دینِ حق سے ہٹنے والے۔ سیدھا راستہ چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ اختیار کرنے والے گمراہ۔ سورۂ فاتحہ میں دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ! مجھے ان ضالین (گمراہوں) کے راستہ سے بچانا۔ پھر جو یہ لکھا ہے کہ سچّا مسیح تب تک نہیں آئے گا۔ جب تک گناہ کا فرزند یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو۔ گناہ یا ہلاکت کا فرزند ہی ضآل کہلاتا ہے۔ کیونکہ جو گمراہ ہوُا ہلاک ہوگیا۔ جہنّم میں گر گیا۔ سو جس پر ضلالت کی مُہر لگ گئی اور وہ خدا کے ہاں ضآل قرار پایا۔ وہی گناہ کا فرزند اور ہلاکت کا فرزند کہلاتا ہے گویا ضآل اور دجّال ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

معبُود ہونے کا مدّعی حق کا مخالف اور متکبّر اس آیت کے بعد جھوٹے مسیح کی مزید علامت یہ لکھی ہے "جو مخالفت کرتا ہے اور ہر ایک سے جو خُدا یا

---

[1] تھسلنیکیون باب ۲۔ آیت ۳

معبود کہلاتا ہے اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے۔ یہاں تک کہ وُہ خدا کے مقدس میں بیٹھکر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرتا ہے۔"[1]

اس آیت میں جھوٹے مسیح کی بابت لکھا ہے کہ وہ سچائی یا سچے مسیح کی مخالفت کرے گا۔ اور تمام معبودوں سے اپنے آپ کو بڑا قرار دے گا یہاں تک کہ خدا کے گھر میں یعنی کلیسیا یا گرجا گھر میں بیٹھکر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرے گا یہی کچھ قرآن بھی المسیح الدجال کی صفات بتاتا ہے۔ یہاں صاف بتایا ہے کہ وہ گرجا گھر سے دعویٰ الوہیّت کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ سو یہ پوپ اور اس کے پادریوں کا سلسلہ ہے جو الوہیّت مسیح کے دعووں کے ساتھ اس زمانہ میں روم (اٹلی) کے گرجاؤں سے نکل کر گمراہ کرنے لگے۔ پوپ نے گرجا میں بیٹھکر خود دعویٰ کیا کہ "مَیں زمین پر خدا کا قائم مقام ہوں"۔ اور پادری اسے زمین پر دوسرے خدا کے لقب سے مخاطب کرتے ہیں جیسا گذر گیا۔

جھوٹا مسیح اپنے مقررہ وقت پر ایکہزار سال گذر جانے پر ظاہر ہوگا۔

پھر اس جھوٹے مسیح کے ظاہر ہونے کا مقررہ وقت بتلاتے ہوئے لکھا ہے،

"اب جو چیز اسے (جھوٹے مسیح کو۔ ناقل) روک رہی ہے تاکہ وہ اپنے خاص وقت پر ظاہر ہو اس کو تم جانتے ہو کیونکہ بے دینی کا بھید تو اب بھی تاثیر کرتا جاتا ہے۔ مگر اب ایک روکنے والا ہے۔ اور جب تک کہ وہ دور نہ کیا جائے روکے رہے گا۔"[2]

اس آیت میں جھوٹے مسیح کے اپنے مقررہ وقت پر ظاہر ہونے کی خبر دی گئی ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت اس کے نکلنے میں رکاوٹ ہے۔ یہ ان ہی موانع کی طرف اشارہ ہے جو حدیث تمیم داری میں بیان ہوتی ہیں اور یہ رکاوٹ نبی آخر الزمان کی آمد تھی کیونکہ نبی آخر الزمان کے ایک ہزار سال بعد جھوٹے مسیح کا ظہور لکھا تھا۔ جیسا کہ بائبل کی دوسری پیشگوئیوں میں بیان گیا گیا ہے۔ پطرس اپنے خط میں ان حالات کے ظہور کے لئے ایک ہزار سال کی طرف اشارہ کرتا ہے[3] اور مکاشفہ یوحنا کا حوالہ بھی گذر چکا کہ ایک ہزار سال کے بعد یاجوج و ماجوج ظاہر ہوں گے[3]۔ یہ جو لکھا ہے کہ بے دینی کا بھید تو اب بھی تاثیر کرتا جاتا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ مسیح دجّال جو آغازِ دُنیا سے لے کر آخر تک کے تمام گناہوں کا مجموعی مجسمہ ہے۔ وہ اس وقت بھی تاثیر کرتا جاتا ہے۔ یہ وہی بات ہے جو شاہ ولی اللہؒ کے حوالہ سے آئیگی کہ گناہ کا آغاز زمانۂ آدم سے ہوّا اور پھر رفتہ رفتہ ہر زمانہ میں گناہوں میں ترقی ہوتی گئی۔ جن سے آسمان میں دجّال کا وجود تیار ہوتا گیا۔ بالآخر آخر زمانہ میں پُورے زور شور سے کامل ہو کر دُنیا میں

[1] تھسلنیکیون باب۲ آیت ۴۔ [2] تھسلنیکیون باب۲ آیت ۷۔ [3] مکاشفہ یوحنا باب۲ آیت ۲

نکل آئے گا۔ سو مسیح دجال تمام برائیوں اور گناہوں کا بروز ہے۔ جس طرح مسیح موعود تمام نیکیوں کا بروز ہے۔ دونوں کی جنگ آخر زمانہ میں ہونے والی تھی۔ جو اس وقت ہو رہی ہے۔ یہی حکمت ہے جو شیطان کو قیامت تک مہلت دینے کی بابت قرآنِ مجید میں بیان کی گئی ہے اور فرمایا ہے کہ

"فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ"[1]

یعنی اے شیطان تجھے وقت معلوم کے یوم تک مہلت دے دی گئی ہے۔ اس یوم معلوم کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ زمانہ مسیح موعود مراد ہے جس میں لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے اور شیطان کو ہلاک کیا جائے گا۔

بے دین اور ہر قسم کی جھوٹی قدرت، جھوٹے نشان دھوکہ اور عجیب ناراستی کے کاموں والا

پھر اگلی آیت میں لکھا ہے:۔

"اُس وقت وہ بے دین ظاہر ہوگا جسے خداوند یسوع اپنے مُنہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی آمد کی تجلّی سے نیست کرے گا۔ اور جس کی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ اور ہلاک ہونے والوں کے لئے ناراستی کے ہر طرح کے دھوکے کے ساتھ ہو گی۔ اس واسطے کہ انہوں نے حق کی محبت کو اختیار نہ کیا جس سے ان کی نجات ہوتی اسی سبب سے خدا ان کے پاس گمراہ کرنے والی تاثیر بھیجے گا تاکہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں۔ اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے بلکہ ناراستی کو پسند کرتے ہیں وہ سب سزا پائیں گے۔"[2]

یہ تمام علامات جس اتم و اکمل رنگ میں موجودہ برگشتہ مسیحیوں میں پائی جاتی ہیں وہ اس قدر ظاہر ہیں کہ اس کی تشریح کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ مسیحی قوم ہی میں سے ملحد فلاسفروں کا جمِ غفیر نکلا ہے۔ جو بے دین اور خدا و آخرت کے مُنکر ہیں اور مسیحی پادری خود ان کو بے دین اور دجّال قرار دیتے ہیں۔ روس کو دجال کہنے پر تمام علمائے کلیسیا متفق ہیں۔

یہ جو لکھا ہے کہ اس کی آمد کی تاثیر شیطان کی تاثیر کے موافق ہو گی اس سے عیسائی پادریوں اور فلاسفروں کے خروج اور ان کے بے دینی کے تیزی سے پھیلنے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ وہ زمانہ نشر و اشاعت اور وسیع چھاپہ خانوں۔ ڈاک خانوں اور تحریری کاروبار کا زمانہ ہونا تھا۔ جیسا کہ آجکل ہے اس لئے مطلب ظاہر ہے۔ ہر طرح کی جھوٹی قدرت بھی مسیحی فلاسفروں کو حاصل ہے جو ان کی حیرت انگیز

[1] سورۂ حجر ع۳ و سورۂ ص ع۵۔ [2] تھسلنیکیون ۲ آیت ۸ تا ۱۲

ایجادات۔ مصنوعات تیز رفتار سواریاں۔ آلاتِ جنگ۔ مشینیں کارخانے۔ ہوائی اور بحری جہاز۔ ریڈیو ٹیلیفون اور وائرلیس وغیرہ آلات سے ظاہر ہے۔ یہاں تک اس قوم کے ڈاکٹروں اور فلاسفروں نے بظاہر مُردوں کو زندہ کر دکھانے کے حیران کن نشان بھی دکھائے ہیں کہ اس سے پہلے کسی قوم نے ایسی قدرت کے کام نہیں دکھائے۔ دھوکے اور فریب کرنے والا ہونا بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کیا مذہبی لحاظ سے مسیحی پادریوں اور فلاسفروں کا فریب اور کیا سیاسی لحاظ سے برطانیہ، روس اور امریکی حکومتوں کا فریب وجھوٹ کسی سے پوشیدہ ہے؟ دنیا کے لوگوں نے چونکہ حق کی مخالفت کی اور بدعمل ہو گئے اس لئے خدا نے سزا کے طور پر مسیح دجّال اور یاجوج وماجوج کو ان پر غلبہ دے دیا۔

آنے والا مخالفِ مسیح عیسائیوں میں سے ظاہر ہوگا!

یُوحنّا میں آنے والے "مخالف مسیح[1]" کو عیسائیوں میں سے ظاہر ہونے والا بتایا گیا ہے۔ چنانچہ یُوحنّا اپنے پہلے عام خط میں لکھتا ہے:۔

"اے لڑکو! یہ اخیر وقت ہے اور جیسا تم نے سُنا ہے کہ مخالفِ مسیح آنے والا ہے اسکے موافق اب بھی بہت سے مخالفِ مسیح "پیدا ہو گئے ہیں اس سے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخر وقت ہے وہ نکلے تو ہم ہی میں سے مگر ہم میں سے نہیں تھے"[2]

پطرس بھی اپنے دوسرے عام خط میں لکھتا ہے کہ جھوٹے استاد ہم میں سے ظاہر ہوں گے جیسا کہ لکھا ہے:۔

"اور جس طرح اس اُمّت میں جھوٹے نبی بھی تھے اسی طرح تم میں بھی جھوٹے استاد ہوں گے۔ جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور اس مالک کا انکار کریں گے جس نے انہیں مول لیا تھا۔ اور اپنے آپ کو جلد ہلاکت میں ڈالیں گے۔ اور بہتیرے ان کی شہوت پرستی کی پَیروی کریں گے۔ جن کے سبب سے راہِ حق کی بدنامی ہوگی اور وہ لالچ سے باتیں بنا کر تم کو اپنے نفع کا سبب ٹھہرائیں گے۔ اور جو قدیم سے ان کی سزا کا حکم ہو چکا ہے۔ اس کے آنے میں کچھ دیر نہیں اور ان کی ہلاکت سوتی نہیں۔"

آگے چل کر ان جھوٹے استادوں اور ان کی پَیروی کرنے والوں کی بابت پطرس لکھتا ہے:۔

یہ لوگ بے عقل جانوروں کی مانند ہیں جو پکڑے جانے اور ہلاک ہونے کے لئے حیوانِ مطلق

[1] یاد رہے کہ بائیبل اور انجیل کی اصطلاح میں "مخالف مسیح" سے مراد دجال ہے۔ [2] یوحنّا کا پہلا عام خط آیت ۱۸/۱۹

پیدا ہوئے ہیں[1]۔ جن باتوں سے ناواقف ہیں[2]۔ ان کے بارے میں اوروں پر لعن طعن کرتے ہیں اور اپنی خرابی میں خود خراب کئے جائیں گے دوسروں کے بُرا کرنے کے بدلے انہی کا بُرا ہوگا[3]۔ ان کو دن دہاڑے عیاشی کرنے میں مزا آتا ہے۔ یہ داغ اور عیب ہیں جب تمہارے ساتھ کھاتے پیتے ہیں تو اپنی طرف سے محبت کی ضیافت کر کے عیش وعشرت کرتے ہیں ان کی آنکھیں جن میں زناکار عورتیں بسی ہوئی ہیں گناہ سے رُک نہیں سکتیں۔ وہ بے قیام دلوں کو پھنساتے ہیں ان کا دل لالچ کا مشتاق ہے وہ لعنت کی اولاد ہیں۔ وہ سیدھی راہ چھوڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں[4]۔ اور بعور کے بیٹے بلعام کی راہ پر ہو گئے ہیں جس نے ناراستی کی مزدوری کو عزیز جانا مگر اپنے قصور پر یہ ملامت اُٹھائی کہ ایک بے زبان گدھی نے آدمی کی طرح بول کر اس نبی کو دیوانگی سے باز رکھا وہ اندھے کنویں اور ایسے کُہر ہیں جسے آندھی اُڑاتی ہے ان کے لئے بے حد تاریکی دھری ہے وہ گھمنڈ کی بیہودہ باتیں بک بک کر شہوت پرستی کے ذریعہ ان لوگوں کو جسمانی خواہشوں میں پھنساتے ہیں جو گمراہوں میں سے نکل ہی رہے ہیں وہ ان سے تو آزادی کا وعدہ کرتے ہیں[5] اور آپ خرابی کے غلام بنے ہوئے ہیں کیونکہ جو شخص جس سے مغلوب ہے وہ اس کا غلام ہے۔ اور جب وہ خداوند منجی یسوع کی پہچان کے وسیلہ سے دنیا کی آلودگی سے چھوٹ کر پھر ان میں پھنسے اور ان سے مغلوب ہوئے تو ان کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوا کیونکہ راستبازی کی راہ کو نہ جاننا ان کے لئے اس سے بہتر ہوتا کہ اسے جان کر اس پاک حکم سے پھر جاتے جو انہیں سونپا گیا تھا۔ اُن پر یہ سچی مثل صادق آتی ہے کہ کتّا اپنی قے کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہلائی ہوئی سورنی دلدل میں لوٹنے کی طرف[6]

اس آیت میں یوحنا نے بگڑے مسیحیوں کو کتّا اور سؤر کی مانند قرار دیا ہے[7]

[1] جیسا قرآن میں ہے ان هم الا کالانعام بل هم اضل سبيلا (الفرقان ع)، کہ وہ چارپایوں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں
[2] جیسا قرآن میں فرمایا مالهم به من علم یعنی انہیں اپنے عقائد کا کچھ علم نہیں صرف باپ دادا کی پَیروی کرتے چلے آرہے ہیں
[3] جیسا فرمایا ودت طائفة من اهل الكتٰب لو يضلّونكم وما يضلون الا انفسهم وما يشعرون (آل عمران ع) یعنی دوسروں کا بُرا کرنے کی بجائے انہی کا بُرا ہوگا۔ [4] قرآن مجید میں ان کو ضآلّین کہا گیا ہے۔ [5] یعنی دوسری قوموں سے سیاسی غلبہ کیوقت آزادی کے جھوٹے وعدے کرینگے جیسا یورپین طاقتوں سے ظہور میں آیا اور تاریخ جاننے والوں پر ظاہر ہے
[6] پطرس ۲ باب ۲۔ آیت ۱۲ تا ۲۲۔ [7] پطرس باب ۳ آیت ۳۔ اس لئے آخر زمانہ کے مسیح موعود کیلئے لکھا ہے یکسر الصليب ويقتل الخنزير کہ وہ صلیب کا زور توڑ دیگا یعنی گمراہ عیسائیت کے عقائد کا ابطال کریگا اور خنزیروں کو ماریگا یعنی بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح کریگا۔ کیونکہ الہامی کتب میں بُرے لوگوں کو کتّے اور سؤر کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دین سے ٹھٹھا کرنیوالے

پطرس آگے چل کر آنے والے جھوٹے مسیحیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:۔ "یہ پہلے جان لو کہ اخیر دنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھا کرنے والے آئیں گے جو اپنی خواہشوں کے موافق چلیں گے۔"

زمین اور اس پر رہنے والی کاریگر قوم کی تباہی

پطرس اپنے اس خط کے اخیر میں کجروی اور برگشتگی کے یہ حالات ایک ہزار سال کے بعد ظاہر ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"اے عزیزو! یہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے۔ اور ہزار برس ایک دن کے برابر۔ خداوند اپنے وعدہ میں دیر نہیں کرتا جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں: بلکہ تمہارے بارہ میں تحمل کرتا ہے اس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔ لیکن خداوند کا دن چور کی طرح آئے گا۔ اُس دن آسمان بڑے شور وغل کے ساتھ برباد ہوجائیں گے اور اجرامِ فلک حرارت کی شدّت سے پگھل جائینگے اور زمین اور اس پر کے کام جل جائیں گے[1]۔ جب یہ سب چیزیں اس طرح پگھلنے والی ہیں تو تمہیں پاک چلن اور دینداری میں کیا کچھ ہونا چاہیئے:"[2]

بگڑے مسیحی اندھے اور کوتاہ نظر ہیں

اناجیل میں بگڑے ہوئے مسیحیوں کو جن میں معرفت اور پرہیزگاری نہیں اندھے اور کوتاہ نظر قرار دیا گیا ہے۔ یہی صفت مسیح دجال کی اسلامی لٹریچر میں قرار دی گئی ہے۔ کہ وہ دینداری کے لحاظ سے اندھا اور کانا ہوگا۔ جس وجہ سے وہ کانا دجال مشہور ہے۔ مسیحیوں کو نصائح کرتے ہوئے پطرس اپنے دوسرے عام خط میں لکھتا ہے۔

"جس میں یہ باتیں (ایمان۔ معرفت۔ نیک اخلاق) نہ ہوں وہ اندھا ہے اور کوتاہ نظر"[3]

یہ عبارت بتاتی ہے کہ جب مسیحیوں میں ایمان۔ نیکی۔ معرفت پرہیزگاری۔ صبر۔ دینداری۔ برادرانہ الفت ومحبت نہ رہیں گے تو وہ اندھے اور کوتاہ نظر کہلائیں گے۔ اور مسیح کی شناخت میں بیکار اور بے پھل ہوجائیں گے۔ آجکل یورپ اور امریکہ میں جاکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ وہاں کیسے بدترین حالات ہیں اور ایمان واخلاق اور دینداری کا دیوالہ نکل گیا ہے یہاں تک کہ خود پادری لوگ ایسے لوگوں کو بناوٹی

---

[1] اس میں سورۂ رحمان کا مضمون بیان کیا ہے۔ جس میں ان قوموں کی بابت عذاب اور انکی ہلاکت کی پیشگوئی ہے۔

[2] پطرس ۲ باب ۳۔ آیت ۸ تا ۱۱۔ [3] پطرس باب آیت ۹

مسیحی اور مخالفِ مسیح اور بے دین قرار دے رہے ہیں۔

بگڑے ہوئے مسیحیوں کی عیش وعشرت والی ناپاک زرپرستانہ اور مکارانہ زندگی

اناجیل میں بگڑے ہوئے مسیحیوں کے اخلاق وعادات کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ آخری دنوں میں ان کی کیسی بری حالت ہوگی چنانچہ پولُس رسول تیمیتھیُس کے نام اپنے خط میں مسیحیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"لیکن یہ جان رکھ کہ آخر زمانہ میں بُرے دن آئیں گے کیونکہ آدمی خود غرض۔ زردوست شیخی باز مغرور۔ بدگو۔ ماں باپ کے نافرمان۔ ناشکر۔ ناپاک، طبعی محبت سے خالی۔ سنگدل تہمت لگانے والے۔ بے ضبط۔ تندمزاج۔ نیکی کے دشمن۔ دغاباز۔ ڈھیٹھ۔ گھمنڈ کرنے والے۔ خدا کی نسبت عیش وعشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے۔ وُہ دینداری کی وضع تو رکھیں گے مگر اس کے اثر کو قبول نہ کریں گے۔ ایسوں سے بھی کنارہ کرنا۔ ان میں سے وہ لوگ ہیں جو گھروں میں دبے پاؤں گھس آتے ہیں اور ان چھچھوری عورتوں کا دل قابو میں کر لیتے ہیں جو گناہوں میں دبی ہوئی ہیں اور طرح طرح کی خواہشوں کے بس میں ہیں اور ہمیشہ تعلیم پاتی رہتی ہیں مگر حق کی پہچان تک کبھی نہیں پہنچتیں۔ اور جس طرح کہ ینّیس اور یمبریس نے موسیٰ کی مخالفت کی تھی اسی طرح یہ لوگ بھی حق کی مخالفت کرتے ہیں یہ ایسے آدمی ہیں جن کی عقل بگڑی ہوئی ہے اور وہ ایمان کے اعتبار سے نامقبول ہیں۔ مگر اس سے زیادہ نہ بڑھ سکیں گے۔ اس واسطے کہ ان کی نادانی سب آدمیوں پر ظاہر ہوجائے گی۔"[1]

یہ پیشگوئی حرف بحرف موجودہ برگشتہ مسیحیوں پر چسپاں ہوتی ہے اور خود بعض مسیحی پادریوں نے اسے مغربی مسیحیوں پر چسپاں کیا ہے۔ پادری بوٹائل نے لکھا ہے کہ

"کلیسیا کو زمانہ گذشتہ میں بڑے صدمات پہنچے ہیں اور بڑی بے ایمانیوں اور بے دینی کا ظہور ہوچکا ہے۔ مگر موجودہ زمانہ کی بے دینی بے ایمانی اور بدعتوں نے گذشتہ سب زمانوں کے ریکارڈ مات کردیئے۔"[2]

سپرچولزم کا ظہور

پولُوس رسول کی پیشگوئی کے مطابق موجودہ مسیحی دنیا میں سپرچولزم کا ظہور بھی ہوچکا ہے۔ لکھا ہے:۔

لیکن رُوح صاف فرماتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں بعض لوگ گمراہ کرنے والی روحوں اور شیاطین

---

[1] تیمیتھیُس ۲ باب ۳۔ آیت ۱ تا ۹۔ [2] مسیح کی آمدِ ثانی صـ ۲۶

کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشتہ ہو جائیں گے۔"[1]

اس پیشگوئی پر ڈبلیو۔ای۔بی اپنی کتاب یسوع مسیح آرہا ہے (انگریزی) میں لکھتا ہے۔

"آجکل جو سپر چولزم رائج ہے۔ محض دھوکا بازی ہے۔ اس کا روحانی روشنی سے کوئی تعلق نہیں۔ ..... بہرحال آجکل سپر چولزم کے پیرو کار کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور یہ واضح طور پر اس بات کا نشان ہے کہ یہی آخری زمانہ ہے جس میں مسیح کی آمد کی خبر دی گئی تھی۔"[2]

یہودیوں کا فلسطین میں جمع ہونا

خدا تعالےٰ اسرائیل کے متعلق فرماتا ہے کہ اگرچہ میں سب قوموں کو جن کو میں نے تتر بتر کیا تمام کر ڈالونگا تو میں تجھے تمام نہ کرونگا (یرمیاہ $\frac{30}{11}$) اس پر ڈبلیو۔ای۔بی لکھتے ہیں:۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا وجود ہمیشہ رہے گا اور عاموس نبی کی پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی پھر فلسطین میں اکٹھے ہوں گے اور پھر وہاں سے نکالے نہیں جائیں گے۔"

بائبل کے مطالعہ سے ہمیں سینکڑوں ایسی پیشگوئیوں کا علم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اپنے وطن میں جمع ہوں گے لیکن یسوع مسیح نے یہ بھی فرمایا کہ یوروشلم ایک وقت تک غیر قوموں سے پامال ہوتا رہیگا۔ جب تک غیر قوموں کی میعاد پوری نہ ہو جائے۔ (لوقا $\frac{21}{24}$)

آخری زمانہ میں مسیحی بڑی دولت جمع کرینگے

یعقوب مسیحیوں کو نصائح کرتے ہوئے اپنے خط میں لکھتا ہے۔

"اے دولتمندو! ذرا سنو تو! تم اپنی مصیبتوں پر جو آنے والی ہیں روؤ اور واویلا کرو۔ تمہارا مال بگڑ گیا اور تمہاری پوشاکوں کو کیڑا کھا گیا۔ تمہارے سونے چاندی کو زنگ لگ گیا اور وہ زنگ تم پر گواہی دے گا۔ اور آگ کی طرح تمہارا گوشت کھائے گا۔ تم نے اخیر زمانہ میں خزانہ جمع کیا ہے۔" (یعقوب باب ۵ آیت ۱ تا ۳)

ان آیات سے واضح ہے کہ آخر زمانہ میں دولت جمع کرنے والے مسیحی ہوں گے۔ مگر بالآخر ان کی دولت تباہ ہو جائے گی۔ اور وہ روئیں گے اور واویلا کریں گے۔

مسیحیوں کے لئے حضرت مسیح کی تعلیم تو یہ تھی کہ اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو۔ جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے۔ اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے۔ نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے ہیں۔ اور چراتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تیرا مال ہے وہاں تیرا دل بھی لگا رہے گا۔" (متی باب ۶ آیت $\frac{19}{21}$)

[1] تیمیتھیُس $\frac{4}{1}$۔ [2] "یسوع مسیح آرہا ہے"۔ مطبوعہ امریکہ ۱۸۹۸ء

آگے فرمایا: "تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔" (ایضاً آیت ۲۵)

اب ہم موجودہ مسیحی دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ اس تعلیم کے خلاف گویا مخالف مسیح ہو کر زمین پر مال و دولت جمع کر رہے ہیں۔ انہوں نے لوٹ کھسوٹ کر کے اتنا مال جمع کیا ہے کہ اس وقت دنیا کی کسی اور قوم کے پاس اتنی دولت اور اتنا مال نہیں جتنا کہ مسیحی طاقتوں امریکہ۔ برطانیہ اور روس کے پاس ہے، اور ان قوموں کا دل و دماغ ایسی مال و دولت کی فکر و طلب میں لگا ہوا ہے۔ جیسے گھاس کھانے والے حیوان کی گردن گھاس کھانے میں جھکی رہتی ہے۔ اور اوپر کو نہیں اٹھتی اسی طرح ان قوموں کی مال و دولت جمع کرنے کا حال ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا تھا کہ دولت اور خدا دونوں جمع نہیں ہو سکتے یعنی اگر دولت کماؤ گے تو خدا کو نہ پاؤ گے اور خدا کو ڈھونڈو گے تو دولت نہ پاؤ گے چونکہ برگشتہ مسیحی اس تعلیم کے خلاف دولت کمانے کی طرف دن رات لگے ہوئے اور زمین کی طرف جھکے ہوئے ہیں اس لئے اب ان کا تعلق خدا سے نہیں رہا۔ روس نے تو مذاہب اور خدا سے خود ہی انکار کر دیا ہے اور امریکہ و برطانیہ کے مسیحی نقلی مسیحی ہیں خود مسیحی مخالف مسیح کو دجال کہتے ہیں۔ چونکہ وہ خود مخالفِ مسیح ثابت ہو رہے ہیں اس لئے ان مسلمات کے مطابق مسیح دجال ہیں۔

جھوٹا مسیح دنیا کی سب سلطنتوں کا مالک ہو جائے گا

انجیل میں سچے اور جھوٹے مسیح کی بابت ایک ایسی علامت اور ایک ایسا امتیازی وصف بیان کیا ہے کہ اس سے فیصلہ ہو جاتا ہے کہ کون مسیح دجال۔ مسیح کذاب۔ ابلیس کا مظہر، ہلاکت کا فرزند اور ابلیس کے سامنے سربسجود ہے وہ علامت اور امتیازی وصف یہ ہے کہ لکھا ہے۔ جھوٹا مسیح جب شیطان کو سجدہ کرنے والا ہو گا۔ تب دنیا کی سب سلطنتوں کا مالک بن جائے گا۔ آجکل صرف مسیحی قوم جو سب دنیا کی سلطنتوں کی مالک ہو گئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ مسیحی قوم خدا کو چھوڑ کر شیطان کے سامنے سربسجود ہو گئی ہے اور بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لئے ابلیس کی آلۂ کار بن گئی ہے۔ چنانچہ انجیل متی میں شیطان کی طرف سے مسیح کی آزمائش کے متعلق لکھا ہے۔

"پھر ابلیس اسے (مسیح کو۔ ناقل) ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی سب سلطنتیں اور ان کی شان و شوکت اسے دکھائی اور اس سے کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دونگا۔ یسوع نے اس سے کہا۔ اے شیطان! دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔ تب ابلیس اس کے پاس سے چلا گیا اور دیکھو فرشتے آکر اس کی خدمت کرنے لگے۔" (متی باب ۴۔ آیت $\frac{8}{11}$)

اس حوالے سے صاف ظاہر ہے کہ سچے مسیح نے تو ابلیس کی پیشکردہ دُنیا کی سلطنتوں کی بادشاہت کو ٹھکرا دیا ہے۔ اور کہا کہ اے شیطان! دُور ہو۔ خدا کے بغیر کسی کے سامنے سجدہ نہیں ہو سکتا اور نہ کسی اور کی عبادت روا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انجیل کی رُو سے جو مسیح دنیا کی سلطنتوں کا مالک ہو جائے وہ خدا کو نہیں شیطان کو سجدہ کرتا اور شیطان ہی کی عبادت کرتا ہے چونکہ وہ خدا سے کٹ جاتا ہے اس لئے خدا کے فرشتے اس کی مدد نہیں کرتے۔

اس واقعہ میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ مسیح کی قوم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ ابلیس اس کی بھی آزمائش کرے گا۔ اور جس طرح اس نے مسیح کو آزمایا اسی طرح وہ مسیح کی قوم کو بھی آزمائے گا نبی قوم کے لئے آئینہ ہوتا ہے۔ زندگی میں جو واقعات اسے پیش آئیں وہ آئندہ اس کی قوم کو بھی پیش آنیوالے ہوتے ہیں اس لئے ضروری تھا۔ کہ ابلیس آئندہ مسیح کی قوم کی بھی آزمائش کرتا سو موجودہ زمانہ میں ابلیس نے مسیح کی قوم کی آزمائش کی اور اسے کہا کہ اگر تو مجھے جھک کر سجدہ کرے تو دُنیا کی یہ سب سلطنتیں اور ان کی شان و شوکت تجھے دُونگا۔ مسیح کی موجودہ قوم نے ابلیس کی پیشگوئی کو نہیں ٹھکرایا جیسے سچے مسیح نے ٹھکرایا تھا بلکہ اسے قبول کیا۔ چنانچہ جب مسیح کی قوم نے ابلیس کی اس پیشکش کو قبول کیا اور اس کی اطاعت کرنا منظور کر لیا تو ابلیس نے دنیا کی سلطنتیں اور ان کی شان و شوکت اسے دیدی۔ اور اُسے دنیا میں اپنے ابلیسی کاموں اور دجل و فریب کے لئے آلۂ کار بنا لیا۔ جس کا مظاہرہ اس وقت بہ تمام وکمال ہو رہا ہے۔ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ موجودہ مسیحی قوم سچے مسیح کی جانشین نہیں رہی بلکہ شیطان و ابلیس کی جانشین اور آلۂ کار بن گئی ہے۔ گو وہ بظاہر مسیح کے معتقد ہیں، مگر درحقیقت مسیح کے مخالف ہیں۔ اسی لئے آسمان میں ابتدا ہی سے بگڑے ہوئے مسیحیوں کا نام مسیح دجال رکھا گیا تھا جس کے فتنوں سے سب نبیوں نے اپنی اپنی امتوں کو ڈرایا تھا کیونکہ اسے تمام دنیا کی سلطنتیں اور دنیا کی شان و شوکت ملنے والی تھی جس سے مخلوقِ خدا کثرت سے گمراہ ہونے والی تھی۔ پس جو مسیحی دنیا میں سیاسی غلبہ کو موجودہ عیسائیت کی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ اس زمانہ میں عیسائیوں کو تمام دنیا کی بادشاہت حاصل ہو گئی ہے اس لئے عیسائیت سچا مذہب ہے اور باقی سب مذاہب جھوٹے ہیں۔ انجیل کی آیت مذکورہ کی رُو سے یہ دعویٰ اور دلیل دونوں باطل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ دنیا کی بادشاہتیں حاصل ہو جانا انجیل کی رُو سے مسیحی قوم کے مخالفِ مسیح اور مسیح دجال ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ اس نے ابلیس کا آلۂ کار بن کر الوہیت مسیح، کفارہ مسیح کا جسمانی رفع

الی السماء اور ایسا ہی اس کا جسمانی نزول وغیرہ مشرکانہ عقائد گھڑ لئے اور پوپ کو رب قرار دیدیا اور دوسری طرف مسیحی قوم کے ایک حصّہ نے خدا اور مذہب اور روحانیت سے ہی انکار کر دیا۔ اور جدلی اشتراکی فلسفہ ایجاد کر لیا۔ جس کی بنیاد خدا اور الہام کی مخالفت اور اپنی من گھڑت لامذہبیّت پر ہے جن پر لوگوں کو چلا کر ابلیس کے سامنے سر جھکانا مقصود ہے۔ کیونکہ جو راستہ خدا کی طرف نہیں جاتا وہ ضرور شیطان کی طرف جاتا ہے۔

قرآنِ مجید کی سورۂ مائدہ رکوع ۱۴- اور آلِ عمران ع کے مضمون سے بھی جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ آخر زمانہ میں مسیحیوں کو وافر رزق و دولت اور بادشاہت ملے گی مگر اس کے ساتھ یہ وعدہ بھی تھا کہ اس کے بعد جو مسیحی خدا کی ناشکری اور شرک کریں گے انہیں شدید، غیر معمولی اور بے مثال عذاب ملے گا۔ کہ ایسا عذاب کسی اور قوم کو نہ ملے گا۔ ان آیات میں ہے کہ جب ابتدائی مسیحیوں نے مسیح سے روٹی اور خوان طلب کیا تو آپ نے کہا تھا کہ اس سے بہتر تقویٰ اور ایمان کی دولت ہے۔ اسے اختیار کرو۔ مگر انہوں نے اپنے مطالبہ پر اصرار کیا اور آپ کی صداقت کے نشان کے طور پر خوان مانگا تب خدا نے خوان دینے کا وعدہ کیا اور ساتھ ناشکری اور نافرمانی کرنے پر بے مثال عذاب کا بھی وعدہ دیا۔ مسیحیوں کے پہلے حصہ کو بھی مسیح کی دعا کے نتیجہ میں حکومت ملی تھی۔ اور اب مسیحیوں کے دوسرے حصّہ کو موجودہ زمانہ میں حکومت و شوکت ملی ہے۔ مگر انہوں نے مسیح و مریم کی پرستش اور مسیح کو کامل خدا مان کر شرک، ناشکری اور نافرمانی کی اور مسیحیوں نے پوپ کو بھی زمین پر ثانی خدا قرار دے دیا۔ اور ایک حصّہ نے خدا سے ہی انکار کر دیا۔ اور بڑے گستاخانہ بول بولے اس لئے وعدہ کے مطابق انہیں شدید و بے مثال عذاب ملے گا۔

مزدوروں اور سرمایہ داروں کی جنگ ہو گی

اسی طرح آخر زمانہ میں مسیح کی آمد ثانی کی علامات میں عیسائی لٹریچر میں یعقوب باب۵ آیت ۱-۶ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مزدوروں اور سرمایہ داروں کی جنگ ہو گی۔ یعقوب اپنے خط میں مسیحیوں کو نصائح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"دیکھو جن مزدوروں نے تمہارے کھیت کھائے ان کی وہ مزدوری جو تم نے دغا کر کے رکھ چھوڑی ہے۔ چلاتی ہے اور فصل کاٹنے والوں کی فریاد رب الافواج کے کانوں تک پہنچ گئی ہے۔ تم نے زمین پر عیش و عشرت کی اور مزے اُڑائے۔ تم نے اپنے دلوں کو ذبح کے دن موٹا تازہ کیا۔ تم نے راستباز شخص کو قصوروار ٹھہرایا اور قتل کیا وہ تمہارا مقابلہ نہیں کرتا۔" (یعقوب باب ۵۔ آیت ۱ تا ۶)

اس عبارت کے مطابق امریکہ و برطانیہ کے سرمایہ داروں نے جب مزدوروں پر زبردست زیادتیاں کیں اور ان پر ناانصافیاں روا رکھیں اور مسیحی کلیسیا نے ان سرمایہ داروں کی پیٹھ ٹھونکی اور ان سے مل کر غریبوں کا خون پیا۔ اور ان کا خون پسینہ ہضم کر لیا تو اس کے ردِّ عمل کے طور پر جرمنی کے ایک یہودی النسل مسیحی کارل مارکس نے اشتراکیت کی بنیاد رکھی۔ جس کا تجربہ روس میں ظاہر ہو رہا ہے۔ مارکس نے سرمایہ داری نظام کے خلاف بغاوت کی اور آج زمین کے چپّہ چپّہ پر ملک ملک میں گاؤں گاؤں میں مزدوروں اور سرمایہ داروں کی انفرادی اور اجتماعی طور پر منظم کشمکش اور جنگ ہو رہی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے علمبردار بھی مسیحی ہیں۔ اور اشتراکی روس بھی مسیحی تھے جنہوں نے اب مسیحیت کے خلاف بھی بغاوت کی ہے۔ کیونکہ وہ مسیحیت کو سرمایہ داروں کا حامی سمجھتے تھے۔

عیسائی مشنریوں کا عالمگیر جال

مسیح کی آمدِ ثانی کے وقت آخر زمانہ کی علامات میں سے یہ علامت بھی لکھی ہے کہ اس زمانہ میں انجیل کی عالمگیر منادی ہو گی۔ متی میں لکھا ہے:۔

"بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہو گی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہو گا۔" (متی باب ۲۴۔ آیت ۱۴)

ڈبلیو۔ ای۔ بی عیسائی نے مسیح کی آمدِ ثانی کی علامات میں لکھا ہے۔ کہ

"تمام علامات پوری ہو چکی ہیں اب صرف انجیل کی عالمگیر اشاعت کی ضرورت ہے۔ دُنیا کی تقریباً تمام اقوام اور ممالک میں سوائے تبت۔ نیپال۔ بھوٹان اور اسلامی ممالک میں سے افغانستان اور سوڈان کے عیسائیت کا پرچار ہو چکا ہے۔ ان ممالک میں سے بھی بعض میں بائبل کی اشاعت ہو چکی ہے۔ اور عیسائی مناد داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ میں خود بخود اس زمین کے ہر مُلک، جزیرہ، قوم اور قبیلہ میں عیسائی مشنریوں کا جال بچھ گیا ہے۔ اور ہم صحیح طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے رُوحانی بادشاہ مسیح کی آمد بالکل قریب ہے۔"[۱]

اے۔ ایم اکبر ایک اور عیسائی فاضل لکھتے ہیں:۔

"اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ آجکل دنیا میں ایک کتاب موجود ہے جو نہ صرف عبرانی یونانی۔ فارسی میں موجود ہے۔ بلکہ گیارہ "سو سے زائد زبانوں میں اس کے تراجم موجود ہیں۔

[۱] "یسوع مسیح آ رہا ہے" انگریزی مطبوعہ امریکہ طبع ۱۸۹۸ء۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں انٹی کرائسٹ پر جو مقالہ لکھا گیا ہے اس میں اعتراف کیا گیا ہے کہ مختلف ادوار میں پوپ اور اسکے سلسلہ کو مسیح دجال کہا گیا اس مقالے کے بعض جملوں کا ترجمہ یہ ہے۔ عیسائی مصلحین پہلے زیادہ تر پوپ کو انٹی کرائسٹ کہتے تھے لیکن سولہویں صدی کی تحریکِ اصلاح کے دوران اس تحریک کے لیڈروں نے یہ اعلان کیا کہ پاپائیت

یہ کتاب عالمگیر ہے۔ آج کتابی دنیا میں جو حیثیت اسے حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو ہرگز حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہو گی۔ ہمارے زمانہ میں نہ کسی مذہب کو عروج ایسا حاصل ہوا ہے۔ اور نہ کسی کتاب کو۔ آج تمام قومیں بائبل ماننے والی قوموں کے آگے سرِ تسلیم خم کرتی ہیں۔"[۱]

پس یہ وہی زمانہ ہے کہ جس میں مسیح موعود آنا چاہیئے تھا۔ جب عیسائیوں کے مبیّنہ علامات کے مطابق تمام علامات پوری ہو چکی ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیوں اب تک ان کا مزعومہ مسیح آسمان سے نہ اُترا؟ یہاں تک کہ انجیلی واعظ منادی کر رہے ہیں کہ اب آخر زمانہ کی علامات میں سے ہماری دنیا کے سامنے ہلاکت اور بربادی کے سوا اور کوئی چیز باقی نہیں رہی[۲]

تمام برّی و بحری ممالک میں پادریوں کے مضبوط مورچے

اس زمانہ میں تمام برّی و بحری ممالک میں عیسائی پادریوں نے جھوٹی مسیحیت پھیلانے اور دینِ حق کی مخالفت کرنے کے لئے مضبوط مورچے قائم کئے۔ پادری بُوٹائل مسیح کی آمدِ ثانی کے رسالے میں پورے زور و شور اور فخر سے لکھتا ہے:۔

"مسیحیت کا فتح مند جھنڈا ہر ملک اور قوم کے سر پر لہرا رہا ہے۔ ..... دنیا کے ہر برّی و بحری ممالک میں انجیلی مبشّر مورچے باندھے بیٹھے ہیں۔"[۳]

پس انجیل کی عالمگیر منادی والی علامات بھی پوری ہو چکی ہیں اور جب تسلیم ہے کہ مسیح کی آمدِ ثانی کی تمام علامات پوری ہو چکی ہیں اور کوئی علامت باقی نہیں رہی تو عیسائیوں کے مزعومہ مسیح کی آمدِ ثانی کیوں التواء میں پڑی۔ حقیقت یہ ہے کہ سچّا مسیح بھی آ چکا ہے مگر تا حال عیسائی اُسے شناخت نہیں کر سکے جیسے پہلے مسیح کو یہود شناخت نہ کر سکے تھے۔

باب دہم

مسیح دجّال اور یاجُوج و ماجُوج کا عبرتناک انجام

مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کے انجام کے متعلق گذشتہ ابواب میں کئی مقامات پر ضمناً ذکر

[۱] "موجودہ سچائی سلسلہ" شائع شدہ منٹگمری روڈ لاہور۔ [۲] ایضاً۔ [۳] "مسیح کی آمدِ ثانی" صفحہ ۱۹

ہوچکا ہے ان کے تکرار کی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ قرآن و احادیث اور تورات و اناجیل میں ان کے عبرتناک انجام اور تباہی کے بارے میں جہاں جہاں مزید ذکر آیا ہے وہ ہم بیان کریں گے ان کی ترقی کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں وہ دُنیا دیکھ چکی ہے اور دیکھ رہی ہے کہ وہ کس طرح حرف بحرف پوری ہو چکی ہیں اور پوری ہو رہی ہیں۔ اور شاید آگے بھی پوری ہوتی نظر آئیں گی جن کی تفصیلات گذر چکیں اس کے بعد وہ پیشگوئیاں جن میں ان کی تباہی کا ذکر ہے اور ابھی پُوری نہیں ہوئیں۔ وہ بھی ضرور پوری ہو کر رہیں گی جس طرح ترقی و غلبہ کی بابت پیشگوئیاں پُوری ہوگئیں۔ چاند پر قدم رکھنے کے بعد یاجوج و ماجوج کی ترقی انتہا کو پہنچ چکی ہے اب تباہی کا وقت بھی قریب ہے۔ قرآن مجید میں نافرمان عیسائیوں پر عام اور خاص عذابوں کا ذکر کئی جگہ موجود ہے۔

عام اور بےمثال عذاب دیئے جانے کا ذکر

سورۂ مائدہ میں ہے فرمایا عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے آپ کی زندگی میں کھانوں کا بھرا ہُوا خوان طلب کیا۔ کہ تو خدا سے ہمارے لئے خوان مانگ! آپ نے فرمایا ایسے خیالات اور ایسی خواہشات سے بچو اور تقویٰ اختیار کرو اگر تم مومن ہو مگر حواریوں نے اصرار کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں تاکہ ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہم تجھے سچا جانیں اور ہم گواہی دینے والوں میں سے بن جائیں۔ حواریوں کے اس اصرار پر آپ نے خدا سے دُعا کی کہ اے میرے رب ہم پر آسمان سے کھانوں سے بھرا ہوا طشت اُتار جو ہم مسیحیوں میں سے پہلے حصّہ کے لئے بھی عید کا موجب ہو اور آخری حصّہ کے لئے بھی عید کا موجب ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رزق دے تو سب رزق دینے والوں میں سے بہتر رزق دینے والا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ایسا مائدہ تم پر یقیناً نازل کروں گا۔ پس جو کوئی بھی تم میں سے اس کے نازل ہونے کے بعد ناشکری کرے گا۔ مَیں اس کو ایسا عذاب دُوں گا کہ دُنیا میں سے کسی اور قوم کو ایسا عذاب نہ دوں گا۔ (سُورۂ مائدہ ع ۱۴)

چونکہ عیسائیوں نے کمال ترقی ملنے کے باوجود خالق کی نافرمانی کی اور شرک و الحاد پھیلا کر دُنیا والوں کو بے مثال طور پر گمراہ کیا ہے۔ اس لئے انہیں بے مثال عذاب دیا جانا مقدّر ہے۔ سورۂ آل عمران میں بھی مسخ شدہ عیسائیوں کے متعلق ان کے شرک کی وجہ سے انہیں بے مثال عذاب دیئے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ مسیحیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ (آلِ عمران ع ۶)

یعنی جن لوگوں نے کفر کیا مَیں انہیں دُنیا و آخرت میں شدید عذاب دُوں گا اور ان کے لئے کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔

معلوم ہُوا کہ یہ وعدہ مسیحی قوم کے متعلق تھا نہ کہ صرف حواریوں کے متعلق جیسا بعض لوگ سمجھتے ہیں مسیحی قوم کے ابتدائی دَور یعنی رومی دور میں بھی عیسائیوں کو بڑی کامیابیاں ہوئیں اور آخری دَور یعنی اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں بھی عیسائیوں کو بڑی کامیابیاں ہوئیں۔

چاہیئے یہ تھا کہ مسیحی قوم خدا کا بے انتہا شکر کرتی ایسا شکر کہ کسی اور قوم نے نہ کیا ہوتا مگر انہوں نے خدا کا شریک ٹھہرا کر ناشکری و نافرمانی کی اس لئے انہیں وعدہ کے مطابق غیر معمولی اور بےمثال عذاب ملے گا۔ اس بے مثال عذاب کی کیفیت کیا ہو گی یہ تو در اصل عذاب آنے پر ہی معلوم ہوگا۔ اس سے قبل تو بہتر اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کی کیفیت کیا ہو گی تاہم بعض اشارات قرآن مجید میں نافرمان عیسائی گروہوں پر عذاب آنے کے بارے میں کئے گئے ہیں۔ جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس بے مثال عذاب کے خاص اجزاء اور اس کی اہم کڑیاں کیا اور کیسی ہوں گی۔ مثلاً سورۂ کہف ع ۱ میں مسیح دجال یعنی خدا کا بیٹا بنانے والی قوم کو "بَأْس شدید" کا انذار کیا گیا ہے۔ جس کا بیان گذر چکا بَأْس شدید کے معنی سخت لڑائی۔ شدید خوف اور شدید عذاب یا شدید غم کے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ دجالی گروہ اور ان کے سیاسی نمائندے باہم لڑائیاں کریں گے اور ان پر شدید خوف و گھبراہٹ پیدا ہو گی اور سخت غم میں بھی مبتلا ہوں گے بؤس کے معنی احتیاج اور تنگدستی کے بھی ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں لڑائیوں کے نتیجہ میں شدید احتیاج اور ضروریاتِ زندگی کی شدید تنگدستی بھی پیدا ہو گی چونکہ انہوں نے باہمی لڑائیوں کے لئے مہلک آلاتِ جنگ اور آتشین اسلحہ ایجاد کیا ہوگا۔ اس لئے سورۂ رحمٰن میں خود ان پر آگ۔ بم اور کاسمک ریز گرائے جانے کا ذکر کیا ہے فرمایا۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ
وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا
لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا
شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ

"اَلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ (سورۂ رحمٰن ع۲)

ترجمہ۔ اے دونوں زبردست طاقتو! ہم تم دونوں کے لئے فارغ ہو رہے ہیں پھر بولو! کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔ اے جنّ وانس کے گروہ! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمان و زمین کے کناروں سے نکل بھاگو تو نکل کر دکھادو۔ تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے ہو تباؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔ تم پر آگ کا ایک شعلہ گرایا جائے گا اور تانبا بھی گرایا جائے گا۔ پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے۔ اب تباؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔ جب آسمان پھٹ جائے گا اور سُرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا وہ آخری فیصلہ کی گھڑی ہوگی اب تم تباؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔ اس فیصلہ کے دن نہ انسان سے اس کے گناہ کے متعلق پوچھا جائے گا نہ جنّ سے اب تم دونوں تباؤ کہ تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔ مجرم اپنے چہروں کی علامتوں سے پہچان لئے جائیں گے اب تم تباؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔ یہ وہ جہنم ہے جس کا مجرم انکار کرتے ہیں جب اس میں داخل ہونے کا دن آئے گا وہ اس دوزخ کے درمیان اور اُبلتے ہوئے پانی کے درمیان گھوم رہے ہوں گے اب بولو تو سہی کہ تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

سَنَفْرُغُ میں اشارہ ہے کہ جنّ وانس کے ان گروہوں کو کچھ مہلت دے دی جائے گی تاجو کرتوت انہوں نے کرنے ہیں وہ خوب کرلیں۔ اور کوئی کسر نہ رکھیں تا بے مثال عذاب کے مستحق قرار پائیں۔

اَیُّهَا الثَّقَلٰنِ میں جن دو زبردست طاقتوں کو مخاطب کیا ہے اس سے روس اور امریکہ کی طاقتوں کا مجموعہ مراد ہے۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ الایٰ میں تباہی کے وقت بار باران کو یاد دلایا جائے گا کہ کیا بے انتہاء نعمتیں تم پر نازل نہ ہوئی تھیں اور تم دین سے تمسخر اور حق کی تکذیب نہ کیا کرتے تھے؟ پس اب مزہ چکھو اور خوب چکھو!

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ میں جنّ سے مراد امراء ہیں۔ اور انس سے مراد عوام۔ آجکل ایک طرف امراء کا گروہ یا بلاک ہے جسے کیپٹل ازم اور دوسری طرف پرولتاریت یعنی عوام کا گروہ یا بلاک ہے۔

یا یوں کہو کہ روس کا۔ یا یوں کہیئے کہ جنّ سے ڈکٹیٹر شپ کے اور انس سے جمہوریت کے علمبردار گروہ مراد ہیں۔ ڈکٹیٹر شپ کی نمائندگی روس اور جمہوریت کی امریکہ کر رہا ہے اور جنّ میں سرکشی اور پوشیدگی کا جو مفہوم ہے وہ روس پر اس لحاظ سے خاص طور پر چسپاں ہوتا ہے کہ روس کی ترقی اور ڈکٹیٹر شپ آہنی پردہ کے پیچھے پوشیدہ حالت میں پنپی ہے۔

یہ جو فرمایا کہ تم آسمان و زمین کے کناروں سے سوائے سلطان کے نہیں نکل سکتے کہ اس میں بیان کیا ہے کہ یہ دونوں طاقتیں یعنی امریکہ اور روس آسمانی ستیاروں پر پہنچنے اور وہاں اپنا کیمپ قائم کرنے اور تخت بچھانے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ وہ سالہا سال سے اس مقصد سے راکٹ تیار کرکے آسمان کی طرف پروازیں کرتے تھے اور حال ہی میں ۲۱ر جولائی ۱۹۶۹ء کو امریکہ کے دو خلا باز چاند کی سطح پر قدم رکھ چکے ہیں جن کا نام نیل آرمسٹرانگ اور ایڈون آلڈرن ہے۔ ان کا تیسرا معاون مائیکل کولنز تھا جو ۲۴ر جولائی ۱۹۶۹ء کو واپس زمین پر آچکے ہیں۔ روس نے بھی اپنا جہاز جس میں کوئی انسان سوار نہ تھا اسی روز چاند پر اتارا ہے۔ آیت مذکور میں خبر دی ہے کہ بعض اجرام فلکی تک تو تم پہنچ سکتے ہو مگر وہاں بھی ہمارا غلبہ واقتدار ہی نظر آئے گا۔ ہماری حکمرانی اور قدرت سے کہیں بھی تم بھاگ نہیں سکتے اور آخر تم پکڑے جاؤ گے۔

شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ میں اُن پر آگ کے شعلوں یعنی کاسمک ریز اور بموں کو گرائے جانے کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کبھی غالب نہیں آسکتے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ الایٰ میں فرمایا کہ ان کو ہر طرف مصیبت ہی مصیبت نظر آئے گی جنگ کی تیاری کریں گے تو اقتصادی بحران میں مبتلا ہوں گے اور اگر تیاری چھوڑ دیں گے تو جنگ میں دشمن کا شکار ہو جائیں گے۔

عیسائیت کی تباہی کیلئے تین جھٹکے

قرآن مجید کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی طاقت رفتہ رفتہ گھٹائی جائے گی اور باہمی جنگوں کے ذریعہ وہ کمزور ہوتے چلے جائیں گے چنانچہ سورۂ تطفیف میں عیسائیوں کی تباہی کے لئے تین جھٹکوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن کے ذریعہ رفتہ رفتہ ان کی طاقت گھٹتی چلی جائے گی۔ سورۃ مذکور میں کفر کے ذکر کے بعد تین دفعہ كَلَّآ آتا ہے اور ایک دفعہ كَلَّآ مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی

پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا ۔ دوسری جنگِ عالمگیر ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک جاری رہی ۔ یہ دُوسرا جھٹکا ہے ۔ اس کے بعد ایک تیسری جنگِ عظیم ہوگی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہوگا۔ اس کے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچے گا اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہوجائیں گی ......[1]

جن روایات میں آتا ہے کہ مسیح دجال کو مسیح موعود باب لُدّ پر ایک حربہ سے قتل کرے گا۔ ان کی تشریح گذر چکی ہے کہ اس حربہ سے کوئی ظاہری حربہ یا تلوار مراد نہیں ہے بلکہ اس سے آسمانی حربہ مراد ہے اور وہ الہامی دلیل ہے جس سے مسیح دجال کے دین کو مغلوب کیا جائے گا اور اس کا رعب دلوں سے جاتا رہے گا ۔ اسی طرح مسلم و بخاری میں کسرِ صلیب کا بھی ذکر آتا ہے ۔"قتلِ دجال" اور "کسرِ صلیب" مآل و مفہوم کے لحاظ سے یکساں مطلب رکھتے ہیں ۔"کسرِ صلیب" کا نام ہی قتلِ دجال ہے اور قتلِ دجال کا نام "کسرِ صلیب" ہے اسی طرح یہ حدیث بھی مع تشریح گذر چکی ہے کہ مسیح دجّال مسیح موعود کو دیکھ کر پانی میں نمک کی طرح پگھلنا شروع ہوجائے گا یعنی رفتہ رفتہ کمزور ہوتا چلا جائے گا ان تمام احادیث کو مجموعی نظر سے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کے عروج کے وقت مسیح موعود مبعوث ہوں گے جو ان کے مذہبی دجل و فریب ۔ ان کی صلیب ۔ نصرانیت اور فلسفیانہ تعلیمات کو باطل کر دے گا۔ جس سے ان قوموں کا علمی رعب جاتا رہے گا ۔ اور وہ علمی و مذہبی میدان میں پسپا ہوتے چلے جائیں گے مسیح موعود اور ان کی جماعت کی تبلیغی کوششیں اور دعائیں ان کی ہلاکت اور غلبۂ اسلام کے لئے مشرق و مغرب میں جاری ہوں گی ان کے نتیجہ میں ان میں مختلف قسم کی کمزوریاں ۔ فساد اور فتنے پیدا ہوتے چلے جائیں گے اور وہ خدا کے بے مثال عذاب میں مبتلا ہوں گے جس کا ذکر ہوچکا ہے پس دجال اور یاجوج و ماجوج کی ہلاکت و تباہی کے بارے میں قرآن و احادیث میں جو بیانات اور کیفیات آئی ہیں ان میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں بلکہ وہ ان کے مختلف مقامات ۔ مختلف اوقات اور مختلف قوموں اور ان کے مختلف مددگاروں کے لحاظ سے بیان ہوئی ہیں کیونکہ وہ سب دُنیا میں پھیل چکے ہوں گے اور اطراف و اکنافِ عالم میں جہاں کہیں وُہ ہوں گے تو ان میں بعض وبائی بیماریاں پھوٹ پڑیں گی ۔ اور ان سے مرینگے کہیں ان میں مذہبی و علمی فتنے برپا ہوں گے کہیں انہیں دلائل کے میدان میں شکستیں ملیں گی اور وہ ذلیل ہوجائیں گے اور لڑائیوں اور جنگوں کے ذریعہ بھی قتل ہوں گے ۔ خوف، اقتصادی بدحالیوں اور شدید احتیاج میں بھی مبتلا ہوں گے غرضیکہ جو مختلف کیفیتیں قرآن و احادیث میں ان کے عذاب و

[1] تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم نصف اوّل از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ

تباہی کے بارے میں بیان ہوئی ہیں وہ سب اپنی جگہ درست ہیں اور جب وہ تباہی ان پر وارد ہوگی تو وہ ایسی عبرتناک ہوگی کہ کسی قوم پر ایسی عبرتناک تباہی آج تک نہ آئی ہوگی اور لوگ اُن کے مُردوں اور ان کی بدبودار نعشوں کو مخاطب کرکے کہیں گے کہ تو ہی وہ قوم ہے جو ساری دُنیا پر تصرف و اقتدار رکھتی تھی اور بڑے بڑے بول بولتی تھی اور جو آسمانوں کے سیّاروں اور ستاروں سے بھی آگے اپنا تخت بچھانا چاہتی تھی اور تم میں سے بعض گروہ یہ کہتے تھے کہ "ہم نے اس خدا کو آسمانوں میں کہیں نہ پایا ۔ جیسے مذہبی لوگ پیش کیا کرتے ہیں"۔[1]

ابولہب صفت طاقتیں مع اپنی تمام کسب و مال اور مددگاروں کے ہلاک ہوں گی

سورۂ لہب میں بھی ابولہب صفت طاقتوں کے کسب و مال اور تمام آلۂ کار اور مددگاروں کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اور ابولہب زمانۂ نبویؐ میں بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور آخر زمانہ میں بھی ابولہب صفت طاقتوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑکائی تھی جو ابُولہب کی طرح سُرخ و سفید ہیں اور وہ یورپین اقوام اور چین وغیرہ شمال مشرقی طاقتیں ہیں یورپین اقوام کو سفید فام اور چینیوں کو بوجہ اس کے کہ ان کا قومی نشان سُرخ ہے سُرخ چین کہتے ہیں ۔ فرمایا ۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ہ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ہ سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ہ فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ہ (سورۃ لہب ع۱)

یعنی شعلہ کے باپ کے دونوں ہاتھ شل ہوگئے ہیں اور وہ خود بھی شل ہوکر رہ گیا ہے اس کے مال نے اسے کوئی فائدہ نہیں دیا ۔ اور نہ اس کی کسب و کوشش نے کوئی فائدہ دیا ہے وہ ضرور آگ میں پڑے گا جو اس کی طرح شعلے مارنے والی ہوگی اور اس کی بیوی بھی جو ایندھن اُٹھا اُٹھا کر لاتی ہے ۔ آگ میں پڑے گی ۔ اس کی بیوی کی گردن میں کھجور کا سخت بٹا ہوُا رسّہ باندھا جائیگا جو کبھی نہ ٹوٹے گا ۔

اس زمانہ میں دو ہی جتھے ایسے ہیں جو اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف متحد ہیں ۔ ایک جتھہ بعض مغربی طاقتوں پر مشتمل ہے اور ایک جتھہ مشرقی طاقتوں اور ان کے ساتھیوں کا ہے ۔ ابولہب سے مراد ابولہب نام کے مستحق یہ دونوں جتھے یا اقوام ہیں جو آخر زمانہ میں پیدا ہونے والی تھیں ۔

[1] صدق جدید لکھنؤ ۱۲ر فروری ۱۹۵۹ء سابق روسی وزیر اعظم خروشیف کی تقریر کا ایک ٹکڑا ۔

اور جو ظاہر میں بھی ابولہب ہیں کیونکہ ان کے رنگ سُرخ و سفید ہیں اور باطنی لحاظ سے بھی ابولہب ہیں کیونکہ آگ کی جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنا رہے ہیں اور اس لحاظ سے بھی وہ ابولہب ہیں کہ ان میں سے بعض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہریلا لٹریچر پیدا کرنے اور شائع کرکے جذبات کی آگ بھڑکا رہے ہیں اور اسلامی حکومتوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہتے ہیں اور ایک جتھہ ایسا ہے جو اللہ تعالےٰ اور اس کی کلام اور آخرت کے خلاف مخالفانہ لٹریچر لکھتا اور کوشش کر رہا ہے۔ اور دہریت اور بے دینی پھیلا رہا ہے یعنی مشرقی جتھہ جس نے بہت بڑی اسلامی حکومتوں کو تہ وبالا کر دیا ہے۔ جیسے سمرقند۔ بخارا سنکیانگ کے علاقے اپنے قبضے میں کر لئے ہیں اور ٹرکی اور عراق اور ایران کے خلاف وہ منصوبے کرتا رہتا ہے۔ اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو اور ان کے ساتھیوں کو ناکام کر دے گا۔ اس کا اپنا مال اور اِدھر اُدھر سے کمایا ہوا مال دونوں اکارت جائیں گے۔ ابولہب کی بیوی سے مراد ان طاقتوں کے وہ اندرونی گروہ ہیں۔ جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی حکومتوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔ جو لکڑیاں ڈال ڈال کر حکومت کی آگ کی طاقت کو بڑھا رہے ہیں۔ لکڑیاں ڈالنے سے مراد اس جگہ شبہ دلانا ہے۔ ایسے لوگ مغربی اور مشرقی ممالک میں موجود ہیں۔ جو اسلام کے خلاف لٹریچر لکھواتے اور اسرائیل کی تائید کے لئے ان ممالک کو اُکساتے ہیں اس کے گلے میں مضبوط رسہ ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کی مخالفت اسلام کے خلاف اتنی شدید ہوگی کہ اسے گلے کا ہار بنائیں گی اور اسے دُور کرنا مشکل ہوگا اس میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ قومیں بظاہر آزاد ہوں گی مگر درحقیقت رسوم و رواج کے طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے۔ اور گلے پڑے ہوئے اس طوق سے ان کی رہائی مشکل ہوگی اور جب تک خدا ان کو آزاد نہ کرائے وہ حقیقی آزادی حاصل نہیں کر سکتیں۔[1]

سورۂ ہُمزہ میں بھی اشارہ ہے۔ کہ آخر زمانہ میں اسلام کی عیب چینی کرنے والے دولتمند لوگ ہلاک ہوں گے انہیں ایسی آگ گھیرے گی جو دلوں میں پیدا ہوگی۔ یعنی دلوں میں ان کے خلاف سخت اشتعال پیدا ہوگا۔ فرمایا۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۨالَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ۔ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ۔ نَارُ

[1] تفصیل کے لئے تفسیر کبیر جلد ششم جزد چہارم حصّہ چہارم تفسیر سورۃ لہب۔

اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ۔ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ۔ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ۔ (ہُمزہ عٌ)

یعنی ہر غیبت کرنے والے اور عیب چینی کرنے والے کے لئے عذاب ہے جو مال کو جمع کرتا ہے اور اس کو شمار کرتا رہتا ہے جو خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کے نام کو باقی رکھے گا۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ یقیناً اپنے مال سمیت حُطَمہ میں پھینکا جائے گا۔ اے مخاطب! تجھے کیا معلوم کہ حُطَمہ کیا چیز ہے یہ وہ بھڑکائی ہوئی اللہ کی آگ ہے جو دلوں پر چڑھ جائے گی پھر وہ سب طرف سے بند کی جائے گی اور وہ لوگ لمبے ستونوں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔

یہ مضمون گو عام ہے اور ہر زمانہ کے عیب چینوں اور غیبت کرنے والوں پر مشتمل ہے تاہم اس زمانہ میں عیب چینی کرنے والوں کا فرد کامل عیسائی پادریوں کا گروہ ہے جو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسلام اور قرآن مجید یعنی خدا کے کلام کی عیب چینی کرتے ہیں اور مسلمانوں کے پس پشت بھی ان کے خلاف منصوبے کرتے رہتے ہیں پھر ان کی جو علامت بتلاتی ہے کہ وہ مال جمع کرتا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے۔ اور اس پر ہمیشہ رہنے کا فخر کرتا ہے یہ علامت موجودہ پادریوں اور ان کے سیاسی نمائندوں کی ہے اہلِ مغرب مشرق والوں کو ہیچ بلکہ ہیچ سمجھتے اور انہیں سیاہ فام اور اپنے آپ کو سفید فام کہکر ان کی حقارت اور اپنی برتری کا دعوٰی کرتے ہیں اور اسی وجہ سے مشرق والوں پر حکومت کا حق بھی جتلاتے ہیں جگہ جگہ مغربی ممالک یورپ اور امریکہ وغیرہ میں نسلی امتیاز کی آگ بھڑک اٹھی ہے سُورۃ میں خبر دی ہے کہ یہ امور مشرق والوں کے دلوں میں ان کے خلاف آتش غیظ و غضب خوب بھڑکائے گی اور اہل مشرق اشتعال عام کی آگ سے چاروں طرف اہلِ مغرب کو گھیر لیں گے۔ یہی تفسیر خواجہ حسن نظامی اور شیخ سنوسی نے بھی بیان کی ہے۔[2]

یاجوج و ماجوج کے عبرتناک انجام کے متعلق احادیث نبوّیہ کی پیشگوئیاں

فاطمہ بنت قیس کی روایت مع تشریح گذر چکی ہے اس کا جو حصہ یاجوج و ماجوج کے غلبہ کے بعد انہیں ایک خاص وبائی بیماری کے ذریعہ تباہ کرنے سے متعلق ہے۔ اسے ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

ویبعث اللہ یاجوج وماجوج وھم من کلّ حدب ینسلون۔ فیمّر

[2] امام مہدی کے انصار اور ان کے فرائض از خواجہ حسن نظامی دبیر حلقۂ نظام المشائخ دہلی صفحہ ۲۶۔ تفصیل "امام مہدی کا ظہور" نامی کتاب میں مل سکے گی۔

اوائلھم علی بحیرۃ طبریۃ فیشربون ما فیھا ویمرّ اٰخرھم فیقولون لقد کان بھذہ مرۃً ما و یحصر نبیُّ اللہ عیسٰی علیہ السّلام واصحابہ حتّٰی یکون رأس الثور لاحدھم خیرًا من مأۃ دینارٍ لاحدکم الیوم فیرغب نبی اللہ عیسٰی واصحابہ فیرسل اللہ علیھم النغف فی رقابھم فیصبحون فرسی کموت نفسٍ واحدۃٍ۔ ثم یھبط نبی اللہ عیسٰی علیہ السلام واصحابہ الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الاملاہ وھھم ونتنھم فیرغب نبی اللہ عیسٰی علیہ السلام واصحابہ الی اللہ فیرسل اللہ علیھم طیرًا کاعناق البخت فتحملھم فتطرحھم حیث شاء اللہ ثمّ یرسل اللہ مطرًا لایکن منہ بیت مدرٍ ولا وبرٍ فیغسل الارض حتّٰی یترکھا کالزلفۃ ثم یقال لِلارض انبتی ثمرتک وردی برکتک فیومئذٍ تأکل العصابۃ من الرمانۃ وَیستظلون بقحفھا ویبارک فی الرسل حتی ان اللقحۃ من الابل لتکفی الضأم من النّاس واللقحۃ من البقر لتکفی القبیلۃ من الناس واللقحۃ من الغنم لتکفی الفخذ من الناس فبینما ھم کذالک اذا بعث اللہ ریحًا طیبۃ فتأخذھم تحت اباطھم فیقبض روح کل مؤمنٍ وکل مسلمٍ ویبقی شرالناس یتھارجون فیھا تھارج الحُمر فعلیھم تقوم الساعۃ

(صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفتن)

اور خدا یاجوج وماجوج کو بھیجے گا جو ہر پہاڑی اور سمندر سے پھلانگتے ہوئے پھیل جائیں گے اوّل وہ بحیرۂ طبریہ (شام) پر گذریں گے اور جو کچھ ان میں ہوگا اسے پی ڈالیں گے اور ان کے پچھلے لوگ گذریں گے۔ تو کہیں گے کہ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد یاجوج وماجوج آگے بڑھیں گے خدا کا پیغمبر عیسیٰ اور اس کی جماعت گھِرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر سو اشرفی سے افضل ہوگا یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی۔ پھر خدا کا رسول عیسےٰ اور اس کے احباب دعا کریں گے۔ کہ خدا یاجوج وماجوج کو ہلاک کردے۔ خدا یاجوج وماجوج پر کیڑوں کا عذاب بھیجدے گا ان کی گردنوں میں کیڑے پڑجائیں گے (جیسے اونٹ اور بکری کی ناک میں پڑتے ہیں) جس سے صبح تک سب مرجائینگے پھر عیسےٰ اور ان کے اصحاب پہاڑ سے زمین پر آئیں گے اور زمین پر ایک بالشت زمین بھی نہ پائیں گے

جو یاجوج وماجوج کی چربی اور بدبو سے محفوظ ہو۔ عیسیٰ اور اس کے اصحاب پھر خدا سے دُعا کریں گے کہ وہ اس مصیبت سے انہیں نجات دے۔ خدا تعالےٰ ایسے پرندوں کو بھیجے گا جن کی گردنیں بختی (خراسانی اُونٹ) کی مانند ہوں گی۔ یہ پرندے یاجوج وماجوج کی نعشوں کو اُٹھائیں گے اور جہاں خدا کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے۔ پھر خدا تعالےٰ ایسا پانی برسائے گا جس سے کوئی آبادی خالی نہ رہے گی اور زمین کو دھو کر صاف کردے گی اور وہ آئینہ کی مانند ہوجائے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا کہ اپنے پھل اُگا۔ اور اپنی برکت واپس لا۔ تب ایسی برکت ہوگی کہ ان ایام میں ایک جماعت ایک انار کے پھل سے سیراب ہوجائے گی اور انار کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے اور دودھ میں برکت دی جائے گی یہانتک کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے کفایت کرے گا۔ لوگ ایسی خوشحالی اور امن چین سے زندگی بسر کریں گے۔ کہ خدا ایک خوشبودار ہوا بھیجدے گا جو ہر مومن اور مسلم کی رُوح کو قبض کرلے گی اور صرف شریر و بدکار لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جو آپس میں گدھوں کی طرح لڑیں گے اور انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

اس حدیث میں یاجوج وماجوج کے غلبہ کے وقت مسیح موعود اور ان کی جماعت کے کچھ عرصہ گھرے رہنے اور پھر ان کی دعا کے ذریعہ یاجوج وماجوج کی ہلاکت کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ ان پر نَغَف کی بیماری بھیجدے گا۔ المنجد میں ہے کہ نغف ایک کیڑا ہوتا ہے جو اُونٹ اور بکری کی ناک میں گھُستا ہے اور ناک بہنے کے معنوں میں بھی آتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ گردن یا ناک میں کیڑے پڑنے یا ناک بہنے کی وباء بھی ان پر پڑے گی جیسے انفلوئنزا کی وبا مہلک ثابت ہوچکی ہے ممکن ہے کہ کسی کیڑے کی وجہ سے گردن یا گلے میں گلٹی پیدا ہوجائے اور عام وباء کیوجہ سے وہ ہلاک ہوجائیں۔

ایک حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک ایسی بیماری پھیلیگی جو ناک سے تعلق رکھے گی جس سے لوگ کثرت سے مرجائیں گے۔[1] اسے طبّی اصطلاح میں انفلوئنزا کہتے ہیں جو اَنفُ العَنزَہ کا بگاڑ ہے جس کے معنی ہیں بکری کی طرح ناک بہنا۔ اس بیماری سے ۱۹۱۸ء میں دو کروڑ آدمی دنیا میں مرگئے حالانکہ پنج سالہ عالمگیر جنگ میں صرف ساٹھ لاکھ کے قریب آدمی مرا تھا اور اب بھی یہ بیماری دنیا میں کبھی کبھی وبائی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نغف سے بھی ایسی ہی وبائی بیماری کی طرف اشارہ ہو۔ کہ یاجوج وماجوج یعنی مغربی اقوام

[1] حجج الکرامہ از نواب صدّیق حسن خان۔

میں یہ وباء پھیل جائے گی۔ اور وہ ہلاک ہوجائیں گے اور بڑے بڑے آسمانی پرندے آکر ان کی بدبودار نعشوں کو ٹھکانے لگائیں گے۔

ابی سعید خدری کی حدیث میں ہے کہ جب یاجوج وماجوج آسمانوں کی طرف نُشّاب یعنی راکٹ پھینکیں گے اور فتح حاصل کریں گے تو اسی دوران ایسا ہوگا۔ اذ بعث اللہ علیھم دواب کنغف الجراد فتاخذ باعناقھم فیموتون موت الجراد یرکب بعضھم بعضاً۔[1]

یعنی تو اللہ تعالیٰ ان پر مکڑیوں کی طرح کے کیڑے بھیج دے گا۔ جو ان کی گردنوں کو پکڑ لیں گے تو وہ مکڑیوں کی موت مریں گے اور ایک دوسرے کے اوپر سواری کی حالت میں ان کی نعشوں کے ڈھیر لگ جائیں گے۔

نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بعثنی اللہ حین اُسری اِلیٰ یاجوج وماجوج فدعوتھم الیٰ دین اللہ وعبادتہ فاَبَوْا ان یجیبونی فھم فی النار مع من عصیٰ من اُدم وولد ابلیس۔[2]

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے اسراء کے دن یاجوج وماجوج کی طرف مبعوث فرمایا تو مَیں نے انہیں اللہ کے دین اور عبادت کی طرف دعوت دی مگر انہوں نے میری دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا پس وہ آگ میں رہیں گے اور وہ بھی جو بنی آدم اور ذرّیت ابلیس سے ان کا ساتھ دیں گے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح زمانۂ نبویؐ سے تھوڑا عرصہ قبل کعبہ مکرمہ پر ابرہہ اور اس کے حملہ آور عیسائی فوجیوں پر چیچک کی وباء پھیلی تھی اور پھر پرندوں یعنی چیلوں اور گدھوں کے جھنڈ کے جھنڈ نے آکر ان کی نعشوں کا گوشت گھسیٹا اور نوچ نوچ کر پتھروں پر مار مار کر کھایا تھا اور ان کے حملہ کو ناکام کر دیا تھا جیسا سورۂ فیل میں ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح آخری زمانہ کے کعبۂ اسلامی پر حملہ آور اِن یاجوج وماجوج یعنی امریکی و روسی طاقتوں کو بھی اسی قسم کی وبائی بیماری میں مبتلا کیا جائے گا۔ جس سے ان کی نعشوں اور چربی کی بدبُو رُوئے زمین پر ایسی پھیل جائیگی کہ مسیح موعود کی جماعت جگہ جگہ اسے پائے گی تب وُہ دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس بدبُو سے انہیں نجات دے۔ سو اللہ تعالیٰ ایسے پرندوں کو بھیجے گا جن کی گردنیں بُختی (خراسانی) اُونٹ کی مانند ہوں گی۔ وہ یاجوج وماجوج کی ان بدبودار نعشوں کو اُٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں انشاء اللّٰہ

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ ص ۹۴ مطبوعہ مصر۔ [2] کنز العمال جلد ۷ ص ۲۰۴

ہوگی وہاں پھینک دیں گے اور دُنیا والے نجات پائیں گے اور اسلام اور مسیح موعود کی جماعت ترقی کرتے ہوئے غالب آجائے گی اور زمین اپنی برکتیں واپس لائے گی اور ارضی پیداوار اور دُودھ اور اناج وغیرہ میں برکت دی جائے گی اور لوگ خوشحالی اور امن سے زندگی بسر کریں گے۔

حدیث مذکور میں یہ جو آیا ہے کہ بڑے بڑے آسمانی پرندے جن کی گردنیں بختی (خراسانی) اونٹوں کی مانند ہوں گی ان کی بدبودار نعشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے۔ ان بڑے بڑے پرندوں سے طیّارے یعنی ہوائی جہاز یا ہیلی کوپٹر ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نعشوں کو اٹھا کر لے جانے اور کسی غیر معیّن مقام پر لے جا کر پھینک دینے کا ذکر کیا گیا ہے اور پرندے مُردوں یا نعشوں کو اُٹھا کر نہیں لیجا سکتے ہاں ہیلی کوپٹر یا جہاز اٹھا کر لے جا سکتے ہیں۔ اور کسی دور مقام پر پھینک سکتے ہیں۔ دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شاید ہیلی کواپٹر یا جہازوں کو کشف میں ان نعشوں کو اُٹھاتے اور کسی دور مقام پر ٹھکانے لگانے کا نظارہ دکھایا گیا تو آپؐ نے انہیں بڑی بڑی گردنوں والے پرندوں کی مثال سے سمجھایا کیونکہ اس وقت جبکہ یہ پیشگوئیاں کی گئی تھیں موجودہ ہوائی جہاز یا ہیلی کواپٹر یا ان کے موجودہ نام کسی کے وہم وخیال میں بھی نہ آسکتے تھے۔ انہیں کسی بڑے پرندے کی مثال دے کر ہی سمجھایا جا سکتا تھا اور جو شخص دور سے طیاروں یا ہیلی کواپٹر کو دیکھتا ہے وہ اُسے لمبی گردن والے پرندہ ہی کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔

کنز العمال میں ایک حدیث ہے جس کا متن گزر چکا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج ہی کے اندر سے ایک ایسا فتنہ برپا کرے گا۔ جس سے ان کے عقلاء بھی حیران رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا کیا مجھ پر بے باک اور غرور کرنے والے بن گئے ہو۔ مجھے اپنی عزت کی قسم مَیں ان پر انہی میں سے ایسا فتنہ برپا کروں گا جس سے ان کے عقلاء (فلاسفر اور سیاستدان وغیرہ) سب حیران رہ جائیں گے۔[1]

بائیبل سے تائید

یاجوج وماجوج کے عبرتناک انجام کے بارے میں جو کچھ ہم نے قرآن وحدیث سے اوپر بیان کیا ہے عیسائیوں و یہودیوں کی مقدس کتاب بائیبل (تورات وانجیل) سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ حزقیل نبی فرماتے ہیں کہ خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا...... کہ اے آدم زاد! تو جوج کے خلاف نبوّت کر اور کہہ کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔ دیکھ اے جوج روس اور مسکؔ اور توبلؔ کے فرمانروا مَیں تیرا مخالف ہوں اور مَیں تجھے پھرا دوں گا اور تجھے لئے پھرونگا۔

[1] کنز العمال بحوالہ نسائی عن ابی ہریرہؓ

اور شمال کی دور اطراف سے چڑھا لاؤں گا۔ اور تجھے اسرائیل کے پہاڑوں پر پہنچاؤں گا اور تیری کمان تیرے بائیں ہاتھ سے چھڑا دوں گا۔ اور تیرے تیر تیرے دہنے ہاتھ سے گرا دوں گا۔ تو اسرائیل کے پہاڑوں پر اپنے سب لشکر اور حمائتیوں سمیت گر جائے گا۔ اور مَیں تجھے ہر قسم کے شکاری پرندوں اور میدان کے درندوں کو دُوں گا کہ کھا جائیں تو کھلے میدان میں گرے گا۔ کیونکہ مَیں نے ہی کہا خداوند خدا فرماتا ہے اور مَیں ماجوج پر اور ان پر جو بحری ممالک میں امن سے سکونت کرتے ہیں آگ بھیجوں گا اور وُہ جانینگے کہ مَیں خداوند ہوں اور مَیں اپنے مقدس نام کو اپنی امّت اسرائیل میں ظاہر کروں گا اور پھر اپنے مقدس نام کی بے حُرمتی نہ ہونے دُوں گا اور قومیں جانیں گی کہ مَیں خداوند اسرائیل کا قدوس ہوں۔ دیکھ وہ پہنچا اور وقوع میں آیا۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ یہ وہی دن ہے جس کی بابت مَیں نے فرمایا تھا تب اسرائیل کے شہروں کے بسنے والے نکلیں گے اور آگ لگا کر ہتھیاروں کو جلائیں گے یعنی سپروں اور پھریوں کو۔ کمانوں اور تیروں کو اور بھالوں اور برچھیوں کو اور وہ سات برس تک ان کو جلاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ نہ میدان سے لکڑی لائیں گے اور نہ جنگلوں سے کاٹیں گے کیونکہ وہ ہتھیار ہی جلائیں گے اور وہ اپنے لوٹنے والوں کو لُوٹیں گے اور اپنے غارت کرنے والوں کو غارت کریں گے۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ اور اس دن یوں ہوگا کہ مَیں وہاں اسرائیل میں جوج کو ایک گورستان دوں گا یعنی رہگذروں کی وادی جو سمندر کے مشرق میں ہے۔ اس سے رہگذروں کی راہ بند ہوگی اور وہاں "جوج کی وادی" اس کا نام رکھیں گے اور سات مہینوں تک بنی اسرائیل ان کو دفن کرتے رہیں گے تاکہ ملک کو صاف کریں ہاں اس ملک کے سب لوگ ان کو دفن کریں گے۔ اور یہ ان کیلئے ناموری کا سبب ہوگا جس روز میری تمجید ہوگی۔ خداوند خدا فرماتا ہے اور وہ چند آدمیوں کو چُن لیں گے جو اس کام میں ہمیشہ مشغول رہیں گے اور وہ زمین پر گذرتے ہوئے رہگذروں کی مدد سے ان کو جو سطح زمین پر پڑے رہ گئے ہوں دفن کریں گے تاکہ اسے صاف کریں۔ پورے سات مہینوں کے بعد تلاش کریں گے اور جب وہ ملک میں سے گذریں اور ان میں سے کوئی کسی آدمی کی ہڈی کو دیکھے تو اس کے پاس ایک نشان کھڑا کرے گا جب تک دفن کرنے والے جمعیتِ جوج کی وادی میں اُسے دفن نہ کریں اور شہر بھی جمعیّت کہلائے گا۔ وہ زمین کو پاک کریں گے۔[1]

یرمیاہ نبی نے بھی بلاد شمالیہ کی ان قوموں کی تباہی اور عبرتناک انجام کے متعلق پیشگوئیاں کی ہیں

[1] عہدنامہ قدیم حزقیل باب ۳۸ - ۳۹ - یہ دونوں باب پورے مطالعہ کرنے چاہئیں۔ ان سے انجام کار دجال اور یاجوج کی تباہی کے بارے میں مفید باتیں معلوم ہوں گی ہم نے بخوفِ طوالت ضروری حصّہ پر اکتفا کیا ہے۔

دیکھو یرمیاہ باب ۱ آیت ۱۱ تا ۱۵، ۳/۱۸، ۴ باب پورا - ۶ باب آیت ۱، ۲۲، ۲۳، دانیال نبی اور یسعیاہ نبی کی پیشگوئیاں اس کتاب کے باب میں گذر چکی ہیں۔

حزقیل نبی آگے فرماتے ہیں:۔

"اور مَیں وبا بھیجکر اور خون ریزی کر کے اُسے سزا دوں گا۔ اور اس پر اور اس کے لشکروں پر اور ان بہت سے لوگوں پر جو اس کے ساتھ ہیں شدّت کا مینہ اور بڑے بڑے اولے اور آگ اور گندھک برساؤں گا۔ اور اپنی بزرگی اور تقدیس کراؤنگا اور بہت سی قوموں میں مشہور ہوں گا اور وہ جانیں گے کہ مَیں خداوند ہوں۔"[1]

اسی طرح مکاشفہ یوحنا میں بھی یاجوج و ماجوج پر آسمان سے آگ کے ذریعہ تباہی آنے کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ ان کا گمراہ کرنے والا ابلیس آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالا جائے گا جہاں وہ حیوان اور جھوٹا نبی بھی ہوگا اور وہ رات دن ابدالآباد عذاب میں رہیں گے۔"[2]

بڑے بول بولنے والے بے دینوں پر فردِ جُرم لگ جائیگی

اناجیل میں ہے کہ مسخ شدہ بگڑے ہوئے مسیحیوں پر انجام کار خدا کی طرف سے فرد جرم لگ جائیگی

چنانچہ یہوداہ اپنے عام خط میں مسیحیوں کو خطاب کر کے لکھتا ہے:۔

"ان کے بارہ میں (بگڑے ہوئے مسیحیوں کے بارے میں۔ ناقل) حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا پیشگوئی کی تھی کہ دیکھو خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا تاکہ سب آدمیوں کا انصاف کرے اور سب بے دینوں کو ان کی بے دینی کی ان سب کاموں کے سبب جو انہوں نے بے دینی سے کئے ہیں اور ان سب سخت باتوں کے سبب جو بے دین گنہگاروں نے اس کی سخت مخالفت میں کہی ہیں قصوروار ٹھہرائے۔ یہ بڑبڑانے والے اور شکایت کرنے والے ہیں اور اپنی خواہشوں کے موافق چلتے ہیں اور اپنے مُنہ سے بڑے بول بولتے ہیں اور نفع کے لئے رواداری کرتے ہیں . . . . . ."[3]

اس آیت میں آخر زمانہ میں جس منصف کے آنے اور بے دینوں کو قصوروار ٹھہرانے کا ذکر ہے اس سے مسیح موعود کی طرف اشارہ ہے۔ جو سب دینوں پر اتمام حجّت کرے گا اور خدا کی طرف سے ان پر فرد جرم عائد کرے گا۔

[1] حزقیل باب ۳۸ آیات ۲۲/۲۳۔ [2] مکاشفہ یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۰۔ سورۂ رحمان میں بھی ان پر آگ اور کانسک ریز برسانے کا ذکر ہے جو گذر چکا ہے۔ [3] یہوداہ آیت ۱۴/۲۵

مادی فلسفہ اور دُنیا کی عقل والوں کو نیست و نابود کیا جائیگا۔

اناجیل میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ دُنیا کی حکمت دُنیا کی عقل اور دُنیا کے علوم و فنون پر ناز کرنے والوں کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ چنانچہ پولُوس رسُول نے کرنتھیون کے نام خط میں مسیحیوں کو خطاب کر کے لکھا ہے۔ کہ

"میں حکیموں کی حکمت کو نیست اور عقلمندوں کی عقل کو رد کر دُونگا۔ کہاں کا حکیم؟ کہاں کا فقیہہ؟ کہاں اس جہان کا بحث کرنے والا؟ کیا خدا نے دنیا کی حکمت کو بیوقوفی نہیں ٹھہرایا؟ اس لئے کہ جب خدا کی حکمت کے مطابق دُنیا نے اپنی حکمت سے خدا کو نہ جانا تو خدا کو یہ پسند آیا کہ اس منادی کے وسیلہ سے ایمان لانے والوں کو نجات دے۔"[1]

(دانی ایل ۱۲-۴) میں بھی آخر زمانہ کی خاص علامات میں سے حکمت و فلسفہ کی ترقی اور تباہی کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس پیشگوئی پر پادری بوٹا مل اپنی کتاب "مسیح کی آمدِ ثانی" میں لکھتے ہیں۔

"زمانہ حال کی ایجادیں اور نہایت حیرت انگیز کاموں سے اظہر من الشمس ہے کہ المسیح کی آمد قریب ہے۔ اور بنی نوع انسان کا قدم آخری زمانہ میں ہے اور انسانی دانش کا یہ انتہائی قدم انسان کے دروازے پر قیامت اور مسیح خداوند کی دوسری آمد کا سگنل ہے موجودہ زمانہ کی دولت اور دانش خود ہی قیامت اور دنیا کے خاتمہ کے آثار مہیا کر رہی ہے اقوامِ عالم کی جنگی تیاریاں اور انسان کی ہلاکت کے ہیبت ناک سامان صرف دولت اور دانش کے طفیل ہی ہو رہے ہیں۔ زہریلی گیس اور تباہ کن بم اور ہوا بازیاں اور وائرلیس اور ریڈیو کے ذریعہ اقوامِ عالم کے حالات پر روشنی محض دولت اور دانش کے معجزات ہیں اور بنی نوع انسان کی تباہی اور خون خرابی کے آثار ہیں تاکہ بادشاہ اور فوجی سردار اور زور آور اور اُن کے سوار گھوڑوں سمیت اور سارے آدمی غلام اور آزاد اور چھوٹے بڑے ہوا کے پرندوں کی خوراک ہوں۔" (مکاشفہ ۱۵-۱۷-۱۸-۱۵ دمکاشفہ ۱۶-۱۴-۱۵)[2]

ایک اور مقام پر کرنتھیون میں دنیا کی حکمت کی مذمت میں لکھا ہے۔

"کوئی اپنے آپ کو فریب نہ دے۔ اگر کوئی تم میں اپنے آپ کو اس جہان میں حکیم سمجھے تو بیوقوف

[1] کرنتھیون باب ۱- آیت $\frac{۱۹}{۲۲}$ ۔ [2] "مسیح کی آمدِ ثانی" صفحہ ۳۰-۳۱ شائع کردہ "پنجاب ریلیجس ٹبک سوسائٹی انارکلی لاہور ایڈیشن ۱۹۵۳ء

بنے" تاکہ حکیم ہو جائے کیونکہ دُنیا کی حکمت خدا کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ وہ حکیموں کو انہی کی چالاکی میں پھنساتا ہے اور یہ بھی کہ خداوند حکیموں کے خیالات کو جانتا ہے کہ باطل ہیں۔"[1]

سؤر کا گوشت اور مکروہ چیزیں کھانے والے باہم فنا ہو جائیں گے

"یسعیاہ" میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ خدا کے دشمنوں پر اس کا قہر بھڑکے گا جو سؤر کا گوشت۔ چوہے اور مکروہ چیزیں کھانے والے ہوں گے چنانچہ یروشلم سے تعلق رکھنے والوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔

"خداوند کا ہاتھ اپنے بندوں پر ظاہر ہو گا یہ اس کا قہر اس کے دشمنوں پر بھڑکے گا کیونکہ دیکھو خداوند آگ کے ساتھ آئیگا۔ اور اس کے رتھ گردباد کی مانند ہوں گے تاکہ اپنے قہر کو جوش کے ساتھ اور اپنی تنبیہہ کو آگ کے شعلے میں ظاہر کرے کیونکہ آگ سے اور اپنی تلوار سے خداوند تمام بنی آدم کا مقابلہ کرے گا اور خداوند کے مقتول بہت سے ہوں گے وہ جو باغوں کے وسط میں کسی سے پیچھے کھڑے ہونے کے لئے اپنے آپ کو پاک صاف کرتے ہیں جو سؤر کا گوشت اور مکروہ چیزیں اور چوہے کھاتے ہیں۔ خداوند فرماتا ہے وہ باہم فنا ہو جائیں گے اور میں ان کے کام اور منصوبے جانتا ہوں۔"[2]

باب یازدھم[11]

دابۃ الارض آگ۔ مغرب سے سُورج کا طلوع اور خسف و مسخ کا ظہور

آخر میں دابۃ الارض۔ آگ اور مغرب سے سورج کے طلوع کے بارے میں بھی چند سطور لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے جنہیں آخری زمانہ کی خاص علامات میں سے بتایا گیا ہے جیسا حدیث گذر گئی ہے جس میں آخری زمانہ کی دس علامات میں سے ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ دابۃ الارض خروج کرے گا۔ دابۃ الارض سے متعلق قرآن مجید کی سورۂ نمل میں فرمایا ہے۔

اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

[1] کرنتھیون باب ۳ آیت ۱۸ و ۱۹ ۔ [2] یسعیاہ باب ۶۶ آیت $\frac{۱۶}{۱۸}$

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيَاتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۔ (سورۂ نمل ع۶)

یعنی جب ان کی تباہی کی پیشگوئی پوری ہونے کا وقت آئے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو اُن کو کاٹے گا اس وجہ سے کہ لوگ ہمارے نشانات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

دابۃ الارض کے معنے ہیں" زمین کا کیڑا "۔ الہامی کتب اور عام محاورات میں بھی زمین کا کیڑا ایسے شخص پر بولا جاتا ہے جس میں آسمانی روح نہ ہو۔ بلکہ مادیت نفسانی اور زمینی خواہشات کا اس پر غلبہ ہو۔ یہ جو فرمایا" تُكَلِّمُهُمْ "، لغت میں تکلیم کے معنے کلام کرنے کے بھی ہیں اور تکلیم بمعنے تجریح بھی آیا ہے جس کے معنی زخمی کرنے کے ہیں۔ بعض نے یہاں تَكْلِمُهُمْ پڑھا ہے جس کے معنی ہیں ان کو زخمی کرے گا یعنی اگر تُكَلِّمُهُمْ پڑھا جائے تو اس کے معنے بھی تَجْرِحُهُمْ یعنی زخمی کرنے کے ہو سکتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے بھی اس کے معنی زخمی کرنے کے کئے ہیں۔ اس لحاظ سے طاعون کا کیڑا بھی مراد لیا جا سکتا ہے جو انسانی جسم کو کاٹ کر اندر داخل ہو جاتا اور انسان کو ہلاک کرتا ہے۔

آیات و احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دابۃ الارض آخر زمانہ میں اس وقت نکلے گا۔ جبکہ یاجوج و ماجوج اور مسیح دجال کا خروج ہو گا اور دین کی حالت لوگوں میں کمزور ہو جائے گی۔ اور تبلیغِ اسلام کا نام مسلمان چھوڑ دیں گے تب اللہ تعالےٰ کا قول ان پر واقع ہو گا۔ یعنی تباہی کی پیشگوئی پوری ہونے کا وقت آجائے گا۔ اور دابۃ الارض خروج کرے گا۔

تفسیر ابنِ کثیر میں لکھا ہے کہ دابۃ الارض اس وقت خروج کرے گا جب لوگوں میں فساد پھیلے گا۔ اور لوگ خدا کے احکام کو چھوڑ دیں گے اور دینِ حق کو بدل دینگے (تفسیر ابنِ کثیر جلد ۳ زیر آیت مذکور) امام ابی عبداللہ سے روایت ہے کہ دابۃ الارض عذاب ہے (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۴) علامہ کمال الدین دمیری "حیٰوۃ الحیوان" میں لکھتے ہیں کہ جب لوگ نیکیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنے کا کام چھوڑ دیں گے تو دابۃ الارض خروج کرے گا اور ایک اَور روایت لکھی ہے کہ اس وقت خیر منقطع ہو جائیگی علامہ کمال الدین دمیری نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "دَآبَّة" آیت مذکور میں اسمِ جنس ہے۔ جس کی نوع زمین میں پھیلی ہوئی ہو گی ایک ہی نہیں ہو گی۔"[1] علامہ نووی نے لکھا ہے کہ عمرو بن العاص نے کہا کہ دابۃ وہی جساسہ ہے جس کا ذکر حدیث دجّال میں آیا ہے[2]

ان تصریحات کی رُو سے دابۃ الارض کے ایک معنی یہ بھی ہوں گے کہ ایسے لوگ جو نرے زمینی کیڑے ہوں گے جن میں آسمانی روح نہیں ہو گی اور نفسانی اغراض ان میں غالب ہیں۔ زمانہ دجال میں ایسے

[1] حیٰوۃ الحیوان جلد ۱ صفحہ ۳۸۱ طبع مصر ۱۳۱۱ھ ۔ [2] شرح صحیح مسلم کتاب الفتن

لوگ دجّال کا ساتھ دیں گے اور اس کے لئے کام کریں گے۔ علامہ دمیری کے بیان کے مطابق دابۃ کے کئی مظاہر ہو سکتے ہیں زمانہ دجال ہی جو ہمارا ہی زمانہ ہے۔ ایسے لوگوں کا بھی پورے زور سے خروج ہو چکا جنہوں نے پادریوں اور فلاسفروں کا ساتھ دیا۔ اور پیشگوئی پوری ہو گئی۔

حضرت ابن عباسؓ والے زخمی کرنے کے معنوں کے مطابق زمانہ دجال یعنی عیسائی پادریوں کے ہندوستان میں خروج کے دنوں میں پنجاب میں طاعون بھی جس میں طاعون کا کیڑا بدن کو زخمی کرتا ہے پڑ چکی ہے اس لئے یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔

الہامی محاورہ کے مطابق دابۃ الارض کے جو معنی ہیں ان کی رُو سے اشتراکی روس بھی دابۃ الارض کا ایک بڑا مظہر ہو سکتا ہے۔ جس کے فلاسفروں کا ملحدانہ فلسفہ لوگوں کی روح کو زخمی کرتا ہے۔ اور آسمانی اور دینی روح سے خالی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ دابۃ کے ساتھ ہر قوم کی زبان ہو گی (مَعَهٗ كُلُّ لِسَانٍ) حدیث گذر چکی۔

اشتراکی روس دہریت کو ہر قوم کی زبان میں دنیا میں پھیلا رہا ہے اور اس کی طرف دعوت دے رہا ہے اسی طرح دجال کے لئے جاسوسی کرنے والے مددگار بھی دنیا میں ہر قوم کی زبان میں اپنا ملحدانہ اور مشرکانہ لٹریچر عام کر کے گمراہ کر رہے ہیں۔ دابۃ کی بعض تفصیلات فاطمہ بنت قیس کی حدیث کے تحت گذر چکی ہیں۔

آگ کا ظہور

دس علامات قیامت میں سے ایک علامت آگ کا ظہور بھی ہے۔ آگ ظاہری بھی ہو سکتی ہے اور معنوی بھی۔ دونوں قسم کی آگ زمانہ دجال اور یاجوج و ماجوج میں ظاہر ہو گئی۔ ظاہری آگ سے مغربی اقوام کی وہ آگ بھی مراد ہو سکتی ہے جسے وہ اپنے کارخانوں۔ انجنوں۔ سواریوں اور جہازوں میں کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اور معنوی آگ سے دجّالی فلسفہ اور شرک و الحاد کے مادی عقائد بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ جنگوں اور لڑائیوں کی آگ بھی مراد ہو سکتی ہے جو یہ قومیں لڑ چکی ہیں۔ اور لڑ رہی ہیں۔ اشتعال و نفرت اور شرور و فتن کو بھی آگ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جو مغربی اقوام کے موجودہ زمانہ میں کثرت سے پھیل چکے ہیں۔ پانی سے بجلی کی روشنی اور آگ بھی پیدا کی گئی ہے۔ یہ بھی آگ کا ایک مظہر ہے۔ آگ کے یہ مختلف ظاہری اور معنوی مظاہر ہیں جو سب ظاہر ہو چکے ہیں اور پیشگوئی کی تصدیق پر گواہ ہیں۔ آگ کی بابت کچھ تفصیل پیچھے گذر چکی۔ اسی طرح دھوآں کا ظہور بھی آخری زمانہ کی علامات سے تھا۔ جب آگ ظاہر ہو چکی ہے تو دھوآں کا ظہور بھی ہو گیا خواہ دھوآں کو ظاہری معنوں پر لیا جائے۔ یا معنوی رنگ میں۔ معنوی لحاظ سے بزرگانِ سلف کی تصریحات

کے مطابق دھوآں سے قحط بھوک تنگدستی اور فتنہ وفساد کی کثرت مراد ہو سکتی ہے جس پر خود دُنیا کے حالات شاہد ہیں۔

خسف و مسخ کا ظہور خسف و مسخ کا ظہور بھی علاماتِ قیامت سے بتایا گیا ہے خسف کے معنے زمین میں دھنس جانے اور مسخ کے معنے صورت وحالات کے بدل جانے کے ہیں۔ علماء وصوفیاء کرام نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانیوں اور گناہوں کی کثرت کے نتیجہ میں امتوں میں خسف و مسخ واقع ہوتا ہے۔ مگر نہ ظاہری طور پر بلکہ باطنی طور پر۔ مشرق ومغرب اور جزیرہ عرب میں جو خسف و مسخ کا ذکر آیا ہے۔ اس سے عام لوگوں کا اخلاقی۔ تمدنی اور مذہبی بگاڑ مراد ہے خواجہ عبداللہ احرار فرماتے ہیں کہ اس امت محمدیہ سے مسخ صورت مرتفع ہے۔ ہاں مسخ باطنی واقع ہے اور مسخ باطنی یہ ہے کہ اس کثرت سے لوگوں سے برائیاں ظہور میں آجائیں کہ ان کے دلوں میں ان سے کسی قسم کی ندامت پیدا نہ ہو۔ اور دل سخت ہوجائیں تو یہی مسخ باطنی ہے۔[1]

اس وقت کے لوگوں کے یہ حالات اور عالمگیر مذہبی اخلاقی اور تمدنی بگاڑ شاہد ناطق ہے۔ کہ خسف و مسخ کی یہ پیشگوئی بھی حرف بحرف پوری ہو چکی ہے۔

مغرب سے سُورج کا طلوع اور اس کا ظہور آخری زمانہ کی علامات میں سے یہ بھی تھا کہ مغرب سے سورج کا طلوع ہوگا۔ بعض بزرگانِ سلف اور صوفیاء نے طلوع شمس من المغرب کے یہ معنے لکھے ہیں کہ حق کا سُورج یا اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ جیسا کہ امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ[2] اور خواجہ خواجگان معین الدین چشتی سنجری ثم اجمیریؒ[3] جیسے بزرگوں نے لکھا ہے کہ پہلے مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور اس کے بعد مغرب سے سُورج کا طلوع ہوگا۔ کیونکہ اگر مغرب سے آفتاب کا طلوع حضرت مسیح موعود کے ظہور سے پہلے ہونا ہوتا۔ تو کفار کا ایمان مقبول نہ ہوتا۔ پس درست یہی ہے کہ آفتاب کا طلوع مسیح موعود کے ظہور کے بعد ہوگا۔[4] شیخ محمد ابن الکردی الاربلی الشافعی (۱۳۳۲ھ) نے اپنی کتاب تنویر القلوب میں لکھا ہے کہ ھُوَ بَعْدَ موت عیسٰی علیہ السلام۔ یعنی مغرب سے سُورج کا طلوع حضرت عیسےٰ کی موت کے بعد ظہور میں آئے گا۔[5] پس مطلب ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ تبلیغ اسلام ہو گی اور مغربی ممالک میں جہاں دینِ حق کا سُورج غروب ہو چکا ہے دین حق یعنی اسلام کا سوُرج طلوع ہوگا اور پیشگوئیوں کے مطابق مشرق ومغرب میں اسلام کا غلبہ ظہور پذیر ہوگا۔

---

[1] جواہر غیبی صفحہ ۳۴۷ از سید منظفر علی شاہ صاحب طبع ۱۳۰۲ھ [2] تفہیمات الٰہیہ صفحہ ۷۵۔ [3] ندائے حق فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۴
[4] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن حاشیہ صفحہ ۴۷۲۔ [5] تنویر القلوب صفحہ ۷ مطبع مصر۔

بابُ دوازدہم

بزرگانِ سلف وخلف کی تائید

بزرگانِ سلف وخلف میں سے بہت سے بزرگوں نے مسیح دجال اور یاجوج ماجوج کی پیشگوئیوں کے بارے میں وہی موقف اختیار کیا ہے جسے ہم نے اس کتاب میں پیش کیا ہے۔ ان بزرگوں نے بھی ان پیشگوئیوں کو یا تو تعبیر طلب قرار دیکر اس کی تعبیر کی ہے یا انہیں استعارات قرار دے کر اس کی ایسی معقول تاویل کی ہے جس سے کوئی شرعی وعقلی محذور لازم نہ آئے۔ ان بزرگوں میں سے امام ملّا علی قاری شارح مشکوٰۃ امام محی الدین ابن عربی (شیخ اکبر) علامہ تورپشتی۔ امام عبدالوہاب شعرانی علامہ سفارینی حنبلیؒ علامہ حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری علّامہ عینی شارح بخاریؒ۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ علامہ بغویؒ صاحب تفسیر معالم التنزیل۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپال۔ مولانا ابوالحسن کاکوروی صاحب تشریح الاذکیاء۔ حکیم محمد حسن امروہوی صاحب تفسیر غایۃ البرہان وکتب دیگر، خواجہ حسن نظامی دہلوی مولانا ابوالکلام آزاد۔ علامہ سید رشید رضا مصر۔ محمد عبدہ مفتی مصر۔ مولانا مولوی محمد برخوردار صاحب شرح غفایۃ نبراس۔ علامہ انور شاہ کاشمیری شیخ محمد اسمٰعیل حقیؒ صاحب تفسیر روح البیان۔ مولانا عبدالماجد دریابادی مولوی ابوالکمال احمد صاحبِ حکمت بالغہ اور دیگر بہت سے قدیم اور جدید بزرگ ہیں۔ جن کے مفصل بیانات پہلے ہم نے نقل کر کے کتاب ہذا کے ساتھ شامل کر دیئے تھے۔ مگر نظر ثانی کے وقت بخوفِ طوالت ان بیانات کو علیحدہ کرنا پڑا۔ اب ہم ان کے مضامین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صرف ان کی کتب کا حوالہ دینے پر اکتفا کریں گے۔ تفصیل کے شائق وہ کتب دیکھ لیں۔ جن کے حوالے ہم حاشیہ میں درج کرینگے۔

بانی سلسلہ احمدیّہ کا اوّلین انکشاف مگر ان مضامین کے ذکر سے قبل مناسب ہوگا کہ اس جگہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اوّلین انکشاف کے بیان کو مقدم رکھیں۔

جو انہوں نے موجودہ زمانہ میں خدا سے الہام پانے کے دعوٰی کے ساتھ مسیح دجال اور یاجوج وماجوج کے بارے میں پیش کیا ہے بلکہ ان کی بروقت نشاندہی کر کے دنیا والوں پر احسان کیا ہے تاکہ لوگ اس قوم کو اچھی طرح شناخت کرلیں جس کے فتنوں سے آدم کے زمانہ ہی سے انبیاء ڈراتے آئے ہیں اور ان کے خطرناک مذہبی وسیاسی فتنوں سے محفوظ رہیں۔ آپ نے ایسی بروقت رہنمائی کی ہے جو صرف آپ

ہی کے حصہ میں آئی اور جس میں سبقت کرنے کی سعادت کوئی بھی آپ سے چھین نہیں سکتا۔ ان سے کسی کو کتنا بھی اختلاف کیوں نہ ہو۔ مگر دجال اور یاجوج ماجوج کے ظہور کی الہام پا کر صحیح نشاندہی کرنا اور دنیا والوں کی راہنمائی کر کے انہیں ان کے فتنوں سے بچانے کے لئے کارگر علاج تجویز کرنا ان کا وہ کارنامہ اور احسان ہے جسے نظر انداز کرنا اور اس کا ذکر نہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کی احسان فراموشی اور ناشکری کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث میں ہے کہ من لم یشکر النّاس لم یشکر اللہ کہ جو شخص لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔ آپ نے الہام پا کر ہندوستان میں عیسائی حکومت میں رہتے ہوئے سب سے پہلے انکشاف فرمایا کہ مسیح دجال عیسائی پادریوں اور فلاسفروں کا گروہ ہے اور یاجوج و ماجوج اشتراکی روس اور امریکہ و برطانیہ کی دو بڑی طاقتیں ہیں۔ جن کا سابق نوشتوں اور پیشگوئیوں کی رُو سے آخر زمانہ میں جو یہی ہمارا زمانہ ہے، ظاہر ہونا مقدر تھا۔ آپ کے اس انکشاف کے بعد عیسائی دُنیا اور دیگر اقوام میں ہلچل مچ گئی تھی۔ مگر آپ نے دعویٰ کیا۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بذریعہ الہام اس کی خبر دی ہے۔ اور جو مجھے اللہ تعالےٰ نے تبلایا ہے وہ میں ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ وُہ حقیقت ہے جسے دنیا بالآخر تسلیم کرلے گی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ آپ کے پیش کردہ موقف کی صداقت نمایاں ہوتی گئی اور عرب و عجم کے سنجیدہ علمی طبقہ نے کسی نے کھُل کر اور کسی نے دبی زبان سے یہ بیانات دینے شروع کر دیئے کہ واقعی مسیح دجال اور یاجوج ماجوج کا خروج ہو چکا اور ان کا تعلق موجودہ مسیحی اقوام سے ہے۔ آپ کی تحریرات مختلف کتب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ بخوف طوالت ہم نمونہ کے طور پر آپ کی صرف چند تحریرات درج کرنے پر اکتفا کریں گے۔ اور پھر بزرگانِ سلف و خلف کے بیانات کا ذکر کریں گے جس سے معلوم ہوگا کہ آج سے پون صدی قبل جس حقیقت کو بانی سلسلہ احمدیہ نے الہام الٰہی سے خبر پاکر دنیا کے سامنے پیش کر دیا تھا۔ اور اس وقت وہ تلخ حقیقت معلوم ہوتی تھی۔ مگر آج دنیا کے بڑے بڑے علماء اور دانشور نہ صرف اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ اب اس کا اظہار بھی کر رہے ہیں بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ لغت میں دجال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط کر رہے ہیں۔ اور خلق اللہ کو گمراہ کرنے کے لئے مکر اور تلبیس کو کام میں لاتے ہیں۔ اب میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ مطابق منشا و مسلم کی حدیث کے جو ابھی میں بیان کر آیا ہوں اگر ہم حضرت آدم کی پیدائش سے آجتک بذریعہ ان تمام تحریری مسائل کے جو ہمیں ملے ہیں۔ دنیا کے تمام ایسے لوگوں کی حالت پر نظر ڈالیں۔ جنہوں نے دجّالیّت کا اپنے ذمّہ کام لیا تھا۔ تو اس زمانہ کے پادریوں کی دجالیّت کی نظیر ہم کو ہرگز نہیں ملیگی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مکّہ اور مدینہ کو چھوڑ کر اور کونسی جگہ ہے۔ جہاں یہ لوگ نہیں پہنچے۔ کیا کوئی دھوکہ دینے کا کام یا گمراہ کرنے کا منصوبہ یا بہکانے کا کوئی طریقہ ایسا بھی ہے۔ جو اُن سے ظہور میں نہیں آیا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یہ لوگ اپنے دجالانہ منصوبوں کی وجہ سے ایک عالم پر دائرہ کی طرح محیط ہو گئے ہیں۔ جہاں یہ لوگ جائیں اور اپنا مشن قائم کریں۔ ایک عالم کو تہ و بالا کر دیتے ہیں۔ دولتمند اس قدر ہیں کہ گویا دنیا کے تمام خزانے ان کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔"[1]

پھر یاجوج ماجوج کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور یاجوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے۔ جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز اور دوسرے روس ہیں۔ یہ دونوں قومیں بلندی سے نیچے کی طرف حملے کر رہی ہیں یعنی اپنی خداداد طاقتوں سے فتحیاب ہوتی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کی بدچلنیوں نے مسلمانوں کو نیچے گرا دیا۔ اور ان کی تہذیب اور متانت شعاری اور ہمت اور اولوالعزمی اور معاشرت کے اعلیٰ اصولوں نے بحکم و مصلحت قادر مطلق ان کو اقبال دیدیا ان دونوں قوموں کا بائیبل میں بھی ذکر ہے۔"[2]

ایک اور جگہ پیشگوئیوں سے استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تمام بے دینی اور ناخدا ترسی اور بے مہری پہلے ممالک شرقیہ میں ہی پیدا ہوگی۔ اور دجّال اور یاجوج ماجوج انہی ممالک سے خروج کرینگے یعنی اپنی قوت اور طاقت کے نشان دکھلائیں گے۔ ممالک شرقیہ سے مراد ملک فارس اور نجد اور ملک ہندوستان ہے۔ کیونکہ یہ سب ممالک زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہی واقع ہیں۔ اور ضرور تھا کہ حسب پیشگوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفر اور کافری انہی جگہوں سے قوت کے ساتھ اپنا جلوہ دکھائے۔ انہی ممالک میں سے کسی جگہ دجال خروج کرے۔ اور انہی میں مسیح بھی نازل ہو۔ کیونکہ جو جگہ محل کفر اور فتن ہو جائے وہی جگہ صلاح و ایمان کی بنا ڈالنے کے لئے مقرر ہونی چاہیئے۔ سو ان ممالک شرقیہ میں سے ملک ہند جیسا زیادہ تر محل کفر اور فتن اور نفاق اور بغض اور کینہ ہو گیا ہے۔ ایسا ہی وہ زیادہ تر اس بات کے لائق تھا کہ مسیح بھی اسی ملک میں ظہور کرے۔ اور جیسا سب سے اوّل آدم کے خروج کے بعد اسی

[1] ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۳۶۲، صفحہ ۳۶۳۔ [2] ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۳۶۹

ملک پر نظرِ رحم ہوئی تھی۔ ایسا ہی آخری زمانہ میں بھی اسی ملک پر نظرِ رحم ہو"۔[1]

اسی طرح آپ نے خرِ دجال کے متعلق انکشاف فرمایا کہ وہ دراصل موجودہ ریل گاڑی ہے جو مسیحی قوم کے فلاسفروں نے ایجاد کرلی ہے۔ اور اسی طرح باقی تمام علامات کی تشریح کرتے ہوئے قرآن و حدیث کے مضبوط دلائل کے ساتھ آپ نے ان قوموں کی پوری پوری نشاندہی کی اور یہ بھی فرمایا کہ گو وہ پہلے بھی موجود تھیں مگر اس قدر عروج و اقبال پہلے انہیں کبھی نہیں ملا تھا جس قدر اس زمانہ میں ملا ہے پس تمام پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر مسیح و مہدی بنا کر بھیجدیا ہے۔"[2]

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"یاجوج ماجوج سے وہ قوم مراد ہے جن کو پورے طور پر ارضی قویٰ ملیں گے اور ان پر ارضی قویٰ کی ترقیات کا دائرہ ختم ہو جائے گا۔ یاجوج ماجوج کا لفظ "اجیج" سے لیا گیا جو شعلۂ نار کو کہتے ہیں۔ پس یہ وجہ تسمیہ ایک تو بیرونی لوازم کے لحاظ سے ہے جس میں اشارہ ہے کہ یاجوج ماجوج کے لئے آگ مسخر کی جائے گی۔ اور وہ اپنے دنیوی تمدن میں آگ سے بہت کام لیں گے۔ ان کے برّی اور بحری سفر آگ کے ذریعہ سے ہوں گے۔ ان کی لڑائیاں بھی آگ کے ذریعہ سے ہوں گی۔ ان کے تمام کاروبار کے انجن آگ کی مدد سے چلیں گے۔ دوسری وجہ تسمیہ یاجوج ماجوج کے اندرونی خواص کے لحاظ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی سرشت میں آگ کا مادہ زیادہ ہوگا۔ وہ قومیں بہت تکبّر کریں گی۔ اور اپنی تیزی اور چستی اور چالاکی میں آتشی خواص دکھلائیں گی۔"[3]

ایک اور جگہ یاجوج و ماجوج کے غلبہ ہو جانے اور معاً مصلح آخر الزمان کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یاجوج و ماجوج دو قومیں ہیں جن کا پہلی کتابوں میں ذکر ہے۔ اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ وہ "اجیج" سے یعنی آگ سے بہت کام لیں گی۔ اور زمین پر ان کا بہت غلبہ ہو جائیگا اور ہر ایک بلندی کی مالک ہو جائیں گی۔ تب اسی زمانہ میں آسمان سے ایک بڑی تبدیلی کا انتظام ہوگا۔ اور صلح و آشتی کے دن ظاہر ہوں گے۔"[4]

آپ نے حمامۃ البشریٰ۔ چشمۂ معرفت۔ آئینہ کمالاتِ اسلام۔ خطبہ الہامیہ۔ اعجاز المسیح۔ ملفوظات

[1] ازالہ اوہام جلد ۲ ص ۴۱۹ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔ [2] ایام الصلح ص ۱۸۲۔ [3] ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۱۹ حاشیہ۔ [4] لیکچر سیالکوٹ ص ۱۲

اور دیگر کتب میں مسیح دجّال اور یاجوج ماجوج ان کی علامات و متعلّقات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ مسیح دجال عیسائیوں کے پادری اور فلاسفر ہیں۔ اور یاجوج و ماجوج روس اور انگریز ہیں۔ اس سے انکار کرنا سراسر تحکم اور خدا تعالےٰ کے فرمودہ کی مخالفت ہے۔"

احادیث گذر چکی ہیں۔ کہ مسیح دجال کو سوائے مسیح موعودؑ کے کوئی بھی شناخت نہ کرسکے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے آتے ہی اس کی صحیح شناخت کرکے پوری پوری نشاندہی فرمائی اور ان کے فتنوں سے بچنے کے لئے کارگر علاج تجویز فرمایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کے متعلق احادیث و روایات میں جو کچھ آیا ہے انہیں قرآن مجید کے محکمات اور عقل و شرع کے مسلّمات و منشا کے مطابق سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مشاہدات اکثر کشوف و رؤیاء سے تعلق رکھتے ہیں جو پیغمبر کی وحی کے حکم میں ہیں۔ پس ان میں سے تعبیر طلب پیشگوئیوں کی اسی طرح تعبیر کرنی چاہیئے جس طرح کشوف و رؤیاء کی تعبیر اصول تعبیر رؤیا کے مطابق کی جاتی ہے اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو بہت سے تناقض و تضاد اور بہت سے شرعی اور عقلی محذور لازم آئیں گے آپ کے تبلائے ہوئے اس طریق کے مطابق جوں جوں ہم متعلقہ احادیث و روایات پر غور کرتے ہیں۔ سب آسانی سے حل ہو جاتی ہیں۔ اور تمام تناقض و تضاد اور شرعی و عقلی محذورات رفع ہو جاتے ہیں بلکہ اس زمانہ میں بھی ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی صداقت کے تازہ نشانات اسی طرح بہم پہنچتے ہیں جس طرح زمانۂ نبوی میں بہم پہنچتے تھے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔ اس کے بعد ہم بزرگانِ امت کے بیانات کی طرف آتے ہیں۔

بزرگانِ اُمّت کے بیانات

زمانۂ حال کے محققین میں سے علامہ حکیم محمد حسن امروہوی ہیں جو کئی کتب اور تفسیر قرآن کے مصنّف اور فارسی۔ عربی۔ عبرانی اور سنسکرت وغیرہ کئی زبانیں جاننے والے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی کتب میں جا بجا اس امر پر روشنی ڈالی ہے۔ کہ دجال اور یاجوج و ماجوج سے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہدات روحانی ہیں جو عالم کشف و رؤیاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کی تعبیر و تاویل اسی طرح کرنی ضروری ہے جس طرح کشف و رؤیاء کی۔ ورنہ بہت سے شرعی اور عقلی محذور لازم آئیں گے۔ دجال اور یاجوج و ماجوج سوائے اہلِ روس اور اہلِ یورپ کے اور کوئی مخلوق نہیں اور جو کچھ اکثر احادیث میں ان کی نسبت وارد ہوا ہے اسی عالمِ بالا سے ہے جسے دنیا کے لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ یاجوج و ماجوج کی قد کے بارے میں جو روایات آئی ہیں۔ وہ بطور مجاز ہیں۔ نہ باعتبار حقیقت۔ عام لوگ جو مجاز اور استعارہ کو نہیں سمجھتے۔ ان استعارات

کو حقیقت پر محمول کرتے ہیں۔"[1]

ایک اور غیر از جماعت فاضل مولانا ابوالجمال احمد عباسی چریاکوٹی لکھتے ہیں۔ کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ دجال سے حدیثوں میں کوئی خاص فرد مخصوص نہیں ہے بلکہ دجال سے دجال صفت لوگ مراد ہیں اور دجال کی جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ وہ بالکل اہلِ یورپ اور پادریوں پر صادق آتی ہیں۔ اور یہ زبردست پیشگوئی ہے جو وفات نبوی بلکہ تدوین حدیث ہونے کے سینکڑوں برس بعد پوری ہوئی۔ اور ہو رہی ہے[2] پادریوں اور یورپ والوں کی خاص مابہ الامتیاز سواری ریل ہے جس نے ان کو تمام دنیا میں پھیلا دیا ہے"[3]

بعض لوگ تعجب سے کہتے ہیں۔ کہ یاجوج و ماجوج کو خدا کون سمجھتا ہے؟ اس کے جواب میں مولٰنا عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں:۔

آج یہ مہیب لق و دق صحرا اور کرۂ ارض کے سارے معلوم سمندر یاجوج کے قبضے میں ہیں وہ جسے چاہے ان سے فائدہ اٹھانے دے اور جسے چاہے روک دے۔ آج اللہ کی بجائے یاجوج کی الٰہیت و الوہیت کا کلمہ پڑھا جانے لگا ہے۔ اب اللہ کے ہاں پکار اور دربار محمدی سے یہ طلب ہے کہ عاشق مستانہ وار اُٹھ کر تنظیم سے یاجوج کے لشکروں کا مقابلہ کریں۔ اور اس ہاری ہوئی لڑائی میں حق کا علم بلند کر کے اپنا سر اور جانیں نذر کر دیں۔"[4]

مولانا موصوف یہ بھی لکھتے ہیں:۔

"کہ سائنسی ایجادات اور تحقیقات اور چاند پر چڑھنے کی کوششیں دیکھ کر ایک انسان پکار اٹھتا ہے بالکل سماں ہے نمرود کی خدائی کا۔ ہر ایجاد پہلے سے مہلک تر اور ان صناعیوں کے مجموعے کا نام ہے۔ تہذیب انسانی کا ارتقاء"

علامہ سفارینی حنبلی نے دجّال کے ایک مومن کو قتل کرنے اور پھر زندہ کرنے والی حدیث کی تاویل کی ہے کہ حقیقی قتل مراد نہیں۔[5]

علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں مسیح دجال کے دنوں کی درازی اور کوتاہی کی یہ تعبیر کی ہے کہ "عیش و تکلیف کا وقت مراد ہے"[5] بعض نے اسے کاروباری مصروفیات کی درازی و کوتاہی اور بعض نے مصائب و فتن کی کثرت و شدّت سے تاویل کی ہے۔[6]

---

[1] تاویل المحکم فارسی ص ۲۴۵۔ [2] حکمت بالغہ دائرۃ المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن طبع ۱۳۳۲ھ از صفحہ ۱۲۶ تا ص ۱۴۲۔ [3] سفر حجاز طبع معارف پریس اعظم گڑھ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء۔ [4] لوائح الانوار جلد ۲ ص ۸۹ طبع مصر۔ [5] فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳۔ [6] اقتراب الساعۃ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ شرح السنہ بغوی و مظاہر حق دیکھئے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے موجودہ یورپین قوموں سے دجال کا تعلق تبلاتے ہوئے اس کے جنّت و دوزخ کی بابت لکھا ہے:۔ "جنت دجال کی دنیوی لذّات اور عزتیں ہیں اور دوزخ اس کی تکلیفیں اور عقوبتیں ہیں۔"[1] علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں بھی یہی لکھا ہے کہ جنّت دجال کی نعمت و رحمت ہے اور دوزخ تکلیف و مشکلات سے کنایہ ہے۔[2]

ابن حبّان نے صحیح میں دجّال کے جنت و دوزخ کو صرف خیال بندی قرار دیا ہے اور صاحب اشاعۃ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔[3]

کواکبِ درّیہ میں مولانا حکیم محمد حسن امروہوی نے لکھا ہے کہ "دجال کے بہشت و دوزخ یورپین اقوام کی ایجاد کردہ موجودہ ریل گاڑیاں ہیں ان کا درجہ اول و اوسط جنّت ہے اور ادنیٰ درجہ دوزخ ہے۔"[4]

مولانا ابوالحسن کاکوروی نے اپنی کتاب تفریح الاذکیاء میں[5]۔ اور خواجہ حسن نظامی نے رسالہ "امام مہدی" میں[6]۔ حکیم محمد حسن امروہوی نے "کواکب درّیہ" میں[7] موجودہ ریل گاڑی کو خر دجال قرار دیا ہے۔ اور متعلقہ علامات اس پر چسپاں کی ہیں۔[8]

خواجہ حسن نظامی نے مغرب سے سورج طلوع کرنے سے یورپ سے علم و کمال کا پھیلنا مراد لیا ہے[8]۔ بعض نے لکھا ہے کہ مراد یہ ہے کہ امور دنیا منعکس ہو جائیں گے اور غیر طبعی طور پر جاری ہوں گے بعض نے حق کا سورج مغرب سے طلوع ہونا مراد لیا ہے۔[9]

محمد عبدہ مفتی مصر نے ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ دجال سے مراد خرافات اور برائیاں ہیں جب شریعت کے قیام سے وہ نیست و نابود ہو جاتی ہیں تو یہی قتل دجال ہے اسی طرح خروج دجال سے دنیا میں شر و فساد پھیلنا اور نزول مسیح سے خیر و صلاح کا شروع ہو جانا مراد ہے۔[10]

کتب احادیث میں ابن صیاد کے دجال ہونے کی روایات بھی آئی ہیں۔ جو زمانہ نبوی میں ایک یہودی کے گھر پیدا ہوا۔ اور اس میں دجال کی بعض علامات تھیں۔ اسی طرح زمانہ نبوی میں تمیم داری نے جو عیسائی سے مسلمان ہوا تھا ایک جزیرہ میں سمندر پار گرجا کے اندر دجال کو زنجیروں میں جکڑا ہوا عظیم الشان کی صورت میں دیکھا۔ محدثین اور بزرگانِ امت نے ان کی کئی طرح کی تاویلات کی ہیں

---

[1] البلاغ جلد اول ص ۱۵۔ [2] فتح الباری جلد ۱۳ کتاب الفتن ص ۸۲ طبع مصر۔ [3] اقتراب الساعۃ ص ۱۲۵۔ [4] کواکب درّیہ ص ۱۵۷ و تفسیر غایۃ البرہان از محمد حسن امروہوی جلد ۱ ص ۱۹۹۔ [5] تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء جلد ۲ ص ۴۷۲ و ص ۴۷۸۔ [6] رسالہ امام مہدی مطبوعہ جون ۱۹۳۰ء ص ۸۷۔ [7] ص ۱۵۷۔ [8] ایضاً۔ [9] تفہیمات الٰہیہ شاہ ولی اللہ ص ۵۷۔

[10] رسالہ المنار از علامہ سیّد رشید رضا مصر۔

اور لکھا ہے کہ ممکن ہے دجال کے کئی مظاہر ہوں کچھ عالمِ امثال میں اور کچھ عالمِ خیال میں۔ اسی طرح زنجیروں سے حالات کی زنجیر مراد ہے چنانچہ مشہور عقائد کی کتاب شرح عقائد مسمی بہ نبراس کے کے مصنف مولانا مولوی محمد برخوردار اس کتاب کے حاشیہ میں مسیح دجال پر نوٹ لکھتے ہیں۔ یمکن

ان یکون لہ ابدان مختلفۃ فظاھرہ فی عالم الحس والخیال دائر مع اختلاف الاحوال وباطنہ فی عالم المثال مقید بالسلاسل والاغلال ولعل المانع من ظھورہ لکمالہ فی الفتنۃ وجود سلاسل النبوۃ واغلال الدیانۃ۔"[1]

یعنی ممکن ہے کہ اس کے (دجال) مختلف بدن ہوں۔ پس اس کا ظاہر بدن عالم حس اور عالمِ خیال میں حالات کے اختلاف کے ساتھ دائر ہے۔ اور اس کا باطن عالم مثال میں زنجیروں اور رسیوں کے ساتھ جکڑا ہُوا ہے۔ اور شاید اس کے ظہور سے اس کا فتنوں میں کمال تک پہنچنے سے سلاسل نبوت (محمدیہ) اور دینداری کی زنجیریں مانع ہوں۔

صحیح بخاری اور مؤطا امام مالک میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رات رؤیا میں مسیح دجال اور مسیح ابن مریمؑ دونوں کو کعبہ مکرمہ کا طواف کرتے دیکھا۔ دوسری حدیث میں ہے جیسا آئے گا کہ مسیح دجّال مکّہ اور مدینہ کی سرزمین میں داخل نہیں ہو سکتا۔ رفع تضاد کے لئے بزرگان امت نے اس حدیث کی تعبیر کی ہے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ مسیح دجال اسلام کی عمارت میں نقب لگا کر اسے برباد کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور چور کی طرح اس کے گرد پھرے گا۔ کہ کہاں کہاں نقب لگائے۔ اور مسیح موعود ظاہر ہو کر اسلام کی عمارت کو دجال کی نقب زنی سے بچا لیگا۔ یہ حدیث مؤطا امام مالکؒ میں یوں ہے کہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَرَانِی اللّیلۃ عند الکعبۃ فَرَأَیْتُ رَجُلًا اٰدَمَ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اٰدمِ الرِّجَال لَہٗ لِمَّۃٌ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رأی من اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَھَا فَھِیَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّکِئًا عَلٰی رَجُلَیْنِ یَطُوف بالکعبۃ فَسَأَلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقِیْلَ لِیْ ھٰذَا المَسِیح ابْنُ مَرْیَم ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَنَّھَا عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ فَسَأَلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقِیْل مَسِیْح الدَّجّال۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن و مؤطا امام مالک باب عیسیٰ ابن مریم والدجال صفحہ ۳۶۸)

یعنی مجھے آج رات کعبہ کے پاس دکھایا گیا پس میں نے ایک گندم گوں خوبصورت آدمی کو دیکھا اس کے سر کے

[1] شرح عقائد حاشیہ نبراس صفحہ ۵۸۵ مطبع ہاشمی میرٹھ۔

بال خوبصورت طریق پر لٹکے ہُوئے تھے جن کی گویا کنگھی کی گئی تھی اور ان سے پانی ٹپکتا تھا وہ دو آدمیوں پر یا فرمایا دو آدمیوں کے کندھوں پر تکیہ کئے ہوئے تھا اور کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ مَیں نے پوچھا۔ یہ کون ہے؟ تو کہا گیا کہ یہ مسیح ابنِ مریم ہے۔ پھر مَیں نے گھنگریالے مڑے ہوئے بالوں والے ایک شخص کو دیکھا جو دائیں آنکھ سے کانا تھا۔ گویا اس میں انگور کا پھولا تھا۔ مَیں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو کہا گیا یہ مسیح الدجال ہے۔

اس روایت میں الفاظ "اَرَانِی اللَّیْلَۃَ" (آج رات مَیں نے اپنے آپ کو دیکھا) صاف دلالت کر رہے ہیں کہ یہ خواب تھی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دونوں مسیح کعبہ کا طواف کرتے دکھائے گئے

امام محمد طاہرؒ مجمع الانوار میں زیر لفظ طوف جلد ۲ میں یطوف بالبیت کے تحت لکھتے ہیں:۔

طَوَافُ الدَّجّال مُؤَوَّلٌ بانہ کُوْشِفَ صَلَّی اللہ علیہ وسلّم بِاَنَّ اللَّعِیْن فی صُوْرَتِہِ الکریھَۃِ وَھُوَ مُتَّکِئٌ عَلٰی مَا اَمْلٰی من التلبیسِ وَالتَّمْوِیْہِ یَدُوْرُ حَوْلَ الدِّین یبغی العِوَج وَالفساد وَبِاَنَّ عِیْسٰی فِی صُوْرَۃِ الحَسَنَۃِ یَدُوْرُ حَوْلَ الدِّین بِاِقَامَتِہٖ وَاِصْلَاحِ فَسَادِہٖ وَھُوَ مُتَّکِئٌ عَلٰی مَا اُیِّدَ بِہٖ مِنَ العَصْمَۃ وَالتَّائِیْدِ[1]

یعنی دجال کا کعبہ کے گرد طواف کرنا تاویل طلب ہے۔ کیونکہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کشف تھا بایں طور کہ دجال لعین آپ کو اس کی کریہہ صورت میں اس حال میں دکھایا گیا کہ وہ اپنی بھرپور تلبیس اور ملمع سازی پر تکیہ کئے ہوئے تھا وہ دین کے اردگرد اس مقصد سے پھرے گا کہ اس میں ٹیڑھ اور فساد تلاش کرے اور عیسےٰؑ کو اچھی صورت میں کعبہ کا طواف کرنے دیکھنا یہ تعبیر رکھتا ہے کہ وہ اسلام کے قائم کرنے اور اس کے فساد کی اصلاح کی غرض سے دین کے گرد پھرے گا۔ اور وہ اس عصمت و تائید پر تکیہ کرنے والا ہو گا جو اسے خدا کی طرف سے حاصل ہو گی۔

اس عبارت میں امام محمد طاہرؒ (متوفی ۹۸۶) نے مسیح دجال کے کندھے پر تکیہ کرتے ہوئے طواف کعبہ کرنے کی تعبیر یہ کی ہے کہ وہ تلبیس اور ملمع سازی پر تکیہ کرتے ہوئے اسلام کی کجی تلاش کرنے کے لئے طواف کرے گا اور اسی طرح ابن مریمؑ کے دو فرشتوں کے کندھوں پر تکیہ کرتے ہوئے طواف کرنے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بخشی ہوئی عصمت و تائید پر تکیہ کرنے والا ہو گا۔ اور اسلام کی حفاظت کرے گا۔ امام ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث

[1] مجمع بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ مطبع نولکشور۔

کی تشریح کرتے ہوئے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے :۔

تورپشتی نے کہا۔ کہ دجال کا طوافِ کعبہ باوجود اس کے کہ وہ کافر ہے تعبیر رکھتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ رؤیا مکاشفات میں سے ایک مکاشفہ ہے۔ آپ کو دکھایا گیا کہ عیسےٰ اپنی اچھی صورت میں جس پر وہ نازل ہوگا دین کے گرد پھرے گا۔ تا امور دین کو قائم کرے اور اس کے بگاڑ کی اصلاح کرے۔ اور دجال اپنی مکروہ صورت کے ساتھ جس میں عنقریب وہ ظاہر ہوگا دین کے گرد پھرے گا تاکہ اس کی کجی اور فساد کی راہیں تلاش کرے[1]

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی شرارتوں اور بدیوں کے مجموعہ کا نام دجال رکھا ہے لکھتے ہیں :۔ روح الدجال وھی شرور المتوحدۃ شرًّا واحدًا[2] یعنی دجال کی رُوح کیا ہے۔ وہ شرارتوں کی واحد تصویر ہے۔ جو جمع ہو کر شرِّ واحد کہلاتی ہے۔ آسمانی کتابوں کو جن میں ابتدائے پیدائش سے ہی دجال کی خبر دیگئی ہے۔ جیسا حدیث میں ہے کہ ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا۔ بنظرِ غور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ابتدائے عالم سے بدیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو کر چلتا آرہا تھا جسے ہر نبی نے کشف میں دیکھا۔ اور کشف میں مسیح دجال کی جو تصویر انہیں نظر آئی۔ اس سے اپنی قوم کو آگاہ کرتے رہے۔ اور اس سے ڈراتے رہے۔ چونکہ اس کا خروج آخر زمانہ میں مقدّر تھا اس لئے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے کامل تر شکل میں کشف میں دکھلایا گیا۔ اور آپ نے اس کی ایسی علامات کی خبر دی کہ پہلے کسی نبی نے ان علامات کی اس تفصیل سے خبر نہیں دی تھی۔ جو برائیاں دنیا میں ظہور پذیر ہوتی ہیں انہیں ان کے مناسب حال شکل ملتی ہے اور وہ عالم بالا میں اپنی اس معنوی اور مناسب شکل میں متشکل اور مجسم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نیکیاں بھی مناسب شکل میں جسم اختیار کر لیتی ہیں۔ جیسے خدا کی رضامندی اُخروی نعمتوں اور جنت کی شکل میں اور خدائی ناراضگی اُخروی نعمتوں اور آگ کی شکل میں متشکل ہوتی ہے۔ اسی طرح جس طرح انفرادی بدیاں اور نیکیاں ان کے مناسب حال اشکال وامثال اختیار کرتی ہیں قومی بدیاں اور قومی نیکیاں بھی مناسب حال اشکال وامثال اختیار کرتی ہیں اس دنیا میں ان انفرادی اور اجتماعی اعمال کے سوائے ان کے نتائج کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ مگر عالم بالا میں ان کے مناسب حال اشکال و امثال وجود پذیر ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ خواب میں جب انسان مادی عالم سے بے حس ہو کر اس دنیا کی آنکھ کھولتا ہے۔ تو یہ اشکال نظر بھی آجاتی ہیں۔ مثلاً لالچی نفس کتے کی شکل میں اور

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ مصر و حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۶ مطبع اسلامی لاہور و مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۷۳ ۔ [2] خیر کثیر صفحہ ۱۱۲

خبیث نفس خنزیر کی شکل میں نظر آجاتا ہے۔ اسی طرح جب قوم یہود کی برائیاں عالم بالا میں جمع ہوئیں تو ان کی ایک مجسّم شکل بنتی گئی۔ اور جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ برائیاں ظہور میں آکر اس کے ساتھ جا کر ملتی اور اس میں اضافہ کرتی رہیں۔ پھر جب عیسائی آئے۔ تو ان کی برائیاں بھی جا کر اس کے ساتھ جا کر ملحق ہوتی رہیں۔ اسی مجموعہ کا نام مسیح دجال ہُوا۔ اسی طرح پہلے زمانوں کی نیکیاں بھی عالم بالا میں جمع ہوتی رہیں بنی نوع انسان کی ان مجموعی نیکیوں کے مجسّمے کا نام شرع کی زبان میں مسیح موعود ہُوا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ) خیر کثیر میں اسی فلسفہ کے مطابق حقیقت دجال پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

جب یہودیوں کی سرکشی اور ان کا تمرد وعصیان حد سے بڑھ گیا۔ چنانچہ وہ قتل انبیاء کے مرتکب ہوئے۔ اور حضرت مسیح کی انہوں نے توہین کی۔ تو انکے صحف اعمال ان کے ظلم اور بےاعتدالیوں سے بھر گئے اور ان کے گناہوں کے اثرات آسمانوں تک پہنچ گئے۔ اس سے پہلے عاد وثمود اور دیگر اقوام طاغیہ کے گناہ بھی آسمان تک فضاء کو بھر چکے تھے اور ان کے آثار خصوصی نمایاں ہو چکے تھے۔ اب یہود کی برائیاں بھی ان کے ساتھ مل گئیں۔ تو ان سب شرور میں ایک وحدت پیدا ہوئی اور ایک ایسے عالم میں ان کو تحقق حاصل ہُوا۔ جو اس عالم مادی سے کامل تر ہے۔ یہ برائیاں ایک جیتے جاگتے مجسمے کی صورت میں نمایاں ہوئیں۔ جس کا نام شرع کی زبان میں المسیح الدجال ہے[1]۔ دجال کو شر کی جانب انسلاح حاصل ہے۔ اور انسلاح خواہ کسی جانب سے ہو۔ ارتفاع کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ برائیاں ظہور میں آتی رہیں۔ اور دجال کامل سے کامل تر ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسم مطلق آپ کے قلب مبارک سے طلوع ہُوا۔ تو دجّال مجبُور ہو کر کنارہ کش ہو گیا[2] لیکن عہد نبوت پر ایک عرصہ دراز گزر گیا۔ شرور کی کثرت ہوئی۔ اور برائی کے واقعات کثرت سے ہونے لگے۔ تو دجال کے کمالات شرّیہ میں پھر ترقی شروع ہو گئی اور جو برائی دنیا میں ہوتی تھی اس کے ساتھ جا ملتی جس طرح ہر ایک جزئی اپنی کلّی کے ساتھ ملحق ہوتی ہے .... اور دجّال انہی شرور کا مجسمہ ہے[3]

شاہ ولی اللہ صاحب موصوف ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں :۔

[1] انجیل میں تسلیم کیا گیا ہے کہ بے دینی کی روح اب بھی تاثیر کرتی جاتی ہے۔ جیسا پولوس رسول اپنے خط ۲ تھسلنکیون باب ۲ آیت ۷ میں لکھتا ہے۔ یعنی دجال مسیحی اب بھی موجود ہے۔ اور تاثیر کرتا جاتا ہے۔

[2] اسی لئے جیسا کہ حدیث تمیم داری میں ہے مسیح دجال کو مغربی جزیرہ کے گرجا گھر میں دکھایا گیا۔ [3] خیر کثیر ترجمہ از عربی مولانا عبد الرحیم فاضل پروفیسر عربی اسلامیہ کالج پشاور پبلشر مولوی محمد بن غلام رسول سُورتی ناشران کتب بمبئی۔

عاد و ثمود آلِ فرعون جیسی نافرمان اور سرکش قومیں اللہ تعالےٰ کے غضب کا نشانہ بنیں ان کے گناہوں کے اثرات سے عالم بالا میں الدجال کا ہیولیٰ تیار ہوتا رہا۔ یہانتک کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت یہودیوں کی طغیانی اور سرکشی نے اس میں جان ڈال دی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر دجال پابجولاں ہوگیا۔ خیرالقرون کے گزرنے کے بعد وہ کھول دیا گیا۔ مسیح موعود اور الامام المہدی کے زمانہ میں اس کا فتنہ انتہا کو پہنچ جائے گا۔ دجال شر کا مظہر ہوگا مسیح موعود اور امام مہدی خیر کامل کے مظہر ہیں۔ اس لئے ہر ایک کو اپنی اپنی فطرت کے موافق پیرو مل جائیں گے۔ دجال کی رُوح جو مجموعہ شرور کی وحدت ہے یاجوج و ماجوج کی شکل میں ظہور کرے گی۔ مسیح موعود کے ہاتھوں دجال قتل ہوگا۔ اور اس کے فتنہ کا استیصال ہو جائے گا۔ (الخیرالکثیر اردو ترجمہ صفحہ ۲۴۹-۲۵۰)

امام شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے تفہیمات صفحہ ۲۰۳ میں دجال کی بعض علامات بیان کی ہیں جو نصاریٰ میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ ملحدانہ علوم کی طرف دنیا کو دعوت دیں گے بعض حلول کا دعویٰ بھی کریں گے اور خدائی طاقتوں کے امور اپنی طرف منسوب کریں گے۔

مولانا نصراللہ خاں عزیز مدیر ہفت روزہ "ایشیا" لاہور نے ۱۹۵۹ء میں ایک سلسلہ مضامین شائع کیا۔ جس میں احادیث میں قیامت اور دجّال کی مبیّنہ علامات کو موجودہ زمانہ پر چسپاں کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "مادی تہذیب کا موجودہ زعیم دجال ہے"۔[1]

علامہ شفیق اللہ شورائی صدر قرآن سوسائٹی کراچی جو بعض کتب کے مصنف بھی ہیں نے لکھا ہے کہ "دجال اور یاجوج و ماجوج کی تمام پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور فتنہ دجال کمیونزم کی شکل میں ظاہر ہو چکا ہے۔ جو دہریت پھیلا کر آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ اس فتنہ کا بانی ایک یہودی راہب کا بیٹا کارل مارکس یہودی تھا۔ کمیونزم مادہ کو خدا اور دنیا ہی کو جنّت کہتا ہے۔ انکار آخرت کی بناء پر اسے کانا دجال کہا گیا ہے یعنی کائنات کو دونوں آنکھوں سے دیکھنے کی بجائے صرف ایک آنکھ سے دیکھنے والا اچھوتا نظریہ۔[2] مدیر روزنامہ شہباز[3] اور مدیر روزنامہ مغربی پاکستان لاہور اور اخبار مدینہ بجنور[4] نے بھی اپنے ادارتی نوٹوں میں لکھا تھا کہ "دنیائے حاضر کو دجال اور یاجوج و ماجوج کے لشکر دل کا مقابلہ درپیش ہے۔ اشتراکی لشکر دجال ہیں۔ روس برطانیہ اور امریکہ سب دجال کے لشکر ہیں"۔

---

[1] ہفت روزہ ایشیا لاہور جنوری ۱۹۵۹ء۔ [2] روزنامہ جنگ کراچی ۱۳/ اکتوبر ۱۹۶۱ء۔

[3] روزنامہ شہباز لاہور ۳/ جولائی ۱۹۴۵ء۔ و روزنامہ مغربی پاکستان لاہور اپریل ۱۹۴۹ء۔

[4] مدینہ بجنور یکم فروری ۱۹۲۵ء۔

مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ظہورالحسن سیوہاروی اور علامہ انور شاہ کے بیانات کسی اور مقام پر درج ہیں۔ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال (حکیم مشرق)، روس اور انگریز کو یاجوج و ماجوج قرار دیتے ہیں ان کا مشہور شعر ہے ؎

"کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون"[1]

مولانا ظفر علی خاں مشہور صحافی اور لیڈر اپنے ایک دعائیہ شعر میں کہتے ہیں ؎

الٰہی ہستیٔ مسلم کا اب تو ہی نگہباں ہے … فرنگی لشکرِ دجال ہیں یاجوج ہیں روسی[2]

مولانا الطاف حسین حالی ایک نظم میں یورپین طاقتوں کے بارے میں لکھتے ہیں :-

بہت ان کو معجز نما جانتے ہیں … بہت دیوتا اُن کو گردانتے ہیں
جو ٹھیک ٹھیک ان کو پہچانتے ہیں … وہ اتنا مقرر انہیں مانتے ہیں
کہ کی تھی جو دُنیا نے اب تک کمائی … وہ سب جزو کل ان کے حصے میں آئی[3]

یعنی روس اور انگریزوں کو بہت سے لوگ معجزے دکھانیوالے اور بہت سے لوگ قابلِ پرستش دیوتا مانتے ہیں۔ اور جو لوگ انہیں پہچانتے ہیں وہ بھی اتنا تو ضرور مانتے ہیں کہ ابتدائے دُنیا سے اب تک کے لوگوں نے جو مل کر کمائی کی تھی وہ سب کل و جز اب ان کے حصے میں آئی ہے۔

سابق وزیر اعظم برطانیہ مسٹر چرچل کا بیان

دنیا کے مسلمہ لیڈر اور برطانیہ کے سابق وزیر اعظم مسٹر ونسٹن چرچل نے بھی اپنی ایک تقریر میں روس اور برطانیہ کا یاجوج و ماجوج ہونا بیان کیا تھا۔ گلڈ ہال لنڈن میں داخل ہوتے ہی دائیں بائیں یاجوج و ماجوج کے مجسمے نصب تھے جنگ عظیم میں جب گلڈ ہال پر بمباری ہوئی تو وہ نذر آتش ہو گئے تھے۔ لارڈ میئر آف لنڈن نے یہ مجسمے دوبارہ تیار کرائے اور انہیں نصب کرنے کی تقریب میں مسٹر چرچل کو بھی دعوت دی گئی انہوں نے اس موقعہ پر اپنی تقریر میں کہا۔ کہ

یاجوج و ماجوج کا نہ صرف زمانہ قدیم سے تعلق ہے بلکہ عہد حاضر سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے۔ ایک طرف اس وقت یاجوج ہے اور دوسری طرف ماجوج۔ یاجوج و ماجوج کے مابین خواہ کتنے ہی اختلاف ہوں۔ مگر وہ بہر حال ایک ہی قسم کے اجزا سے بنے ہوئے ہیں۔ ایک طرف ایسے عوام الناس ہیں۔ جو امن و آزادی کے خواہاں ہیں اور دوسری طرف قوم پرستوں۔ تخیل پسندوں۔ انقلابیوں۔ طبقاتی نفرت کے ماہروں اور

---

[1] بانگ درا طبع دوازدہم اگست ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۳۲ [2] روزنامہ زمیندار لاہور ۲۶ / نومبر ۱۹۳۲ء [3] مسدس حالی از مولانا حالی

سامراجیوں کے گروہ اتر پڑتے ہیں جن کے پاس محض لعنت میں الجھے ہوئے نظری ڈھکوسلوں کی افواج ہیں اور وہ دن رات ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنے میں کوشاں رہتے ہیں تاکہ آبادیاں ویران ہوں اور لوگ بموں کے نذر ہوں۔ یہ وہ ترکیب اجزاء ہے جو یاجوج و ماجوج دونوں میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ وہ ہولناک انجام ہے۔ جو اِن دونوں پر وارد ہوگا۔ ایک طرف سوویٹ روس کی فوجیں اور ہوائی طاقت اور ان کے تمام کمیونسٹ ساتھی اور ایجنٹ اور فدائی لوگ ہیں جو اکثر ممالک میں پائے جاتے ہیں اور دوسری طرف مغربی جمہوریتوں کی طاقتیں ہیں جو امریکہ کے گرد جمع ہو رہی ہیں جن کے قبضے میں ایٹم بم کی طاقت موجود ہے۔ اب اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ برطانیہ اور امریکہ جارحانہ اشتراکیت کو آزاد ممالک کے اندر مزید راستہ بنانے میں روکنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہی امن کی حقیقی بنیادیں ہیں۔[1]

اور بھی اہل علم و دانش کے ایسے ہی بیانات ہیں جن سے ہمارے پیش کردہ موقف کی تائید ہوتی ہے مگر ہم بخوفِ طوالت انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ہم بزرگوں کے ان بیانات سے لفظ بلفظ متفق ہوں بوجہ اس کے کہ بعض بیانات پیشگوئیوں کے وقوع پذیر ہونے سے قبل علماء کے اپنے اپنے اندازوں پر مبنی تاویلات پر مبنی ہیں اور قبل وقوع ایسے بیانات کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ وہ یقینی نہیں ہوتے بلکہ خود ان علماء نے تصریح کی ہے کہ ہماری تاویلات قیاسی ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ جب یہ پیشگوئیاں اپنے حقیقی اور مقدر وقت پر پوری ہوں تو کس رنگ میں پوری ہوں گی۔ جب یہ پوری ہوں گی اسی وقت ان کی اصل حقیقت کھلے گی اور یہ متفق علیہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام جو ان پیشگوئیوں اور علامات کے اصل مصداق ہیں وہی خدا کے دیئے ہوئے علم کے مطابق ان کی حقیقت کھولیں گے۔

پس مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج سے متعلق پیشگوئیوں کی جو تعبیر و تاویل بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے کی ہے جنہوں نے مسیح و مہدی کے دعوی کے ساتھ خدا سے علم پا کر اپنے آپ کو ان پیشگوئیوں اور علامات کا مصداق ٹھہرایا ہے اور جن کے بیانات کے کچھ اقتباسات ابھی پیچھے درج ہو چکے ہیں ہمارے نزدیک وہی درست اور کافی و شافی ہیں ان میں کسی قسم کا سقم موجود نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان کے ارشادات الہام الٰہی پر مبنی ہیں۔ اور الہام پر مبنی پیشگوئیوں کی حقیقت الہام ہی سے کھل سکتی ہے۔ الہام کی مدد کے بغیر ان کی حقیقت نہیں کھل سکتی۔ پس علماء سابق کی جو تشریحات ان کے بیانات کے مطابق ہوں قابلِ قبول ہوں گی جو مطابق نہ ہوں قابلِ ردّ ہوں گی۔ جو بھی کسی شخص کو امام موعود یعنی مسیح و مہدی مان لے اسے یہی موقف اختیار کرنا پڑے گا خواہ وہ آج کسی کو امام موعود مان لے یا کل!

[1] لنڈن ٹائمز مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۵۱ء بحوالہ پیغام صلح لاہور

کیونکہ جو لوگ آخری زمانہ میں موعود مصلح کے منتظر ہیں وہ انہیں تمام اختلافی مسائل میں آخری حجت اور خدا کا حکم و عدل مانتے ہیں۔ چونکہ ہم موعود مصلح بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کو مانتے ہیں اس لئے ہمارے نزدیک آپ ہی کا فیصلہ واجب القبول ہے۔ علماء سابق کی جو تاویلات و تشریحات آپ کے فیصلہ کے مطابق ہوں۔ وہ قابلِ قبول ہوں گی اور جو خلاف ہوں وہ ناقابلِ حجت ہوں گی۔

آخری گذارش آخر میں ہم قارئین کرام سے گزارش کرتے ہیں کہ انسان کی زندگی چند روزہ ہے امام زمانہ کی شناخت سے محروم رہنا ہمیشہ کیلئے نامراد اور محروم رہنا ہے۔ مسیح دجال، یاجوج و ماجوج اور ظہور مسیح و مہدی کا زمانہ مسلمات کے مطابق ایک ہی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کا خروج ہو چکا ہے تو مسیح و مہدی کا ظہور بھی ہونا چاہیئے تھا کیونکہ خدا کی باتیں نہ تو ٹل سکتی ہیں نہ آگے پیچھے ہو سکتی ہیں جیسا لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ میں فرمایا ہے پس جب مسیح دجال اور یاجوج و ماجوج کا خروج ہو چکا ہے جیسا ہم دکھا آئے ہیں تو لازماً ماننا پڑیگا کہ مسیح و مہدی کا ظہور بھی ہو چکا ہے اسلئے ہر مومن پر جو مذہبی سچائیوں کا قائل ہے واجب ہو جاتا ہے کہ وہ امام مہدی و مسیح موعود کی تلاش کرے کہ وہ کون ہے؟ اور کہاں ہے۔ ہم تو اسی نتیجہ پر پہنچے ہوئے ہیں کہ مسیح و مہدی موعود کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں اور ہم نے اپنی کتاب "امام مہدی کا ظہور" نامی میں تفصیل سے ان سے متعلق علامات اور انکی صداقت پر روشنی ڈالدی ہے۔ جو تحقیقات کا خواہشمند ہو اسے یہ کتاب نیز سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر براہ راست مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ مسیح و مہدی کے ظہور اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت و عدم صداقت کا فیصلہ کر سکے اور بڑی فکرمندی اور سچی طلب کے ساتھ امام موعود کی تلاش کرنی چاہیئے کیونکہ امام زمانہ کی شناخت کا مسئلہ مومنین کے ایمان سے تعلق رکھتا ہے جیسا حدیث میں فرمایا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔ یعنی جو شخص مرگیا اور اس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ بعض روایات میں ہے کفر کی موت مرگیا۔ اس حدیث کے مطابق ہر شخص کیلئے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اس سے مرنے کے بعد پوچھا جائیگا کہ تو نے اپنے زمانہ کے امام کو کیوں شناخت نہیں کیا تھا یہ کتنی بدقسمتی اور محرومی ہے کہ انسان اگلے اماموں کو تو مان لے جنکی شناخت کا ہم سے سوال نہیں ہوگا اور اپنے زمانہ کے اماموں کو شناخت نہ کرے۔ سابق ائمہ اور نبیوں کی شناخت کے بارے میں تو ان لوگوں سے پوچھا جائیگا جو انکے زمانوں میں زندہ موجود تھے ہم سے تو صرف ان اماموں کی شناخت کے بارے میں سوال ہوگا جو ہماری زندگی میں تھے ہر صدی میں کوئی نہ کوئی مجدد اور امام ہوا کرتا ہے اور ہر شخص کیلئے ممکن ہے کہ وہ کسی نہ کسی مجدد یا امام کو پالے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ (ابو داؤد) یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہر صدی کے سر پر اس امت کیلئے ایسے شخص کو کھڑا کرتا رہیگا جو ان کیلئے انکے دین کی تجدید کرے۔ پس ہر شخص کیلئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کرے اور یہودیوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اگلے نبیوں کو تو بغیر دیکھے مان لیا مگر اپنی زندگیوں میں نبی کو دیکھکر بھی نہ مانا اور ایمان سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محروم ہو گئے ہر شخص کو اپنی چند روزہ زندگی کا انجام خود سوچ لینا چاہیئے جب اپنے مقدر وقت پر امام موعود آجائے تو پھر موہوم طور پر کسی آنیوالے امام کی انتظار بے سود ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ ہم سو سال کم و بیش تک ہی اس دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں ہمارے مرنے کے بعد جو امام آئیگا وہ اس صدی کے لوگوں کا امام ہوگا جس میں وہ مبعوث ہوگا پس موہوم انتظار کرنیوالا اپنے زمانہ کے امام سے بھی محروم رہا اور آنیوالا امام بھی نہ ملا اور محروم چلا گیا۔ ہم نے سمجھا دیا ہے دانا کو اشارہ کافی ہے [illegible]

فہرست کتب ماخذ

تفاسیر:-

تفسیر کبیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) شائع کردہ تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان سنہ ۱۹۵۰ء
تفسیر صغیر " " " " شائع کردہ ادارۃ المصنفین ربوہ سنہ ۱۹۶۶ء
تفسیر ابن کثیر از حافظ عماد الدین ابن کثیر طبع مصر سنہ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۴۸ء - تفسیر دُرِّ منثور از علامہ جلال الدین سیوطی طبع مصر
تفسیر بحرِ محیط از ابوحیان اندلسی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۸ھ - تفسیر معالم التنزیل از امام ابومحمد حسین الفراء البغوی
م[1] ۵۱۶ - تفسیر فتح القدیر از قاضی محمد بن علی الشوکانی م ۱۲۵۰ھ طبع مصر ۱۳۵۱ھ - تفسیر کبیر -
از امام فخر الدین رازی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ - تنویر المقباس از ابی طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی م ۸۱۷ھ
مطبوعہ سنہ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء - تفسیر مجمع البیان از ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی م ۵۶۱ھ طبع ایران ۱۲۸۴ھ -
تفسیر معالمات الاسرار از مولوی محمد حسن امروہوی ۱۲۸۰ھ مطبع رضوی دہلی - تفسیر ابن العربی - از امام
محی الدین بن عربی م ۶۲۸ھ - تفسیر صافی از ملا محسن ایرانی (شیعہ) چودھویں صدی میں لکھی گئی - تفسیر
کشف الاسرار تالیف رشید الدین میبدی ۵۲۰ھ مطبوعہ تہران سنہ ۱۳۳۱ھ شمسی - الجامع لاحکام القرآن لمحمد
بن احمد القرطبی مطبوعہ مصر قاہرہ سنہ ۱۹۵۰ء - الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم از ابومحمد عبداللہ
اسعد الیمنی الشافعی طبع مصر ۱۳۴۹ھ - تفسیر لوامع التنزیل از ابوالقاسم علی حائری (نولکشور ۱۳۳۰ھ)
تفسیر روح البیان للشیخ اسماعیل حقی بروسوی م ۱۱۳۷ھ مطبع عثمانیہ استنبول (ترکی) تفسیر بیضاوی
از علامہ ناصر الدین طبع مصر سنہ ۱۳۶۸ھ / ۱۹۳۹ء ؛

احادیث:-

فتح الباری شرح بخاری از شہاب الدین احمد (ابن حجر عسقلانی) طبع مصر ۱۳۰۱ھ - صحیح مسلم مع شرح
نووی طبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۴۹ھ - ابوداؤد از ابی داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی طبع ۱۳۱۹ھ دہلی -
سنن نسائی از احمد بن شعیب نسائی طبع دہلی - مؤطا امام مالکؒ مترجم اردو کارخانہ تجارت کتب کراچی -
مشکوٰۃ المصابیح از خطیب ولی الدین مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۷ھ - حاشیہ صحیح بخاری از احمد علی سہارنپوری
مطبع ہاشمی میرٹھ - بذل المجہود لحل ابی داؤد از مولانا خلیل احمد ناظم مدرسہ سہارنپور - مُسند احمد
بن حنبلؒ مطبوعہ مصر - ادب المفرد از امام بخاری طبع نظامیہ کانپور سنہ ۱۲۹۰ھ - مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
از ملا علی قاری مطبوعہ مصر - مجمع الزوائد و منبع الفوائد از حافظ نور الدین علی بن بکر الہیثمی م ۸۰۷ھ طبع مصر

[1] م سے مراد المتوفی ہے اور م کے بعد سنہ سے سنہ وفات درج کی گئی ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری ملا علی قاری طبع مصر - حاشیہ مشکوٰۃ - مطبع اسلامی لاہور -
ابن ماجہ از محمد بن یزید القزوینی مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۱۳ھ - کنز العمال از علاؤ الدین الہندی علی المتقی
بار دوم مطبع حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء - سنن دارمی از عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی م ۲۵۵ھ مطبوعہ دمشق
جامع الصغیر از جلال الدین سیوطی طبع مصر سنہ ۱۳۲۱ھ ؛

متفرق اسلامی کتب:-

ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد مطبوعہ بجنور سنہ ۱۹۳۶ء - انیس الارواح از خواجہ عثمان ہارونی طبع سنہ ۱۸۹۰ء
لکھنؤ - حیوٰۃ الحیوان از علامہ کمال الدین دمیری طبع مصر سنہ ۱۳۱۱ھ - جواہر غیبی از سید مظفر علی شاہ طبع سنہ ۱۳۰۲ھ
تفہیمات الٰہیہ از امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی - تنویر القلوب از شیخ امین الکردی الاربلی الشافعی
م ۱۳۳۲ھ مطبع مصر - لوامع الانوار از علامہ سفارینی حنبلی ۱۳۲۲ھ مصر - حجج الکرامہ از نواب
صدیق حسن خان نواب بھوپال - ترجمان وہابیہ (از ایضاً) تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء
از ابوالحسن کاکوروی مطبع نامی نولکشور سنہ ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء - کواکب دُرّیہ از مولانا سید محمد حسن امروہوی مطبوعہ
سید المطابع امروہہ مراد آباد ۱۳۱۲ھ - مشاہیر اسلام از عباد اللہ اختر طبع ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۵۸ء
بانگِ درا - از ڈاکٹر سر محمد اقبال طبع لاہور اگست ۱۹۴۸ء - خیر کثیر مترجم اردو ترجمہ از مولانا عبدالرحیم
پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور مطبوعہ بمبئی - کتاب البرہان المؤید از سید احمد رفاعی طبع مصر ۱۳۴۲ھ -
البدایہ والنہایہ از عماد الدین ابن کثیر طبع مصر - مقدمہ ابن خلدون از عبدالرحمٰن بن خلدون مطبع ازہریہ مصر
اقتراب الساعۃ فی آثار القیامۃ از نور الحسن خان ابن نواب صدیق حسن خان نواب بھوپال - آثار الباقیہ
از ابوریحان البیرونی مطبوعہ جرمنی ۱۸۷۸ء - قصص القرآن از مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہاروی شائع کردہ ندوۃ المصنفین
دہلی سنہ ۱۳۶۹ھ - حکمۃ بالغہ از مولانا ابوالجمال احمد چریاکوٹی مطبوعہ حیدر آباد دکن - تنبیہ الغافلین از نصر
بن محمد سمرقندی طبع مصر - عقیدۃ الاسلام از سید محمد انور شاہ کشمیری طبع دیوبند سنہ ۱۳۴۴ھ - جیوش اسلامیہ
از علامہ محمد بن ابی بکر المعروف بہ ابن قیم مطبع القرآن والسنہ امرتسر سنہ ۱۳۱۴ھ - اغاثۃ اللہفان (مصنف ایضاً) منازل السالکین
(مصنف ایضاً) طبع مصر ۱۳۳۳ھ - ہدایۃ الحیارٰی فی اجوبۃ الیہود والنصارٰی (مصنف ایضاً) سنہ ۱۳۲۳ء -
الکلام علی الضلال از عبدالسلام بن عبداللہ المعروف بہ ابن تیمیہ طبع مصر - اقتضاء الصراط المستقیم فی
مخالفۃ اصحاب الجحیم (مصنف ایضاً) سنہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء - الدین الخالص (مصنف ایضاً) - مفید العلوم -
از علامہ جمال الدین خوارزمی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۳۰ھ - التاویل المحکم (فارسی) از مولانا محمد حسن امروہوی - حضرت التجلی
من نفحات التحلی والتخلی از نواب صدیق حسن خاں طبع بھوپال ۱۲۹۸ھ - فتاوی الحدیثیہ از علامہ شیخ احمد شہاب الدین -

ابن حجر الہیثمی مکی طبع مصر - نور الانوار (فارسی) از علی اصغر البروجردی مطبوعہ ایران ۱۳۲۸ھ - بدائع الفوائد از علامہ ابن قیم جوزی طبع مصر - زرقانی از محمد بن عبد الباقی الزرقانی مطبوعہ مصر ۱۲۸۰ھ - مسئلہ خلافت از مولانا ابو الکلام آزاد طبع لاہور ۱۹۶۳ء - مجمع البحار از شیخ محمد طاہر گجراتی م ۹۸۶ھ نولکشور لکھنؤ - مظاہر حق شرح مشکوٰۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی - شرح عقائد مسمیٰ بہ نبراس مطبع ہاشمی میرٹھ حاشیہ از حافظ محمد عبد العزیز فرہاری ۱۳۱۳ھ - الیواقیت والجواہر از صدر الدین دمشقی الشافعی طبع مصر ۱۳۰۵ھ - فتح الخلاق از نواب صدیق حسن خاں مطبوعہ آگرہ ۱۳۰۵ھ - ارشاد الطالبین (فارسی) از اخوند درویزہ مطبوعہ ۱۸۹۲ء مطبع نامی لکھنؤ - نزھۃ المجالس از شیخ عبد الرحمن صفوری مطبوعہ مصر - بحار الانوار از محمد باقر مجلسی (شیعہ) مطبع ایران ۱۳۱۵ھ - رسالہ امام مہدی از خواجہ حسن نظامی مطبوعہ جون ۱۹۴۰ء - ترغیب و ترہیب از مصطفٰے محمد عمارہ مصر - منہاج السالکین از ابو الحسن ترجمہ جوگ لشٹ طبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۷ء

عربی لغات :-

تاج العروس از سید محمد بن محمد الواسطی البلجرامی طبع مصر ۱۳۰۷ھ - اقرب الموارد از سعید الخوری الشرتونی اللبنانی طبع بیروت ۱۸۸۹ء - المنجد از آلاب لویس یسوعی مطبوعہ بیروت ۱۹۳۷ء - معجم البلدان از امام شہاب الدین یاقوت حموی ۶۲۶ طبع مصر ۱۳۲۳ھ -

احمدیہ لٹریچر :-

تحفہ گولڑویہ از حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام (بانی سلسلہ احمدیہ) طبع الشرکۃ الاسلامیہ - ربوہ - ازالۂ اوہام مصنفہ ایضاً - اعجاز المسیح مصنفہ ایضاً - آئینہ کمالات اسلام مصنفہ ایضاً - حقیقۃ الوحی مصنفہ ایضاً - چشمۂ معرفت مصنفہ ایضاً - ایام الصلح مصنفہ ایضاً - براہین احمدیہ حصہ پنجم - مصنفہ ایضاً - لیکچر سیالکوٹ مصنفہ ایضاً - ملفوظات مصنفہ ایضاً - خطبہ الہامیہ مصنفہ ایضاً - تبلیغی احمدیہ پاکٹ بک از عبد الرحمن خادم گجراتی مطبوعہ ۱۹۵۲ء - جوابات سوالات عشرہ از حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری حال ربوہ - عسل مصفیٰ از مرزا خدا بخش مطبوعہ قادیان ۱۹۰۱ء - المسیح الدجال اور یاجوج و ماجوج از مولانا محمد علی لاہور -

عیسائی لٹریچر :-

بائیبل (تورات و اناجیل کا مجموعہ) پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور - "یسوع مسیح آرہا ہے" - از ڈبلیو - ای - بی (انگریزی) مطبوعہ امریکہ - "مسیح کی آمدِ ثانی" - از پادری بوٹامل پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور - ۱۹۵۳ء - موجودہ سچائی از اے - ایم اکبر سلسلہ ۸ شائع شدہ از مزنگ روڈ لاہور - موجودہ سچائی از آر - اے سٹالن نمبر ۱۳ (ایضاً) موجودہ سچائی سلسلہ ۳۵ ہمارے زمانہ کے لئے خاص پیغام از سی - بی ہائنز شائع شدہ مزنگ روڈ - لاہور ؎